اوّلین مُجاھدِ تحفظِ نامُوسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

شہیدوں کے سردار

سیّد الشہداء سیّدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

کی مستند سیرت و فضائل اور شجاعت و شہادت
پر مبنی ایک ایمان پرور اور ایقان افروز تالیف

محمد متین خالد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شہیدوں کے سردار

ایک روز ابو جہل کوہِ صَفا کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گذرا تو آپ ﷺ کو ایذا پہنچائی اور سخت الفاظ کہے۔ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے، اور کچھ بھی نہ کہا لیکن اس کے بعد اس نے آپ ﷺ کے سر پر ایک پتھر دے مارا، جس سے ایسی چوٹ آئی کہ خون بہہ نکلا۔ پھر وہ خانہ کعبہ کے پاس قریش کی مجلس میں جا بیٹھا۔ عبداللہ بن جدعان کی ایک لونڈی کوہِ صفا پر واقع اپنے مکان سے یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کمان حمائل کیے شکار سے واپس تشریف لائے تو اس نے ان ؓ سے ابو جہل کی ساری حرکت کہہ سنائی۔ حضرت حمزہ ؓ غصے سے بھڑک اُٹھے...... یہ قریش کے سب سے طاقتور اور مضبوط جوان تھے۔ ماجرا سن کر کہیں ایک لمحہ رُکے بغیر دوڑتے ہوئے اور یہ تہیہ کیے ہوئے آئے کہ جونہی ابو جہل کا سامنا ہوگا، اس کی مرمت کر دیں گے۔ چنانچہ مسجد حرام میں داخل ہو کر سیدھے اس کے سر پر جا کھڑے ہوئے اور بولے: ''او سرین پر خوشبو لگانے والے بُز دل! تو میرے بھتیجے کو گالی دیتا ہے حالانکہ مَیں بھی اسی کے دین پر ہوں۔'' اس کے بعد کمان سے اس زور کی مار ماری کہ اس کے سر سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا۔

اوّلین مُجاھدِ تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ

سیّد الشہدا، سیّدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی مستند سیرت وفضائل
اور شجاعت وشہادت پر مبنی ایک ایمان پرور اور ایقان افروز تالیف

علم وعرفان پبلشرز
الحمد مارکیٹ، 40-اُردو بازار، لاہور۔
37223584، 37232336، 37352332
www.ilmoirfanpublishers.com
ilmoirfanpublishers@hotmail.com
www.facebook.com/Ilmoirfanpublishers

نام کتاب	شہیدوں کے سردار
مصنف	محمد متین خالد
ناشر	عِلم و عرفان پبلشرز
مطبع	تایا پرنٹرز، لاہور
قانونی مشیر	محمد نوید شاہین ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
سرورق	حافظ طاہر سعید
کمپوزنگ	طاہر علی
سنِ اشاعت	2018ء
قیمت	-/800 روپے

الحمد مارکیٹ، 40- اُردو بازار، لاہور۔

37223584 ‘37232336 ‘37352332
www.ilmoirfanpublishers.com
ilmoirfanpublishers@hotmail.com
www.facebook.com/Ilmoirfanpublishers

فہرست مضامین

✡……✡……✡

اِنتساب

۞ عزیزی جناب انجینئر مدثر حسین چوہدری
۞ عزیزی جناب میجر محمد اطہر مجید چوہدری

کے نام

جو ہر مرحلہ زندگی میں میرے دست و بازو ہیں۔

؎ کب نکلتا ہے کوئی دل میں اتر جانے کے بعد

زیبائش فکر

تاریخ اپنے دامن میں ہر چھوٹے بڑے واقعات و حادثات کو جگہ دیتی ہے۔ تاریخ کے بعض واقعات کئی وجوہات کی بنا پر اتنی شہرت پا جاتے ہیں کہ ان کا ایک ہی لفظ زباں پر آتے ہی پورا منظر نامہ نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے۔ انہی واقعات میں سید الشہدا سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشرف با اسلام ہونے اور شہادت سے فیض یاب ہونے کے واقعات بھی ہیں۔

سید الشہدا سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اللہ کے پیارے رسول ﷺ سے محبت اور جاں نثاری کا ایک سبب خاندنی عداوت و مخالفت بھی تھی۔ اس لیے کہ آپ کے ہی خاندان کے چند افراد ایسے بھی تھے جو حضور نبی اکرم ﷺ کی مخالفت پہ ہمیشہ کمر بستہ رہتے اور عداوت و دشمنی کا کوئی بھی لمحہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ مگر آپ کے ہی خاندان کے چند حضرات ایسے بھی تھے جو آپ ﷺ سے بے پناہ محبت فرماتے تھے، کھل کر آپ کی حمایت و مدافعت کرتے تھے اور اپنی جان کو آپ ﷺ پر نثار کرنے کے لیے ہمیشہ تیار رہتے تھے۔ خاندانی حمایت ومخالفت کا یہ سلسلہ ایک عرصہ دراز تک چلتا رہا۔ خاندانی حمایت ومخالفت کسی بھی شخصیت کے معاشرتی وقار میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

چونکہ حضور نبی اکرم ﷺ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال آپ کی ولادت با سعادت سے قبل ہو چکا تھا اور جب آپ کی عمر شریف پانچ سال کی ہوئی تو آپ کی والدۂ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اس دنیا سے پردہ فرما گئیں۔ ان کے پردہ فرما جانے کے بعد آقا و مولیٰ حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی کفالت آپ کے دادا حضرت عبد المطلبؓ کے سر آ گئی۔ کتب سیرت میں بیان کیا گیا ہے

کہ ''دادا حضرت عبد المطلبؓ آپ کو اپنے تمام فرزندوں سے زیادہ محبوب جانتے تھے اور کبھی بھی بغیر آپ کے دسترخوان نہ بچھاتے، جلوت و خلوت کے تمام اوقات میں آپ ﷺ ان کی مسند پر تشریف فرما رہتے تھے اور جب کوئی حضرت عبد المطلبؓ کا مخصوص ہم نشیں مجلسی آداب و قواعد کی رعایت چاہتا کہ کہ آپ کو منع کرے تو حضرت عبد المطلبؓ فرماتے، میرے فرزند کو چھوڑ دو کہ وہ اس مسند پر جلوہ فرما ہو کیوں کہ وہ اپنے اندار خاص شرافت و بزرگی محسوس فرماتے ہیں اور امید رکھتا ہوں کہ کوئی ان کے سامنے یا ان کے مقام و مرتبہ اور بزرگی و شرافت تک نہ پہنچے گا''۔ (مدارج النبوۃ، جلد دوم، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اردو ترجمہ ادبی دنیا، دہلی صفحہ 38)

حضرت عبد المطلبؓ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی کفالت آپ کے حقیقی چچا حضرت ابو طالب نے قبول کی۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے اپنی تحقیق انیق مدارج النبوۃ جلد دوم میں تحریر کیا ہے کہ'' عبد المطلبؓ کے بعد حضرت ابو طالب جو حضور ﷺ کے حقیقی چچا تھے، کے عہدۂ کفالت میں حضور ﷺ لائے گئے۔ اگر چہ زبیر بن عبد المطلبؓ بھی حضور کے حقیقی چچا تھے لیکن حضرت عبد اللہ اور حضرت ابو طالب کے درمیان محبت و ارتباط بہت زیادہ تھی اور حضرت عبد المطلب انہیں وصیت فرما گئے تھے کہ حضور ﷺ کی محافظت خوب اچھی طرح کریں''۔ (مدارج النبوۃ، جلد دوم، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اردو ترجمہ ادبی دنیا دہلی صفحہ 39)

سیرت نگاروں نے آپ کے چچاؤں کی تعداد اختلاف روایت کے ساتھ 9، 10، 11 تحریر کی ہے مگر حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے دادا حضرت عبد المطلبؓ کے بیٹوں کی تعداد دس بتائی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے چچاؤں میں سے دو چچا حضرت ابو طالب اور سید الشہد ا حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاندانی طور پر آپ ﷺ کی حمایت و محبت کی جو مثال پیش کی، تاریخ انسانی ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ مگر آپ کے دیگر حقیقی چچاؤں نے آپ کی مخالفت میں جو کردار ادا کیا، وہ بھی نا قابلِ فراموش ہے۔ چنانچہ '' دلائل النبوۃ'' میں

امام حافظ ابونعیم احمد بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے حقیقی چچا ابولہب کے کردار کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

''ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ابولہب قریش کا بدترین کافر انسان تھا۔ جب بنوعبد المطلب نبی ﷺ کی حفاظت کے لیے شعب ابی طالب میں چلے گئے تو ایک یہی تھا جو وہاں سے نکل گیا اور سیدھا ہند بن عتبہ بن ربیعہ کے پاس پہنچا۔ اس سے کہنے لگا اے ہند! کیا میں نے لات وعزیٰ کی مدد کرنے کا حق ادا کیا ہے یا نہیں اور اسے چھوڑنے والوں سے قطع تعلق کر دکھایا ہے یا نہیں؟ اس نے کہاں ہاں اے ابوعتبہ اللہ تمہیں بہتر جزا دے۔ ابولہب کہنے لگا محمد ﷺ ہمارے متعلق ایسی پیش گوئی کر رہا ہے جو ہمارے خیال میں واقع ہو ہی نہیں سکتی۔ وہ سمجھتا ہے کہ مرنے کے بعد ایسا ہوگا ویسا ہوگا۔ اس نے ہاتھوں سے مخاطب ہو کر کہا میرے ہاتھوں میں کیا رکھا ہے پھر وہ (از راہِ تمسخر) اپنے ہاتھوں میں پھونکتے ہوئے بولا ہلاک ہو جاؤ تم محمد کی کہی ہوئی کوئی بات بھی تم میں موجود نہیں؟ تو اس پر یہ آیت نازل ہوگئی۔ **تبت یدا ابی لھب**۔ ابولہب کے ہاتھ تباہ ہو جائیں اور وہ خود بھی ہلاک ہو گیا''۔ (دلائل النبوۃ، اردو ترجمہ، امام حافظ ابونعیم احمد بن عبد اللہؒ مترجم مولانا محمد طیب، مکتبہ رضویہ نئی دہلی صفحہ 243)

آپ نے حضور اکرم ﷺ کے ایک حقیقی چچا ابولہب کا کردار ملاحظہ فرمایا کہ وہ کس طرح سے آپ ﷺ کی مخالفت اور ایذا رسانی پر آمادہ رہتا تھا۔ مگر اس سے پہلے کہ آپ ﷺ اس کے بارے لب کشائی فرمائیں، اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس کی بدکرداری کا جواب دے دیا۔ اسی تقابل میں آپ ﷺ کے ایک اور حقیقی چچا ابو طالب کا کردار ملاحظہ فرمائیں جس کو پڑھ کر روح وجد میں آ جاتی ہے، جو قابل صد ستائش ہے۔ حضرت ابو طالب آپ ﷺ سے بے حد محبت فرماتے تھے اور ہمہ وقت آپ کی حمایت میں تیار رہتے تھے۔ چنانچہ حضرت علامہ محمد ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو طالب کی حمایت کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں۔

''اسی سال (یعنی) بعثت نبوی ﷺ کے چوتھے سال کفار مکہ آپ کے دشمن بن

گئے۔ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ سے آپ کا اختلاف اور دشمنی ظاہر ہو گیا۔سب نے آپ کی عداوت پر ایکا کر لیا۔لیکن آپ کے چچا ابو طالب نے آپ کی مدد کی۔ کفار مکہ ابوطالب کے پاس آئے اور کہنے لگے۔

’’ آپ کا بھتیجا ہمارے دین کو باطل قرار دیتا ہے۔ ہمیں عار دلاتا ہے۔ ہمارے دینی معاملوں میں عیب نکالتا ہے ۔ ہمارے معبودوں کی عبادت سے لوگوں کو منع کرتا ہے ۔آپ اس بارے میں اس سے بات کریں تا کہ وہ اس کام سے رُک جائے اور ہمارے دین کی موافقت اختیار کر لے۔ اگر وہ تمہارا کہا نہ مانے تو اس کی مدد سے ہاتھ کھینچ لو‘‘۔ ابوطالب نے جواب میں کہا: ’’میں انہیں یہ نہیں کہوں گا اور نہ ہی ان کی مدد ترک کروں گا۔‘‘ اس جواب سے وہ نا امید ہو گئے‘‘۔ (سیرۃ سید الانبیاء اردو ترجمہ، مولف حضرت علامہ محمد ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ ادارہ مظہر علم، لاہور صفحہ 94، 95)

رسول اکرم ﷺ جب اسلام کی تبلیغ پر کمر بستہ ہو گئے تو کفار مکہ کو اسلام کی تبلیغ بہت ہی نا گوار گذری۔انہوں نے آپ ﷺ کے مشن کو نا کام بنانے کے لیے تن من دھن کی بازی لگا دی اور آپ کی مخالفت میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی یہاں تک کہ ایک دن حضرت ابو طالب کے پاس متحد ہو کر آئے (جیسا کہ ابھی اُوپر مذکور ہوا) اور ان سے آپ ﷺ کی حمایت سے دست بردار ہو جانے کے لیے عرض گزار ہوئے۔مگر حضرت ابوطالب کب آپ ﷺ کی حمایت و دست گیری سے دست بردار ہونے والے تھے۔ انہوں نے سخت لہجے میں ان کو منہ توڑ جواب دیا اور آپ ﷺ کی حمایت کا اعلان وانصرام کھل کر کیا۔ یہاں تک کہ خاندانی جوش وجذبے سے سرشار اپنی دلی کیفیات کا اظہار اپنے ایک نعتیہ قصیدے میں کیا ۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابو طالب نے آپ ﷺ کی حمایت ومحبت میں قصیدہ ہی کی صنف کا کیوں انتخاب فرمایا، دیگر کسی صنف کو اپنی فکر کا موضوع کیوں نہیں بنایا۔اس کا جواب اگر بایں طور دیا جائے کہ اس وقت شاعری کو عرب میں ابلاغ عامہ کا درجہ حاصل تھا اور قصیدہ عربوں کی محبوب صنف سخن تھی، جس کسی کو بھی فوری طور پر اپنی بات عام لوگوں تک پہنچانا ہوتی، وہ شاعری کا ہی سہارا لیتا۔ اسی لیے

حضرت ابو طالب جو کہ فطری شاعر تھے، انہوں نے بھی شاعری کا ہی سہارا لیا اور آپ ﷺ کی عظمت شان اور حمایت میں ایک طویل نعتیہ قصیدہ کہا جس سے کہ کفار مکہ کو ان کی حمایت کا علم ہو جائے۔اس نعتیہ قصیدے کے تین اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

کذبتم و بیت اللہ نترک بمکۃ

و نظعن الا امرکم فی بلابل

ترجمہ: بیت اللہ کی قسم تم لوگ غلط سمجھتے ہو کہ ہم مکہ چھوڑ دیں گے اور یہاں سے کوچ کر جائیں گے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ تم سب خود ہی کشمکش میں مبتلا ہو۔

کذبتم و بیت اللہ نبذی محمداً

و لما نطاعن دونہ و نناضل

ترجمہ:تم غلط سمجھتے ہو بیت اللہ کی قسم، ہم محمد کو مغلوب نہ ہونے دیں گے حالانکہ اب تک ان کی حمایت میں مدافعانہ جنگ بھی نہیں کی ہے اور نہ قوت آزمائی ہی کی ہے یعنی جب تک ان کی طرف سے لڑ کر جانیں قربان نہ کر دیں گے، ہم ایسا نہ ہونے دیں گے۔

و مسلمہ حتیٰ نقرع حولہ

و نذ ھل عن ابنائنا و الھلائل

ترجمہ: اور کیا ہم ان کو تمھارے سپرد کر دیں گے بغیر اس کے کہ ان کے گرد و پیش اپنی بیوی بچوں کو فراموش کر کے اپنی جانیں قربان نہ کر لیں۔

حضرت ابو طالب کی حضور سرور انبیا ﷺ کی علی الاعلان حمایت فرمانے کے بعد یہ کب ممکن تھا کہ ان کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش رہتے ۔حضرت علامہ محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ ﷺ کی حمایت میں ان کی ایک نعت پاک اپنی مذکورہ تالیف میں نقل فرمائی ہے، تحریر فرماتے ہیں۔

''اسی سال بعثت کے چھٹے سال، اس میں دو مختلف قول ہیں، جب حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرف با اسلام ہوئے اور ابوجہل وغیرہ مشرکین نے انہیں اسلام قبول کرنے پر عار دلائی نیز ان سے اور دیگر مومنوں سے مطالبہ کیا کہ وہ آپ ﷺ کو ان

(ظالموں) کے سپرد کر دیں تا کہ وہ نعوذ باللہ ایذا پہنچائیں اور بے توقیر کریں۔ اِس پر آپ نے مندرجہ ذیل اشعار کہے۔

حَمِدتُ اللهَ حِينَ هَدیٰ فُوَادِی
اِلَی الاِسلاَمِ وَاَلدّینِ الحَنِیفِ

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں جب کہ اس نے میرے دل کو اسلام اور دینِ حنیف کی جانب رہنمائی فرمائی۔

لِدینِ جَأَ مِن رَبٍّ عَزِیز
خَبیرٍ بِالعبَادِ بِهِم لَطِیفِ

ترجمہ: ایسے دین کی جانب جو غالب، اپنے بندوں سے باخبر اور ان پر مہربان پروردگار کی طرف سے آیا ہے۔

اِذاَ تُلِیت رسائلَه عَلَینَا
تحَدّرَ دَمعُ ذِی لُبّ حَصِیفِ

ترجمہ: جب اس کے پیغامات ہمیں پڑھ کر سنائے جاتے ہیں تو ہر مضبوط عقل والے کے آنسو بہ پڑتے ہیں۔

رسَائلُ جَأَ اَحمَدُ من هدئها
بِاٰیاتِ مبَیّنةُ الحُرُوفِ

ترجمہ: پیغامات جو حضرت محمد مجتبیٰ ﷺ لائے ہیں جس ذاتِ پاک نے ان کو ارسال فرمایا ہے واضح مضامین والی آیات کے ساتھ بھیجا ہے۔

وَ اَحمدُ مُصطفیٰ فِینَا مُطاع
فَلاَ تغشوهُ بِالقولِ العَنیفِ

ترجمہ: احمد مصطفیٰ ﷺ ہمارے آقا ہیں (خبردار) سخت باتوں سے انہیں پامال کرنے کی کوشش نہ کرنا۔

فَلاَ وَ اللهِ لاَ نُسلِمُ لِقَومِ
وَ لَمّا نَقَض فَیهِم بِا السّیوفِ

ترجمہ: نہیں خدا کی قسم ہم انہیں دشمن کے سپرد نہ کریں گے۔ ابھی تک ہم نے تلواروں کے ساتھ ان میں اپنا فیصلہ نہیں کیا۔

وَنَترُکُ مِنھُم قَتلیٰ بَقاعٍ

عَلَیھَا الطّیرُ کَالوِردِ العُکوُفِ

ترجمہ: اور نہ ہی ابھی ہم نے ان میں سے بعض کو قتل کر کے زمین پر اس طرح چھوڑ دیا ہے کہ ان پر پرندے اس طرح منڈلا رہے ہیں، جیسے گھاٹ پر اُونٹ چکر لگا رہے ہوں۔

وَ قَد خُبّرتُ مَا صَنعَتْ ثقِف

بِہٖ فَجَزِی القَبَائل مِن ثقِیف

اِلٰہُ النّاسِ شَرَّجَزأً قَومٍ

وَلاَ اَسقَاھُمُ صَوبَ الخَرِیفِ

ترجمہ: مجھے معلوم ہو چکا جو کچھ ثقیف نے آپ سے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو لوگوں کا معبود ہے۔ ثقیف خاندان کے تمام قبیلوں کو بدترین جزا دے جو کسی قوم کو دی جا سکتی ہے اور موسم حریف کی بارش سے انہیں سیراب نہ فرمائے۔ (سیرۃ سید الانبیا، اردو ترجمہ مؤلف حضرت علامہ محمد ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ ادارہ مظہر علم، لاہور صفحہ 85، 87)

جناب محمد متین خالد نے سید الشہدا حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ نعتیہ کلام کو اپنی اس تصنیف لطیف میں شامل کیا ہے جس کو قارئین کرام خود ہی ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس کتاب کے مندرجات اور اس کے ماخذ و مراجع پر ایک نظر ڈالنے سے ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ انہوں نے کتنی محبت اور جاں سوزی سے اسے ترتیب دیا ہے۔ اس کتاب میں سید الشہدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال و آثار، ولادت باسعادت، حضرت رسول اکرم ﷺ سے محبت و حمایت اور شجاعت وغیرہ تمام پہلوؤں پر بھرپور روشنی ڈالی گئی ہے اور کوشش یہ کی گئی ہے کہ ان کی زندگی سے متعلق کوئی بھی گوشہ تشنہ لب نہ رہ جائے۔ کتاب کے آخر میں شعرائے کرام کے خراج عقیدت کو شامل کر کے اس کی حُسنِ ترتیب میں چار چاند لگا دیئے گئے ہیں۔

محترم محمد متین خالد کو اللہ کے پیارے رسول ﷺ کے عم محترم سید الشہدا سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کتنی محبت ہے، کتاب کا ہر ہر لفظ ان کی محبت پر شاہد ہے۔ انہوں نے اس کتاب کی ترتیب و تدوین میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ پاکستان کی مشہور و معروف لائبریریوں اور کتب خانوں کی خاک چھانی، شخصی طور پر جس کسی نے بھی کسی ماخذ کی نشان دہی کی، وہاں تک رسائی کر کے اس کو حاصل کیا۔ ان کی انتھک کوششوں کے سبب یہ تالیف صرف ایک تالیف ہی نہ رہی بلکہ ایک تحقیقی مقالہ ہو گیا اور میں تو قدرے جسارت کے ساتھ یہاں تک کہنے میں کوئی عار نہیں محسوس کرتا ہوں کہ یونیورسٹی سطح پر لکھے گئے بعض تحقیقی مقالوں سے کہیں زیادہ گراں مایہ ہے ان کی یہ کاوش۔ میں نے ان کی خواہش کے احترام میں یہ چند کلمات تحریر کر دیئے ہیں ممکن ہے کہ اس سے ان کی آرزوؤں کی تکمیل ہو جائے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب محمد متین خالد کے اس خراج تحسین کو حضور اکرم ﷺ اور ان کے عم کریم سید الشہدا سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل قبولیت عامہ کا درجہ عطا فرمائے اور قارئین کے دلوں کو حضرت سید الشہدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبتوں کا گنجینہ بنا دے۔ آمین۔

فیروز احمد سیفی

(نیویارک)

فاونڈر/ ڈائریکٹر، نعت ریسرچ سینٹر، انڈیا

آوازِ دوست

شہر مکہ کو وہ دن تو آج بھی یاد ہو گا کہ جب سردارِ قریش ہاشم کے بیٹے عبدالمطلبؓ کا جنازہ اٹھایا گیا تو اس جنازے کے پیچھے دیگر رونے والوں کے علاوہ ایک آٹھ سالہ بچہ بھی آنسو بہا رہا تھا۔ وہ بلند اقبال معصوم بچہ اُس روز دنیا چھوڑ جانے والے اُس بوڑھے قریشی سردار کا پوتا، عبداللہؓ کا نورِ نظر، آمنہؓ کا دُرِ یتیم، سید المعصومین اور وجہ کائنات تھا کہ اسی کے لیے تو رب نے دنیا کی یہ بزم سجائی تھی۔ عبدالمطلبؓ اپنے اس یتیم پوتے کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ اپنے ساتھ کھلاتے، پلاتے، سُلاتے اور کسی پل اپنی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیتے۔ دمِ واپسیں اپنے صاحبزادوں اور صاحبزادیوں خصوصاً ابو طالب اور زبیر کو بُلا کر اپنے اس پوتے کی نگہداشت کی خاص تاکید فرمائی۔ دادا کے رخصت ہو جانے کے بعد پھوپھیاں اور چاچے اپنے اس معصوم بھتیجے پر جان نچھاور کرنے لگے جس کے سر پر عنقریب امام الانبیا اور خاتم النبیین کا تاج سجنے والا تھا۔ لیکن پورے گھر میں سے ایک چچا ایسے تھے جن کے ساتھ اس بچے کی قربت کچھ زیادہ تھی، شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ دونوں چچا بھتیجا ہونے کے علاوہ رضاعی بھائی بھی تھے اور وہ چچا حمزہ بن عبدالمطلبؓ تھے۔ قبل از بعثت ہی حضور نبی کریم ﷺ اور سیدنا حمزہؓ میں بڑی دوستانہ محبت تھی۔ جب اماں خدیجہؓ کی طرف سے نکاح کی خواہش کا اظہار کیا گیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس پیغام نکاح کا تذکرہ اپنے بزرگوں سے کیا تو صاحبِ سیرۃ ابن ہشام کے مطابق اس موقعہ پر حضرت حمزہؓ ہی آپ کے ہمراہ جناب خویلد بن اسد کے ہاں گئے اور وہاں حضرت خدیجہؓ سے آپ کی نسبت طے کی۔ اعلانِ نبوت کے بعد بھی اس محبت میں کوئی کمی نہ آئی۔ اگرچہ حضرت حمزہؓ ابھی تک اپنے بھتیجے کے لائے ہوئے دین

میں داخل نہیں ہوئے تھے لیکن انھیں کسی بھی صورت یہ گوارا نہ تھا کہ کوئی شخص محض اس لیے ان کے بھتیجے کو ستائے کہ وہ لوگوں کو ایک اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔

تیر کمان سے شکار کھیلنا حضرت حمزہؓ کا من پسند مشغلہ تھا۔ ایک روز حسب معمول شکار کے لیے نکلے ہوئے تھے کہ اسی دوران کوہِ صفا کے قریب ابو جہل کا حضور نبی کریم ﷺ سے آمنا سامنا ہو گیا۔ اس نے حسبِ عادت بدزبانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ کو ایذا پہنچائی ،لیکن آپ نے کوئی جواب دینے کی بجائے سکوت فرمایا۔ قریب ہی واقع عبداللہ بن جدعان کے گھر سے اس کی لونڈی یہ سارا واقعہ دیکھ رہی تھی۔ شکار سے واپسی پر حضرت حمزہؓ جب وہاں سے گزرے تو اس لونڈی نے آنکھوں دیکھا واقعہ ان کے گوش گزار کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ابو جہل کی بدتمیزی کا یہ واقعہ سن کر آپ کو اس قدر تکلیف پہنچی کہ آپ وہاں سے سیدھے حرم میں پہنچے ، جہاں ابو جہل مجلس لگائے بیٹھا تھا۔ آپ نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، جاتے ہی کمان اس زور سے ابو جہل کے سر پر ماری کہ خون بہہ نکلا۔ اللہ پاک کو حضرت حمزہؓ کی یہ ادا اِس قدر پسند آئی کہ یہی واقعہ ان کے قبولِ اسلام کا سبب بن گیا۔ اگر اس واقعے پر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ دراصل حضرت حمزہؓ نے حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے ابو جہل کا سر پھوڑ کر انسانیت کو یہ پیغام دیا کہ توہینِ رسالت نا قابلِ معافی جرم ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کو کسی بھی صورت معاف نہیں کیا جاسکتا اور اللہ کریم نے ان کی اس ادا کو پسند فرما کر گویا اپنی جناب سے بھی مہر تصدیق ثبت کر دی کہ میرے حبیب ﷺ کا گستاخ قطعاً کسی نرمی اور معافی کا مستحق نہیں ہے۔ امر واقعہ بھی یہی ہے کہ ربِ کائنات ایسے گستاخوں کو زیادہ مہلت نہیں دیتا جو اس کے حبیب ﷺ کو ایذا پہنچائیں۔ شہر مکہ کے پانچ مشرک اسود بن مطلب ،اسود بن عبد یغوث ،ولید بن مغیرہ ،عاص بن وائل اور حارث بن طلاطلہ حضور نبی کریم ﷺ کو جھٹلانے ،ایذا پہنچانے ،تمسخر اڑانے اور توہین رسالت ﷺ کے ارتکاب کا کوئی موقع ضائع جانے نہیں دیتے تھے۔ لیکن جب ان کی گستاخیاں حد سے بڑھنے لگیں تو پھر اللہ کا قہر نازل ہوا اور یہ پانچوں گستاخانِ رسالت

عبرتناک انجام سے دوچار ہوئے۔کوئی اندھا ہو کر مرا۔کسی کی موت پیٹ پھول جانے کے باعث ہوئی۔کسی کے پاؤں کا معمولی سا زخم ناسور بن کر موت کا سندیسہ لایا۔کسی کے سر سے پیپ بہنے لگی اور کسی کے پاؤں میں چبھنے والا کانٹا ہی دردناک موت کا سبب بن گیا۔**فاعتبرو یااولی الابصار**۔حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جہانوں کے لیے رحمۃ للعالمین بنایا۔آپ ﷺ راہ میں کانٹے بچھانے والوں کو بھی دعائیں دیا کرتے تھے۔ لیکن فتح مکہ کے موقعہ پر کچھ لوگوں کے لیے خصوصی حکم صادر فرمایا کہ وہ اگر غلافِ کعبہ کے پیچھے بھی چھپے ہوں تو انھیں وہیں قتل کر دیا جائے۔مولانا ادریس کاندھلویؒ نے ''سیرۃ المصطفیٰ ﷺ'' میں ان قابل گردن زدنی قرار دیئے جانے والے مجرموں کی تعداد پندرہ لکھی ہے۔ان میں اکثریت کا جرم یہ تھا کہ وہ کسی نہ کسی صورت میں بارگاہِ رسالت ﷺ میں گستاخی کے مرتکب ہوئے تھے۔

حضرت حمزہؓ کی شجاعت اور بہادری کا چرچا پورے حجاز میں تھا لیکن ان کی تلوار کے اصل جوہر بدر کے میدان میں سامنے آئے۔قریش کے کئی نامی گرامی سردار ان کی تلوار کا رزق بنے۔کچھ کو انھوں نے اپنے بھتیجے سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کے ساتھ مل کر جہنم واصل کیا،اور قریش کی اس بُری طرح کمر توڑی کہ غزوہ بدر کے بعد مکہ کا کوئی گھر ایسا نہ تھا جہاں ماتم نہ ہوا ہو۔لیکن پھر قریش نے اس خوف سے اپنے مقتولین کی کھلے عام نوحہ خوانی چھوڑ دی کہ اگر مسلمانوں کو اس کی خبر پہنچی تو وہ خوش ہونگے۔ایک شب ایک قریشی سردار نے کسی کے رونے کی آواز سنی تو اپنے غلام سے کہا کہ جاؤ پتہ کرو،کیا قریش نے اونچی آواز میں رونے کی اجازت دے دی ہے تاکہ میں بھی اپنے پیاروں کو رولوں۔غلام نے واپس آکر بتایا کہ ایک عورت اپنا اونٹ کھو جانے پر رو رہی ہے۔یہ سن کر اس قریشی سردار نے اپنے غم کے اظہار کے لیے بڑے دردناک اشعار کہے کہ یہ کیسی کرب کی ساعت ہے کہ اونٹ کے کھونے پر تو رونے کی اجازت ہے لیکن بدر میں مرنے والے سورماؤں پر رونے کی اجازت نہیں۔یہ وہ ماحول تھا کہ جب قریش مکہ کے سینے انتقام کی آگ سے دہک رہے تھے اور ان کی آنکھ میں جو شخص سب سے زیادہ کھٹک رہا تھا،وہ سیدنا حمزہؓ

بن عبدالمطلب تھے۔غزوہ احد میں آپ کی شہادت مسلمانوں کے لیے بہت بڑا دھچکا تھا۔ آقا کریم ﷺ کو اپنے پیارے چچا کی شہادت اور نعش کی بے حرمتی کا شدید دکھ پہنچا۔ نبی کریم ﷺ کو سیدنا حمزہؓ سے اس قدر محبت تھی کہ احد کے میدان میں سیدنا حمزہؓ کی نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد ان کی میت وہیں رہنے دی اور دیگر شہدا کے جنازے ایک ایک کر کے لائے جاتے رہے اور نماز جنازہ پڑھی جاتی رہی۔اس طرح آپ نے اپنے عزیز از جان چچا کی 72 مرتبہ نماز جنازہ پڑھی۔ چچا کی شہادت کا گھاؤ اس قدر گہرا تھا کہ فتح مکہ کے بعد جب حضرت وحشی امان کی درخواست کے ساتھ حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا تو رحمۃ للعالمین ﷺ نے معاف فرما دینے کے باوجود انھیں مجلس میں اپنے سامنے بیٹھنے سے منع فرما دیا کہ انھیں دیکھ کر بے اختیار چچا یاد آجاتے تھے۔ ''شہیدوں کے سردار'' انہی حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کی داستانِ حیات ہے جو اسد اللہ تھے، اسد الرسول تھے اور سید الشہدا ہیں۔

برادر گرامی جناب محمد متین خالد کو سیدنا حضرت حمزہؓ سے خاص محبت اور عقیدت ہے اور یہی محبت یہ کتاب لکھنے کا سبب بنی ہے۔ چونکہ اردو زبان میں سیدنا حمزہؓ کے احوال کے بارے میں زیادہ لٹریچر نہیں ملتا، اس لیے انھیں تحریری لوازم جمع کرنے میں خاصی محنت کرنی پڑی، لیکن انھوں نے ہمت نہیں ہاری۔ انھیں تحقیق کی غرض سے کئی لائبریریوں کی خاک چھاننی پڑی۔ سیرت نبوی ﷺ اور حیاۃ صحابہؓ کے بنیادی عربی مصادر سے بھی رہنمائی لیتے رہے۔اس طرح مسلسل دو سال کی محنت کے بعد یہ کتاب منصۂ شہود پر آسکی ہے۔ حضرت حمزہؓ کی داستان حیات رقم کرنے کے لیے انھوں نے بڑا عام فہم اور دل نشین اسلوب اختیار کیا ہے۔ کتاب میں انھوں نے سیدنا حمزہؓ کی حیات وخدمات کے سلسلے میں زیادہ سے زیادہ معلومات پیش کرنے کی کوشش کی ہے جس میں وہ کامیاب بھی رہے۔ وہ بدر واحد میں جب سید الشہدا کی شمشیر زنی کا نقشہ کھینچتے ہیں اور اس دوران مرحوم حفیظ جالندھریؒ کی ایمان افروز شاعری جو سماں باندھتی ہے تو قاری کو یوں محسوس ہوتا ہے، جیسے اس کے سامنے میدان سجا ہوا ہے اور حضرت حمزہؓ اپنی تلوار کے جوہر دکھا رہے ہیں۔

محمد متین خالد ان خوش نصیبوں میں سے ہیں جنھیں اس پُرفتن دور میں اللہ کریم نے تحفظ ناموس رسالت ﷺ جیسی مبارک خدمت کے لیے قبول فرمایا۔ وہ گزشتہ 30 برسوں سے قلمی جہاد میں مصروف ہیں۔ 1986ء میں ان کی پہلی کتاب شائع ہوئی اور اب تک ختم نبوت اور ناموس رسالت ﷺ کے موضوع پر ان کی 50 سے زائد کتابیں شائع ہو کر قارئین سے داد حاصل کر چکی ہیں۔ محمد متین خالد کو سب سے زیادہ شہرت اور قبولیت فتنہ قادیانیت کے سلسلے میں لکھی گئی کتاب ''ثبوت حاضر ہیں'' سے ملی۔ ان کا ایک اور شاندار اور تاریخی کارنامہ گزشتہ برس شائع ہونے والی ان کی کتاب ''توہین رسالت ﷺ کے مرتکبین کے خلاف سیشن کورٹس کے یادگار فیصلے'' ہے۔ پرویز مشرف کے حبس زدہ دور میں کچھ تالیفات کی وجہ سے انھیں مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا لیکن آزمائش کے اُس موقعے پر بھی ان کے قدم نہیں ڈگمگائے اور انھوں نے اپنا کام جاری رکھا کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ ختم نبوت کے لیے کام کرنے والوں کو اللہ کریم کبھی تنہا نہیں چھوڑتے بلکہ ان کی مشکلات و مسائل کو اپنے ذمے لے لیتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ کریم محمد متین خالد کو ناموس رسالت ﷺ کے میدان میں قلمی جہاد کے لیے تادمِ واپسیں قبول فرمائے رکھیں۔ (آمین)

منصور اصغر راجہ

روزنامہ امت

تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے سپہ سالار اعظم

سید الشہدا حضرت حمزہؓ سے جنون کی حد تک عقیدت و محبت کرنے والے مجاہد ختم نبوت جناب محمد متین خالد نے ایک ملاقات میں بتایا کہ وہ سیدنا حضرت حمزہؓ کی سیرت پر ایک کتاب لکھ رہے ہیں۔ میں نے ان سے التجا کی کہ اس کتاب میں میرا بھی ایک صفحہ شامل کر لیں تا کہ روزِ محشر میں بھی اسے اپنے داہنے ہاتھ میں پکڑ کر بامراد ہوسکوں اور آقائے نامدار ﷺ اپنے محترم چچا کے طفیل میری اور میرے والدین کی شفاعت فرمائیں۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ میرا یہ صفحہ اُنؓ کے شایان شان نہیں ہے مگر میں اُس بڑھیا کی طرح ہوں جسے بتایا گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدنے کے لیے لوگوں نے ہیرے جواہرات اور سونے چاندی کے ڈھیر لگا دیئے ہیں اور تو روئی کی دو اَٹیاں لے کر آ گئی ہے۔ اس نے کہا مجھے معلوم ہے کہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کو ان دو اَٹیوں سے نہیں خرید سکتی لیکن قیامت تک میرا اُن کے خریداروں میں نام تو رہے گا۔ اسی طرح میں بھی لہو کی ایک بوند لگا کر تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے ان شہیدوں میں شامل ہونا چاہتا ہوں جن کے سپہ سالار اعظم سید الشہدا سیدنا حضرت حمزہؓ ہیں۔

بچپن ہی سے میرا مشاہدہ ہے کہ سیدنا حضرت حمزہؓ کا نام پاک سنتے ہی ایک مسلمان کی کیفیت بدل جاتی ہے، جسم میں قوت کی لہر دوڑ جاتی، تمام رنج و غم ختم اور طبیعت مسرور ہو جاتی ہے۔ بزرگوں کا فرمان ہے کہ روحانی طور پر ترقی کے لیے سید الشہداؓ کا وسیلہ بہت ضروری ہے۔ آپؓ کے وسیلہ سے مانگی گئی دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔ 1992ء میں دورانِ عمرہ مجھے بزرگوں نے بتایا کہ تین مقامات ایسے ہیں جہاں دعائیں قبول

ہوتی ہیں اور کبھی رائیگاں نہیں جاتیں۔ ان میں سے ایک مقام سیدنا حضرت حمزہؓ کا مزارِ پاک ہے۔ میں نے اسی سال تجربہ کیا۔ مزارِ پاک پر درود شریف پڑھنے کے بعد تین دعائیں مانگیں جو فوراً قبول ہوئیں۔ اسی طرح ہر سال آپؓ کے وسیلے سے جو بھی مانگا، اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔

شجاعت اور جوانمردی آپؓ کو وراثت میں ملی۔ شہادت اللہ تعالیٰ نے انعام فرمائی اور سید الشہدا کا مرتبہ سید الانبیا ﷺ نے عطا فرمایا۔ سیدنا حضرت حمزہؓ، آپ ﷺ سے بہت پیار فرماتے۔ حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ نے آپ ﷺ سے نکاح کرنے کی خواہش ظاہر کی تو اس بات کا تذکرہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چچاؤں سے کیا۔ چنانچہ سید الشہدا حضرت حمزہؓ، حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ سے رشتے کا پیغام لے کر اُن کے والد خویلد بن اسعد کے پاس گئے جسے انھوں نے بخوشی قبول کیا۔

حضور نبی رحمت ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ ہفتے میں ایک بار ضرور سید الشہداؓ کی قبر مبارک پر تشریف لاتے اور آپؓ کے درجات کی بلندی کے لیے دعا فرماتے۔ آپ ﷺ اپنے چچا محترم سے بہت پیار فرماتے۔ آپ ﷺ اپنے چچا محترم کی شہادت پر زاروقطار روئے اور داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔

زیرِ نظر کتاب ''شہیدوں کے سردار'' کی تیاری کے سلسلہ میں جناب محمد متین خالد نے بے حد محنت کی۔ انھوں نے تحقیق کو اپنا رہنما بنا کر تاریخ نویسی کا حق ادا کرنے کی خوبصورت کوشش کی اور کتاب اس طرح تیار کی کہ سیدنا حضرت حمزہؓ کی زندگی کا کوئی پہلو بھی تشنہ نہ رہنے دیا۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ کتاب پڑھتے وقت قاری بے خودی میں محسوس کرتا ہے کہ تمام واقعات اُس کی آنکھوں کے سامنے وقوع پذیر ہو رہے ہیں جس سے اُس کی ایمانی اور ایقانی حرارت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ یوں میرے خیال میں اِس کتاب کو کتابوں کی دنیا میں ایک سنگ میل کا درجہ حاصل ہوگا۔ اس بہترین کاوش پر جناب متین خالد نہایت تبریک کے مستحق ہیں۔ اُمید ہے کہ یہ کتاب

پڑھنے والوں کے ذوق مطالعہ کی تسکین کا سبب ہوگا اور وہ اِسے پذیرائی بخشیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت انھیں حاسدوں کے حسد اور شریروں کے شر سے محفوظ رکھے۔ وہ اس طرح کی مفید و بامقصد اور علمی و تحقیقی کتب لکھتے رہیں اور تشنگان علم و ادب کی پیاس بجھاتے رہیں۔ آمین!

محمد جاوید چودھری

لاہور

نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر

عقل کے طاعون اور مزاج کے کوڑھ میں مبتلا ابوجہل کی دشنام طرازی ہی تھی جس نے اُس شیر دل چچا کے دل میں پیارے بھتیجے کی حمیت کا شعلہ بھڑکا دیا اور دل کو اس کی محبت سے ایسا آشنا کیا کہ برف کے مانند جامد زندگی میں ایسی تحریک پیدا ہوئی جس نے تاریخ کا رخ پلٹ کر رکھ دیا۔ جس طرح بزدل انسان کی زندگی تاریخ کی دیوار پر لٹکنے والی بدنما گالی اور قبر کی کچی اینٹ کی طرح ہوتی ہے جو بارش کے پہلے قطرے کے ساتھ ہی بیٹھ جاتی ہے۔ اس کے برعکس ایک شجاع انسان کی زندگی انسانیت کی حیات تاریخ کے ماتھے کا جھومر اور قوموں کے لیے نوید مسرت ہوتی ہے۔ سیدنا حضرت حمزہؓ کا ایمان لانا اور نبی محتشم ﷺ کا معاون و ہمدم بننا بھی دراصل ابوجہل کی اس حماقت کی بازگشت تھی۔ اس کے عمل ناہنجار کا ردّعمل پائیدار تھا۔ ابوجہل نے رسول کریم ﷺ سے دشنام طرازی کی، دشنام طرازی کے جواب میں مغلظات سنانا اُس کا کام ہوتا ہے جس کے پاس دلیل نہ ہو۔ حضرت حمزہؓ جن کے پاس دلیل بھی تھی، علم بھی تھا، تاریخ بھی، تجربہ بھی، مشاہدہ بھی، دردِ دل بھی اور سب سے بڑا امتیازی وصف جرأت و شجاعت کا حظ وافر بھی۔ پس کمان اُٹھائی اور انتقام کو چل نکلے اور بزبان حال ابوجہل کو پیغام دیا کہ دوستی میں ہاتھ تو بڑھایا جا سکتا ہے لیکن ایمان نہیں بیچا جاتا۔ بس کفر سے معمور کھوپڑی پر ضرب غیور سے دم نجس کا ظہور ہونے کی دیر تھی کہ بارگاہِ رب غفور سے سیدنا حمزہؓ کی قسمت کا فیصلہ پرنور ہوگیا اور سیدنا حمزہؓ اسلام کا بازوئے شمشیر زن بن کر میدان میں اترے اور اعدائے اسلام کے کشتوں کے پشتے لگا دیے اور خود کشتہ راہ حق ہو گئے۔ اسلام کا یہ جوانمرد جس پر جوانمردی بھی ناز کرے، شہید راہ ناز ہوا۔

اعترافِ عظمت باعظمت معترفین ہی کا نصیب ہوتا ہے اور کسی کے سعادت مندی کے تذکرے سے مشام جاں معطر کرنا بھی سعادت مندوں کے حصے میں آتا ہے۔ مصنف کتاب علمی دنیا میں نہ تو کوئی نوارد ہیں کہ جن کے تعارف کا عریضہ تحریر کرنے کی ضرورت ہو اور نہ ہی علمی دنیا میں کوئی ایسے فرومایہ ہیں کہ تقریظات کی بیساکھیوں پر ان کی تحریر سفر کرتی ہو۔ مصنف کتاب کم بیش ربع صدی سے آسمان علم و تحقیق کا درخشندہ ستارہ ہیں جن سے امتِ مسلمہ مستفید ہو رہی ہے۔ زیر نظر کتاب ''شہیدوں کے سردار'' جس اہم عنوان کے لیے زیب قرطاس ہوئی، وہ حضرت سید الشہداء سیدنا حمزہؓ کے فضائل و مناقب، ان کی مظلومانہ شہادت اور ان کے فضائل حمیدہ کو اجاگر کرنے کی سعی مسعود ہے۔

مستند حوالہ جات، اسلوب تحریر اور موضوع کی اہمیت و جاذبیت کے پیش نظر یہ کتاب اس قابل ہے کہ اسے قارئین کا ایک وسیع حلقہ میسر آئے۔ مصنف کتاب برادر مکرم محمد متین خالد صاحب کا یہ سوز دروں ہے جنھوں نے انھیں آمادہ تحریر کیا اور پھر قدرت کی کرم فرمائی ہے کہ یہ عظیم علمی کام پایہ تکمیل کو پہنچا اور خون جگر سے یہ نغمہ سودائے تام بنا۔ اللہ عزوجل فاضل مصنف کی اس سعی جمیلہ کو شرف قبولیت بخشے اور روز محشر عنوان کتاب کا زیب عنوان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین

مولانا محمد رضوان عزیز حفظہ اللہ
مسئول شعبہ تخصص فی علوم ختم نبوت (چناب نگر)
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان پاکستان

سعادت

مجھے برسوں کا شمار یاد نہیں میں کس سال باباجیؒ [حضرت خواجہ خان محمدؒ] کے ساتھ عمرہ کی ادائیگی کے لیے گیا۔ مجھے مکہ اور مدینہ کی خوشبو اور منظر یاد رہ گئے ہیں، باقی سب بھول گیا۔ مجھے یاد ہے میں بیئر رومہ کے پاس اشک بار رک گیا۔ اس کنویں نے میرے پاؤں باندھ لیے جسے سیدنا عثمان غنیؓ نے ایک یہودی سے خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔ مجھے یقین ہو گیا میں اپنے گھر اپنے گاؤں میں سانس لے رہا ہوں، میں صدیوں سے یہاں موجود ہوں۔ وہاں صحابہ کرام کی موجودگی کی مہک تھی۔

منظروں میں گم حضرت سلمان فارسیؓ کے لگائے ہوئے کھجوروں کے باغ سے ہوتا ہوا میں احد کی سمت چلا۔ سنگلاخ پہاڑوں کے دامن میں پھیلی پتھریلی زمین پر نور کی بارش تھی۔ ایک مطہر لحد جو زمین کے برابر تھی اور سرہانے پتھر اللہ کے ذکر میں تھا، ان دنوں چار دیواری تھی نہ کوئی باڑ...... میں ننگے پاؤں سید الشہدا حضرت حمزہؓ کے قدموں میں بیٹھ گیا اور پھر آنکھیں باوضو ہو گئیں۔ مجھے یہیں پہنچنا تھا۔ یہی مٹی میرا عشق تھا جہاں رب کریم نے پہنچا دیا۔ میں احد میں تھا اور ستر بار میرے نبی مکرم ﷺ نے اپنے چچا کی نماز پڑھائی۔ زمین رو رہی تھی آسمان رو رہا تھا، انسان رو رہا تھا، مدینے کا ذرہ ذرہ رو رہا تھا۔

آسمان سے جبرئیل امین اترے اور تسلی کا سامان لائے کہ اے اللہ کے حبیب ﷺ صبر کیجیے۔ اللہ نے فرمایا ہے کہ میں نے حضرت حمزہؓ کو اپنے پاس سید الشہدا لکھ لیا ہے۔

عمروں میں، میں نے ارادہ باندھا کہ میں اپنی سی کوشش کر کے سیدنا حضرت حمزہؓ پر موتی موتی حروف چن کر باوضو ان پر ایک کتاب ترتیب میں لاؤں گا۔ لیکن یہ

سعادت رب کریم نے برادرم محبی محمد متین خالد صاحب کے مقدر میں امر کر دی۔ ختم نبوت ﷺ کے قافلے میں ان کا اسم گرامی ہمارے لیے ایمان کی تازگی کا باعث ہے۔ انہوں نے اپنی زندگی سے دن اور راتیں کاٹ کر یہ محنت کی ہے۔ میرا کریم رب اسے قبول کرے۔ (آمین)

میں احد کے میدان میں سیدنا حضرت حمزہؓ کے قدموں میں بیٹھا [عالم تخیل میں] اپنی خوش بختی پر اللہ کے حضور سر بہ سجود ہوں کہ مجھے محبی محمد متین خالد صاحب نے اپنے قافلے میں شامل کرلیا۔ یہ شمولیت خاتمہ بالایمان کا سبب بن جائے۔ (آمین)

محمد حامد سراج
خانقاہ سراجیہ [چشمہ بیراج]
ضلع میانوالی

منفرد اعزاز و اثاثہ نجات

حضور سید دو عالم، آقائے گیتی پناہ، خاتم الانبیا، سیدنا و مولانا حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کے اعزہ کرام، رفقائے والا صفات اور جاں سپاروں کے محامد و محاسن اور اوصاف و کمالات اتنے اَن گنت اور لامحدود ہیں کہ کِلکِ انسانی اور زبان ابن آدم ان کا احاطہ کرنے سے قاصر و عاجز ہے۔ اہل بیتؓ اطہار ہوں یا صحابہ کرامؓ، سرکار رسالت ﷺ مآب کی ذاتِ گرامی سے تعلق اور ربط و نسبت رکھنے والی ہر شخصیت احترام و احتشام کے اعتبار سے اتنی معتبر، اتنی ذیشان و محترم، اتنی لامثال و باکمال، اتنی ارفع و اعلیٰ اور اتنی گراں مایہ ہے کہ اُس کی تارِ نفس کی تابانیت سے خورشید و قمر اور نجوم و کہکشاں طلوعِ آفتاب قیامت تک جلا پاتے رہیں گے۔ ان میں ہر ہستی کسی نہ کسی حوالے سے اپنا ایک الگ مقام و معیار اور جداگانہ خصوصیات رکھتی ہے اور مہر و ماہ بن کر آسمانِ دہر پر ضیا پاشیاں کر رہی ہے۔ کوئی خورشیدِ صداقت ہے تو کوئی صاحبِ عدل و جلال، کوئی سرتاجِ حیا ہے تو کوئی صاحبِ ذوالفقار و نانِ جویں، کوئی فقر و غنا میں یکتا ہے تو کوئی مفسرِ قرآن ٹھہرا، کوئی ضیغمِ اسلام ہے تو کوئی سیفُ اللہ، کسی کو میزبانِ مصطفےٰ ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے تو کوئی غایتِ عقیدت کی وجہ سے مہمانِ حبیبِ ﷺ کبریا بنا ہوا ہے، کوئی مؤذنِ اسلام کا شرف پا رہا ہے تو کوئی راکبِ دوشِ رسولِؐ خدا۔ غرض ہر کوئی اپنے بختِ بیدار پر نازاں ہے کہ اُسے بارگہِ مصطفویٰ ﷺ سے ایسا عز و شرف اور توقیر بخشی گئی جس پر اس عالمِ رنگ و بو کی رفعتیں نثار ہونے کے لیے بے تاب رہتی ہیں ؎

جو آستاں سے ترے لو لگائے بیٹھے ہیں
خدا گواہ وہ دنیا پہ چھائے بیٹھے ہیں

یوں تو اسلام کی حربی تاریخ ایسے ایسے ایمان افروز اور ایقان پرور واقعات سے بھری پڑی ہے جنھیں پڑھ کر عقلِ آدمیت حیرت و استعجاب کی وادی میں کھو جاتی ہے کہ یہ صاحبان بسالت و جرأت کس طرح قصرِ معاندینِ اسلام کو لرزاتے رہے اور صنم خانوں کے سنگ و خشت کو ریزہ ریزہ کرتے ہوئے انھیں زیر و زبر کرتے رہے۔ دستِ حیدرؓ کرار کی قوتِ لایموت آج بھی فضائے خیبر کو کپکپا رہی ہے۔ شمشیرِ حضرت خالد کی کھنک سے یقیناً آج بھی روحِ عیسائیت کانپ کانپ جاتی ہوگی۔ لیکن میدانِ بدر اور کوہِ احد کا دامن جس مہتمم بالشان ہستی کی شمشیرِ خارا شگاف کی چمک سے خوف زدہ ہے، وہ بالاتفاق عمِ حبیب کبریا، ضیغمِ اسلام سیدنا حضرت حمزہؓ کی ذاتِ گرامی ہے۔ یہ جرات و شہادت کا وہ تاج ور ہے جس کے متعلق ہندہ نے کہا تھا کہ اگر غزوہ احد میں اہل ایمان کو کامرانی ملی تو اس شکوہِ اسلام کا سبب عمِ محمدؐ، حمزہؓ کی جرات مندانہ اور بے باکانہ تیغ زنی ہوگی۔ کیونکہ اس کو اس بات کی خبر تھی کہ آقائے دو جہاں حضور سرورِ کائنات ﷺ کے چچاؤں میں یہ، وہ واحد عمِ محترم ہیں جو فطری طور پر دلیرانہ مزاج کے مالک ہیں۔ اس لیے اس عورت نے حبشی غلام وحشی کو یہ پرکشش اور دل فریب پیشکش کی تھی کہ اگر وہ جنگ احد میں حضرت حمزہؓ کو صفحۂ ہستی سے مٹانے میں کامیاب ہو گیا تو وہ اسے اپنے جسم کا سارا زیور اُتار کر دے، دے گی بلکہ اُسے شادی تک کا بھی لالچ دیا۔ وہ سیدنا حمزہؓ کو شہید کروا کر دو مقاصد حاصل کرنا چاہتی تھی۔ ایک یہ کہ حضور ﷺ کے عمِ محترم کے شہید ہونے سے مجاہدینِ اسلام قنوطیت و پژمردگی کا شکار ہو جائیں گے۔ دوسرے یہ کہ رحمۃ للعالمین ﷺ کو حد درجہ تک ذہنی کرب میں مبتلا کیا جا سکے گا۔ کیوں کہ حضور ﷺ کو جتنی محبت اپنے شفیق چچا سیدنا حضرت حمزہؓ سے تھی، اس کی بے کرانیوں کو زمین و آسمان کی وسعتیں بھی ماپ نہیں سکتیں اور نہ انھیں احاطہ تخیل میں لایا جا سکتا ہے۔ فی الواقع ہندہ کی یہ دونوں تمنائیں اور توقعات خواب نہیں حقیقت بن کر ابھریں۔ جب عین معرکہ حق و باطل عروج پر تھا، مجاہدینِ اسلام

کی برق پاش تلواریں کفار کو گاجر مولی کی طرح کاٹ رہی تھیں، اُن کے سر بریدہ اجسام سے میدان احد مقتل میں تبدیل ہو رہا تھا۔ بالخصوص اثاثۂ اقلیمِ سطوت و جرات ضیغمِ دین مبین سیدنا حمزہؓ کی تیغِ براں سے کفار کے لاشے یوں تڑپتے نظر آ رہے تھے جس طرح دریا کی طغیانی کے دوران لہروں پر خس و خاشاک لرزتے نظر آتے ہیں۔ آپؓ کی نوکِ سناں سے کفار کا قلب و جگر چاک ہو رہا تھا۔ آپؓ کی مجاہدانہ شان سے اُن کے چہروں پر وحشتیں ٹپک رہی تھیں۔ آپؓ جس طرف بڑھتے، اصنام پرستوں کی زندگیاں بقائے حیات کی خیرات مانگتی نظر آتیں۔

خاک کے ذرے نظر آتے تھے تھراتے ہوئے
سانس رُکتی تھی بگولوں کی یہاں آتے ہوئے

اور قریب تھا کہ کفار شمشیرِ ضیغمؓ اسلام کے خوف سے لڑکھڑا کر صحرائے اُحد میں ہمیشہ کے لیے دفن ہو جاتے اور غازیانِ اسلام کو فتح مبین حاصل ہو جاتی اور چترِ سرِ معاندینِ اسلام طلوعِ محشر تک نگوں ہو جاتا کہ عیار وحشی نے ایک پتھر کی اوٹ سے زہر آلود بھالا پھینکا جو حضرت حمزہؓ کی دائیں پسلی کے نیچے پیوست ہو گیا۔ ایک نادیدہ اور اچانک حملے سے زخمی حضرت حمزہؓ مغلوب الغضب ہو کر وحشی کے پیچھے بھاگے مگر وہ بجلی کی سی تیزی سے پتھروں کے پیچھے چھپ گیا، یوں میدانِ بسالت و ہمت کا یہ شہسوار زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے مرتبہ شہادت پر سرفراز ہو گیا۔ پھر وہی ہوا جس کی آرزو اور حسرت کفار کو تھی یعنی مجاہدینِ اسلام پر شکستگی کے آثار ہویدا ہونے لگے۔ ان کے پاؤں لغزیدہ خرامی کا شکار ہونے لگے۔ مسلمانوں پر طاری خوف حزن کی اس دل شکن صورت حال میں جب رحمۃ للعالمین ﷺ کو اپنے عزیز از جان و دل چچا کی اندوہناک شہادت کا پتہ چلا تو آپ ﷺ پر رقت طاری ہو گئی اور بے ساختہ گوشہ ہائے چشم سے آنسو ڈھلک پڑے۔

حضرت حمزہؓ کی شہادت اور آپؓ کی لاش مبارک کے ساتھ ہندہ کے شقاوت

آمیز اور سفاکانہ سلوک نے حضور سرور عالم ﷺ کی طبعِ نازک پر اتنی شدید گراں باری پیدا کی جس کے اثرات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تا دمِ وصال محسوس فرماتے رہے۔ بلکہ وحشی کے قبول اسلام کے وقت رحمت کائنات ارض وسما کو یہ ارشاد فرمانا پڑا کہ تمھیں میں معاف تو کر دیتا ہوں لیکن میری آنکھوں کے سامنے نہ بیٹھا کرو کیوں کہ تمھیں دیکھ کر مجھے راحتِ قلبِ محمدؐ، حمزہؓ کی یاد آ جاتی ہے۔

قارئین کرام! میرے شفیق دوست، فدائے کوئے بطحا، مجاہد ختم نبوت، محمد متین خالد نے اس لامثال و باکمال ہستی کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کا شرف حاصل کیا ہے جس کی تیغِ براں کی کھنک وادیٔ احد آج بھی محسوس کر رہی ہے۔ ارواحِ کفار اب بھی جس کی شجاعت و بسالت سے کپکپا رہی ہیں۔ سرزمینِ احد کے سنگریزے اب بھی جس کے نعرۂ حق کی ہیبت سے لرزاں ہیں۔ جس کے لہو کی رنگینی سے ذرات بدر واحد آج بھی نجوم و کہکشاں سے بڑھ کر تابندگی پانے لگے۔ جس کی شمشیر آب دار کی وجہ سے لغاتِ عرب وعجم کو سطوت وجلال کے لاتعداد الفاظ کی خیرات ملی۔ جس کا ایمان آگیں عرصہ حیات اگرچہ مختصر تھا لیکن اتنا وجد آفرین تھا کہ قیامت تک اہلِ ایمان کے قلوب و ایمانی اس سے رخشندگی و تابندگی حاصل کرتے رہیں گے جس کی شہادت کا درد سرکارِ رسالت مآب اپنے سینہ اطہر میں تا دمِ آخر محسوس فرماتے رہے۔ جس کی رگ حمیت پھڑکی تو اسلام کے ازلی دشمن ابوجہل کی اس سوقیانہ گستاخی پر پھڑکی جو اس نے سرتاج انبیاء ﷺ کی شان میں کی اور پھر یہی واقعہ آپؓ کے قبول اسلام کا سبب بن گیا۔

غزوہ بدر میں استعانت اہل اسلام کے لیے آسمان سے اترنے والے ملائکہ بھی جس کی شجاعانہ لپک کے معترف اور گواہ ہوں۔ اسود اور عتبہ جیسے عیار و مکار دشمنانِ دین اسلام جس کے ایک ہی وار سے جہنم رسید ہو گئے ہوں۔ جس کی بے باکانہ شمشیر زنی نے دونوں غزوات میں کفار کے پُرشکوہ لشکر جرار کے منہ پھیر دیے ہوں۔ اُس فدائے دینِ خدا

ومصطفیٰ کے حضور ایک ایسا بے عدیل نذرانۂ عقیدت ومحبت پیش کرنا باعثِ فخر وانبساط سعادت وشرف سے کم نہیں جس کی مثال ابھی تک تواریخ مجاہدین اسلام میں نہیں ملتی۔ میں جب اس دل پذیر و دل نواز و عدیم النظیر مسودے کا بالاستعیاب مطالعہ کر رہا تھا تو جناب محمد متین خالد کے اندازِ تحریر کی گہرائی و گیرائی اور ساحرانہ دل کشی پر اس مجاہد ختم نبوت کے لیے دل سے دعا نکلتی رہی۔ میں عام طور پر کسی بھی مسودہ نظم ونثر پر بے لاگ تبصرے کا قائل ہوں اور اسلوب بیان و زبان کے معائب و اسقام پر فیاضانہ رائے زنی کو اپنی زندگی کا دستور العمل سمجھتا ہوں۔ مگر فیوض و برکات سے لبریز وسرشار، برادرم محمد متین خالد صاحب کا یہ منفرد اعزاز و نذرانہ عقیدت جو حضور سرورِ کائناتؐ کے عم محترم سیدنا حمزہؓ کی بارگاہ مقدس میں پیش کیا گیا ہے، اپنے اندر جو رعنائی جو زیبائی سمیٹے ہوئے ہے، اس پر اپنے پرمسرت جذبات کے اظہار کے لیے اپنی کلک فرد ماند کو قاصر پاتا ہوں ۔

دیوانہ ہوں میں بھی کہ نکلتے ہیں بہ ہر لفظ
افکار کے خورشید ترے چاک قلم سے

شیر بیشہ اسلام، اقلیمِ جرات کے تاج ور سیدنا حمزہؓ کے قبول اسلام سے لے کر شہادتِ عظمیٰ تک کا سفر اگر چہ آپؓ کی حیات جاودانہ و دلبرانہ دیگر فدایان اسلام کے مقابلے میں کم محسوس ہوتا ہے۔ مگر آپؓ کے اس نادر الوجود عرصۂ حیات کا ایک ایک لمحہ گراں بہا ہیروں اور جواہرات سے قیمتی اور خورشید و قمر سے تابندہ تر لمحوں کی داستانِ تقدس وتحرم کو ایک نایاب اور دنیا میں سب سے ضخیم کتابی صورت میں مدون و مرتب کرنا جناب محمد متین خالد کا ایک ایسا خوب صورت قابل ستائش وتوصیف کارنامہ ہے جس کے اظہار کے لیے جذبات واحساسات اور قرطاس وقلم کو احد کے میدان میں آسودۂ خاک شہید اسلام سیدنا حمزہؓ کی تربت کا تسلسل سے طواف کرنا ہوگا اور دامن احد کے سنگ ریزوں کو محور بنانا ہوگا۔ یہ مجھ ایسے ہیچمدان کی خوش بختی ہے کہ اس استعجاب آفریں کتاب

پر دیباچہ تحریر کرتے وقت چشمِ تخیل میں سیدنا حمزہؓ کے مزارِ اقدس پر پہنچ گیا ہوں اور وہ باعثِ فخر ومباہات لمحے یاد آ رہے ہیں جب میں بنفس نفیس اس جاں سپارِ اسلام کی خاک لحد کو بوسہ دے رہا تھا جس کی شمشیرِ بے اماں نے بدر واحد میں کفار کے طوفانوں کا رخ موڑ دیا تھا۔ میں جناب محمد متین خالد کی اس حقیقت پر مبنی تحقیق کی دل سے تائید کرتا ہوں کہ آپؓ کی قبر اطہر سے آج بھی مشک وعنبر کی خوشبو آتی ہے۔ جناب محمد متین خالد کی یہ بے مثال کاوش دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ نثر اور دوسرا نظم کا ہے۔ تحقیق و تدقیق کے اعتبار سے دونوں حصے سرکار رسالت مآب ﷺ کے شفیق چچا سیدنا حمزہؓ کے ساتھ آپ کی جذباتی و وجدانی محبت کے آئینہ دار ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مصنف محترم نے اپنے ذوق جستجو کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے بہت ہی محنتِ شاقہ و شبانہ اور الوالعزمانہ صبر آزما جذبے سے کام لیا ہے۔ آپؓ کے قبول اسلام کی دلچسپ اور دل آویز داستان سے لے کر آپؓ کے محامد ومحاسن کو اس شان وکمال سے اکٹھا کرنا کہ معیارِ ثقاہت میں یک سر مو فرق نہ آئے اور پھر غزوات میں آپؓ کے حربی تدبر و بسالت کا احوال اسی انداز سے تحریر کرنا کہ قاری پر اس قدر عالم از خود رفتگی طاری ہو جائے کہ وہ خود کو مزار ضیغم اسلام پر حاضر تصور کرے۔

جناب محمد متین خالد نے جہاں بالکل ایک جداگانہ انداز میں سیدنا حمزہؓ کی خدمتِ اقدس میں نذرانہ وجدان پیش کیا ہے اور اہلِ دل ونظر کے لیے گدازِ قلبی کا سامان فراہم کیا ہے، وہاں انھوں نے دلائل و براہین کے ساتھ اُس مبالغہ آمیز قصے کو بھی ہدفِ تنقید بنا کر مطلع صبح نور کی طرح ثابت کیا ہے کہ ''داستان امیر حمزہ'' جو چٹخارے لے لے کر محض زیبِ داستان کے لیے تخلیق کی گئی ہے، بالکل لغو اور بے سروپا ہے جس کے مرکزی کردار ''حمزہ'' کا عمِ رسولؐ سیدنا حمزہؓ کی ذاتِ اقدس کے ساتھ دور کا تعلق بھی نہیں ہے اور حیرت کی بات ہے کہ ہمارے معاشرے کا ایک معتدبہ حصہ نہ صرف اس سے متاثر

ہے بلکہ گھروں میں سننے اور سنانے کا دلآویزانہ اہتمام کرتا ہے۔

؎ بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجی است

اُف! اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی محبوب ہستیوں کی پاکیزہ زندگیوں کو کس جسارت آمیز طریقے سے اپنی تاویلات کا کھلونا (معاذاللہ) بنایا جاتا ہے اور ستم بالائے ستم کہ اس قصے کی سماعت ایک احساسِ تفاخر سے کی جاتی ہے اور پھر اسے پروانۂ نجات تک قرار دیا جاتا ہے۔ اسی جہالت و قساوتِ قلبی کا ایک اور پہلو بھی ہمارے جدید معاشرے کا لازم و ملزوم حصہ الیکٹرانک میڈیا بھی بن چکا ہے۔ یہاں بھی سیدنا حمزہ کے رفیع الشان کردار کو ایک فلمی صورت میں پیش کرنے کا اہتمام ہو چکا ہے۔ میں نے خود بعض تعلیم یافتہ ثنا خوانِ تقدیس مغرب کو اس فلم کی ''ثنا خوانی'' میں مصروف و رطب للسان دیکھا ہے۔ یہ روشن خیالی اور ستم ظریفیٔ سماج نجانے ابھی کیا کیا گل کھلائے گی۔ اہل مغرب کے کمالِ فن کے یہ معترف نہیں جانتے کہ اس قسم کی بے ہودگی بظاہر مشاہیر ملتِ اسلامیہ کے کرداروں کو خراج تحسین کا اندازِ خلیقانہ نظر آتا ہے مگر بباطن یہ ان ملکوتی صفات ہستیوں کے ساتھ مذاق کے مترادف ہے۔ یہ سب تجاہلِ عارفانہ مغرب کے اسی تعصب و عناد کا شاخسانہ ہے جو بعثتِ نبوی ﷺ سے لے کر آج تک پھنکارتے ناگ کی طرح اُن کے سینوں میں لوٹ رہا ہے ؎

درماندۂ صلاح و فساد یم الحذر

زیں رسم ہا کہ مردم عاقل نہاندہ اند

''ارباب دانش'' نے نیکی اور بدی کے جو پیمانے اپنا رکھے ہیں انھیں دیکھ کر خدا لگتی کہتا ہوں کہ ہم اُن سے عاجز آ گئے ہیں۔''

جناب محمد متین خالد نے ایسے دل فریب ''اہتمام سمعی و بصری'' کا پوسٹ مارٹم بھی اپنے فدایانہ جذبے کے ساتھ کیا ہے۔ یہ ایک نادرالوجود سعی بلیغ ہے جو پہلی بار منظر

عام پر آئی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اربابِ فکر و دانش مصنفِ محترم کے ان ناقابلِ تردید حقائق کو بنظرِ تحسین دیکھیں گے۔ اس سعادت آفرین کاوش کا دوسرا حصہ مناقب سیدنا حمزہؓ پر مشتمل ہے۔ عربی، فارسی اور اُردو کے نامور شعرا کے یہ گلہائے عقیدت صاحب کتاب نے بڑی عرق ریزی، جنوں آگیں محنت شاقہ اور عقیدت و محبت سے اکٹھے کیے ہیں اور میرا وجدان کہتا ہے کہ ان تمام مناقبِ میں مصنفِ محترم کا ذوق جستجو اور قلبی سوز و گداز بھی شامل ہے۔ یوں یہ بے عدیل کتاب حضرت حمزہؓ کے حضور نظم و نثر کا ایک خوب صورت ہدیہ تحسین ہے جسے ابر باراں کے ساتھ قوسِ قزح کا آمیختہ کہا جائے تو زیادہ قرین رعنائی ہوگا۔ یہ گل ہائے عقیدت اس اعتبار سے بھی ممیّز نظر آتے ہیں کہ سیدنا حمزہؓ کی محترم و مقدس داستانِ حیات دیگر اب تک کی تمام کاوشوں سے ضخیم، جامع و مانع ہے۔ اس طرح جناب محمد متین خالد کو ایسا قابلِ فخر ارتفاع نصیب ہوا ہے، اس پر وہ جتنا بھی ناز کریں کم ہے۔ میرا ایمان و ایقان ہے کہ اُن کے اس غایت عقیدت و محبت سے نہ صرف انھیں سیدنا حمزہؓ قربت کا شرف بخشیں گے بلکہ حضور سرورِ دو عالم ﷺ کی روح مقدس بھی شاداں و فرحاں ہوگی اور طلوع حشر میں آپ کو حضور ﷺ کا ظلِ عاطفت بھی نصیب ہوگا۔ مجھے اس متاعِ گراں مایہ کا پیش لفظ لکھتے ہوئے جو فرحت و انبساط حاصل ہو رہی ہے۔ اس کا اظہار کرنے سے میری زبان و قلم عاجز ہے۔

میں اپنے محترم دوست کا دل کی عمیق ترین گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ انھوں نے محمد عربی ﷺ کے اس ادنیٰ غلام اور سیدنا حضرت حمزہؓ کے ہیچمدان عقیدت مند کو بھی اپنے ساتھ مغفرت و نجات کے اس خوبصورت سفر میں شامل کر لیا جس میں اُن کا اشہب قلم جولانیاں دکھاتا ہوا سوئے طیبہ محوِ خرام ہے۔ میں یہ بھی امید کرتا ہوں کہ نیاز و ناز کا یہ وجدانی مرقعٔ رنگ و نور اربابِ فکر و نظر کے قلوب و اذہان کو جگمگاتا ہوا بارگاہِ ربوبیت و رسالت ﷺ میں قطعاً و حتماً شرفِ قبولیت پائے گا۔ میری دعا ہے کہ اللہ رب العزت

جناب متین خالد کی کلکِ گہر بار کو اور توفیق ارزانی کرے کہ وہ حضور سرورِ کائنات اور آپ ﷺ کی محبوب ہستیوں کی بارگاہِ ناز و قدس میں عقیدت سے لبریز ایسے ہی رُشحات پیش کرتے رہیں۔ آخر میں حضرت ماہر القادریؒ کے ان خوبصورت اشعار میں تھوڑے سے تصرف کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں ۔

آیا ہوں میں بھی ساتھ محمد متین کے
دھندلا سا ایک نقش تمنا لیے ہوئے
ماؔہر ہے اُس کے سامنے کعبہ بھی سجدہ ریز
جو دل ہے عکسِ گنبد خضریٰ لیے ہوئے

خاک رہ حجاز

پروفیسر تفاخر محمود گوندل

سیرت نگار، مضمون نگار روزنامہ جنگ و ایکسپریس،
مصنف تجلیات رسالت ﷺ و دیگر ادبی کتب

تب وتابِ جاودانہ

سید الانبیاء ﷺ سے عشق ومحبت کی ایمان افروز داستانوں سے اُمت مسلمہ کی تاریخ عبارت ہے۔ عالم انسانیت نے کسی شخصیت کے ساتھ اُن کے دیوانوں کی ایسی وارفتگی نہیں دیکھی۔ تاریخ عالم پر آپ ﷺ سے محبت کا نقش دائمی ہے جسے ہر دور میں سنوارنے والوں نے نثر، نظم، نعت، قصیدے اور رنگوں سے سنوارا۔ جناب محمد متین خالد کی خوبی ہے کہ وہ اپنی کتابوں میں تحقیق کا رنگ بھرتے ہوئے اُسے اِس قدر دلچسپ بنا دیتے ہیں کہ پڑھتے ہوئے کتاب ہاتھ سے چھوڑنے کو دِل نہیں چاہتا بلکہ قاری خود کو انوارِ رحمت وکرم کے ایک ہالے میں محسوس کرتا ہے......آزمائش شرط ہے۔

مشک آں است کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

سیدنا حضرت حمزہؓ اِن جانبازوں میں سے ہیں جن کی سیرت پر یہ کتاب محمد متین خالد کا ایک ایسا اعزاز ہے جو ان کے قلم کو آب وتاب دے رہا ہے اور ان شاء اللہ روزِ حشر اِن کے چہرے کو روشن کرے گا۔ اس لیے کہ حضور خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو جس سے محبت کرتا ہے، اُس کے اعمال خواہ ویسے نہ بھی ہوں، روزِ قیامت اُن کی معیت میں اُٹھایا جائے گا۔

میں جناب محمد متین خالد کو ایسی خوبصورت اور گراں مایہ کتاب تحریر کرنے پر دل کی اَتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے! (آمین)

اوریا مقبول جان

شمیمِ شہادت

غازۂ اسلام ہے خونِ شہیداں سر بہ سر

شہادت وہ لافانی جذبہ ہے، جسے زمانے کی کوئی گردش، حالات کی کوئی کروٹ اور حوادث کی کوئی سنگینی ختم نہیں کر سکتی۔ یہ جذبہ اس وقت تک قائم رہے گا، جب تک یہ کائنات قائم ہے، جب تک دریا بہتا، بلبل چہکتا، پھول مسکراتا اور سبزہ لہلہاتا ہے، یہ جذبہ ابدی ہے اور اسی میں ہماری قوم کی بقا، سلامتی اور عظمت کا راز پوشیدہ ہے۔ یہی وہ عظیم جذبہ ہے جو خود نبی پاک ﷺ کی دعاؤں میں لو دیتا رہا ہے ۔

چمکتا ہے شہیدوں کا لہو فطرت کے پردے میں
شفق کا حسن کیا ہے، پھول کی رنگیں قبا کیا ہے

دین اسلام کی آب و تاب، قوت و استحکام اور حیات و بقا بے بسی کے آنسو بہانے، مجبوری کی آہیں بھرنے، مصلحت کی زنجیروں میں جکڑے رہنے یا بزدلی کی شال اوڑھنے سے نہیں بلکہ شہیدوں کے پاکیزہ خون اور ان کی عزیمت و استقامت سے ہے۔ ان کی گرمئی لہو ہی سے امتِ مسلمہ کا وجود ہے۔ ان کا مقدس لہو اسلام کے خلاف مہیب چٹانوں ایسے خطرناک فتنوں کو سیل تند و تیز بن کر خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جاتا اور اپنی حرارت سے شعلۂ جوالہ بن کر کفر کو خاکستر کر دیتا ہے۔

شہیدوں کا لہو وہ نور ہے جس کی تجلی سے
یقیں افراد کے، قوموں کے مستقبل سنورتے ہیں
اِسی کی تابشوں سے آسمانِ فکر و دانش پر
نئی صبحیں بکھرتی ہیں، نئے سورج نکلتے ہیں

تاریخ اسلام بے شمار شہیدوں کی لازوال داستانوں سے مزین ہے لیکن اقلیم شہادت کے تاجدار سیدنا حضرت حمزہؓ کی شہادت ان سب میں منفرد اور یگانہ ہے۔اسی لیے تو انھیں بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے فاعل الخیرات، کاشف الکربات، اسد اللہ، اسد الرسول اور سید الشہد ایسے کئی دل نواز خطاب ملے۔حضرت حمزہؓ کا نام ہونٹوں پر آتے ہی دل و دماغ میں خوشبو کے چراغ جھلملانے لگتے اور آنکھیں ان کے احترام میں جھک جاتی ہیں۔

تاجدار انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سیدنا حضرت حمزہؓ سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ دوسری طرف حضرت حمزہؓ بھی آپ ﷺ سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ محبت و اطاعت رسول ﷺ اور دینی غیرت وحمیت کی عظمتیں اگر انسانی پیکر میں ڈھل جائیں تو بلاشبہ یہ حضرت حمزہؓ کی شخصیت ہوگی۔آپؓ محترم چچا تھے، رضاعی بھائی اور ہم عمر ہونے کے ناتے سے بے تکلف دوست بھی۔آپؓ پوری زندگی ہر مشکل وقت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شانہ بہ شانہ کھڑے رہے۔یہی وجہ ہے کہ جب ملعون ابوجہل نے نبی محتشم ﷺ سے بدسلوکی کی تو معلوم ہونے پر حضرت حمزہؓ غصے سے آگ بگولا ہوگئے اور اپنے پیارے بھتیجے کا بدلہ لینے کے لیے فوراً ابوجہل کی سرکوبی کے لیے نکل پڑے۔اس موقع پر آپؓ ابوجہل سے جس مجاہدانہ لہجے میں مخاطب ہوئے، اسے سرعام للکارا، اس کا سر پھوڑا اور اپنے بھتیجے کی دعوت توحید کی تصدیق کی، تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

ع یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

اس واقعہ کی برکت سے اللہ رب العزت نے سیدنا حضرت حمزہؓ کو اسلام کی دولت سے نوازا۔ سچ کہا کسی نے: ''کچھ فیصلے لوح محفوظ پر رقم ہو چکے ہوتے ہیں، کچھ سعادتیں، کچھ فضیلتیں، کچھ رفعتیں، کچھ بلندیوں کسی کے نصیب میں لکھ دی جاتی ہیں، اس کا سبب کیا ہوتا ہے؟ کوئی نہیں جانتا۔''

ے کسی کو گھر سے نکلتے ہی مل گئی منزل
کوئی ہماری طرح عمر بھر سفر میں رہا

کفار کی پوری جماعت میں کوئی ایک سردار بھی ایسا نہیں تھا جو آپؓ کے مقابلہ

پر آتا۔ غزوۂ بدر کی فتح میں ان کے دست و بازو کا شجاعانہ جوہر ایسا چمکا کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین سے تین گنا بڑی فوج کو سرنگوں کر دیا۔ یہی حال ان کا غزوۂ احد میں بھی تھا۔ یہ شجاعت ہی کا کمال تھا کہ جنگ کا پہلا مرحلہ منٹوں میں سر کر لیا گیا۔ مشرکین مکہ کے سب سے بڑے سورما سباع غبشانی کو آن واحد میں قتل کرتے وقت اگر چھپ کر پیچھے سے وحشی نے ان پر بھالا نہ پھینکا ہوتا تو نہ جانے ان کی شجاعت، تاریخ اسلام میں اور کیا کیا معرکے اپنے نام کر چکی ہوتی۔ اس بطلِ جلیل کی المناک اور دل فگار شہادت نے تاجدارِ کائنات ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو بے قرار اور اشکبار کر دیا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ رنج والم کے عالم میں سسکیاں لے کر روتے رہے۔ ظاہر ہے اسلام کی عزت و ناموس کی خاطر میدان کارزار میں دیوانہ وار جان نچھاور کرنے والے ایسے جری، نڈر اور بہادر کی موت ناقابل تلافی نقصان تھا جس پر زمین و آسماں بھی اشک بار تھے۔

اپنی بے بضاعتی اور علمی کم مائیگی کے باوجود میں نے سید الشہدا سیدنا حضرت حمزہؓ کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے یہ ادنیٰ سی کاوش اس انداز سے کی کہ انؓ کی حیات مبارکہ کا کوئی پہلو تشنہ نہ رہے، اس امید کے ساتھ کہ شاید انؓ کے نام لیواؤں میں شمولیت باعثِ نجات بن جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری اس طالب علمانہ کوشش کو محض اپنی رضا کے لیے قبول فرمائے۔ اسے میری، میرے خاندان اور میرے احباب کی بخشش کا ذریعہ بنائے اور ہم سب کو سیدنا حضرت حمزہؓ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

رتبے شہید ناز کے گر جان جایئے
قربان جانے والوں کے قربان جایئے!

محمد متین خالد
لاہور
mateenkh@gmail.com
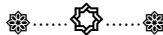
حرفِ سپاس

سب سے پہلے میں اپنے مالک حقیقی کے سامنے سجدہ ریز ہوں کہ اگر اس کی بے پایاں رحمت وعنایت نہ ہوتی تو یہ کتاب نہ وجود میں آتی اور نہ زیورِ طبع سے آراستہ ہوتی۔ دنیائے علم و ادب میں نمایاں مقام رکھنے والے جناب جبار مرزا (اسلام آباد)، جناب پروفیسر محمد اقبال جاوید (گوجرانوالہ)، جناب عبدالرؤف (اسلام آباد)، جناب الشیخ فضل بن محمد القیر وانی (لاہور)، جناب پروفیسر جمیل احمد عدیل (لاہور)، جناب سلیم منصور خالد (منصورہ، لاہور)، محترمہ ڈاکٹر ریحانہ تنویر شہزاد (پنجاب یونیورسٹی، لاہور)، جناب حضرت مولانا محمد رضوان عزیز (چناب نگر)، جناب عزیز الرحمٰن رحمانی (ملتان)، جناب اسداللہ ساقی گوریجہ (جڑانوالہ)، جناب محمد ثاقب قادری (لاہور)، جناب خالد محمود (کراچی)، حضرت مولانا قاری ریاض احمد فاروقی (لاہور)، جناب فیروز احمد سیفی (امریکہ)، جناب ڈاکٹر سراج احمد قادری (انڈیا)، جناب غلام علی (لاہور)، جناب طاہر علی (لاہور)، جناب سعید احمد صدیق (مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور)، جناب منیر احمد ملک (اسلام آباد)، جناب پروفیسر ڈاکٹر حامد رضا (فیصل آباد)، جناب محمد فرقان (فیصل آباد)، جناب قاضی احسان احمد (کراچی)، جناب حکیم عظمت اللہ نعمانی (گوجرہ)، جناب محمد احمد ترازی (کراچی)، جناب شبیر احمد میواتی (لاہور)، جناب پروفیسر مرزا آصف رسول (ننکانہ صاحب)، جناب ملک افتخار احمد (ننکانہ صاحب)، جناب

محمد صدیق نقشبندی (شیخوپورہ)، جناب محمد عقیل بھٹی (پنجاب پبلک لائبریری لاہور)، جناب علی صفدر (رحمٰن بابا پبلک لائبریری اینڈ کمپلیکس (پشاور)، جناب محمد یٰسین قصوری نقشبندی (لاہور)، جناب پروفیسر سید امیر کھوکھر (خوشاب)، جناب طاہر حسین طاہر سلطانی (کراچی)، جناب نعیم طاہر رضوی (لاہور)، جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد شاہ کھگہ (راولپنڈی)، جناب علامہ عبدالستار عاصم (لاہور)، جناب محمد عدنان اسلم (لاہور)، جناب حامد علی علیمی (کراچی)، حضرت مولانا عبدالماجد شہیدی (منڈی بہاؤ الدین)، جناب خواجہ آفتاب احمد (لاہور)، جناب عاطف شہزاد ہرل (سعودی عرب)، جناب صغیر احمد گوندل (سعودی عرب)، جناب جاوید عبدالحمید (سعودی عرب)، جناب میاں محمد سعید (کینیڈا)، جناب توفیق جونا گڑھی (کراچی)، جناب قاضی محمد اسد (سرگودھا)، جناب محبوب رسول قادری (جوہر آباد)، جناب حافظ طاہر سعید (لاہور)، جناب محمد فہیم عالم (لاہور)، جناب محمد عرفان ندیم (حافظ آباد) اور جناب حافظ عبیداللہ (اسلام آباد) کا بے حد شکریہ جنھوں نے کتاب کی تیاری کے سلسلہ میں بے حد علمی تعاون کیا، بڑی حوصلہ افزائی کی اور اسے خوب سے خوب تر بنانے کے لیے اپنے مفید قیمتی مشوروں سے نوازا۔ اس کے علاوہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور، پنجاب پبلک لائبریری لاہور، دیال سنگھ لائبریری لاہور، قائد اعظم لائبریری لاہور، رحمٰن بابا پبلک لائبریری اینڈ کمپلیکس پشاور، پشاور یونیورسٹی لائبریری پشاور، اسلامیہ کالج لائبریری پشاور، پشاور آرکائیو اینڈ پبلک لائبریری پشاور، جھنڈیر لائبریری میلسی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، جامعہ دارالعلوم کراچی، جامع مسجد پنجاب یونیورسٹی لاہور اور معارف اسلامی منصورہ لاہور کی لائبریریوں

سے خوب استفادہ کیا۔ ان لائبریریوں کا تمام عملہ خصوصی شکریے کا مستحق ہے۔ علم و عرفان پبلشرز کے مہتمم برادرِ عزیز جناب گل فراز صد ستائش کے مستحق ہیں جنھوں نے اِس کتاب کو باذوق رنگ دیا۔ ان کے اخلاص و محبت کی سوغاتیں میرے لیے خاص طور سے وقف ہیں۔ جناب فیروز احمد سیفی، جناب منصور اصغر راجہ، جناب محمد جاوید چودھری، حضرت مولانا محمد رضوان عزیز، جناب محمد حامد سراج، جناب پروفیسر تفاخر محمود گوندل اور جناب اوریا مقبول جان کا بے حد شکریہ جنھوں نے اِس کتاب پر اپنے گراں قدر تاثرات لکھ کر میری عزت افزائی فرمائی اور کتاب کو چار چاند لگا دیئے۔ ان سب حضرات کی محبتیں اور شفقتیں ایک کیف مستقل ہے۔ میں ان حضرات کی ہر مرحلہ زندگی میں کامیابی کے لیے دعا گو ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

کریں کس زباں سے شکریہ ادا ہم
کہ الفاظ کم ہیں عنایت زیادہ

✡……✡……✡

چند ضروری گذارشات

- اس کتاب کو تیار کرتے وقت بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ کسی غلطی کا امکان نہ رہے۔اس لیے اس کی پروف ریڈنگ کو بہتر بنایا گیا ہے، پھر بھی غلطی کا امکان ہے۔ اگر کسی جگہ کسی قاری کو غلطی نظر آئے تو براہِ کرم مصنف کو ضرور مطلع کرے۔ ان شاء اللہ آئندہ کے ایڈیشن میں اس کا ازالہ کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی حوالہ کے نقل و اخذ میں سہو ہو گیا ہو تو قارئین کرام ناصحانہ اور ہمدردانہ طور پر نشان دہی فرما دیں تا کہ اس کی تصحیح کر دی جائے۔ شکریہ!
- اس کتاب کی تیاری کے سلسلہ میں کئی احباب نے اپنی بے پناہ محبتوں کا اظہار کیا، کتاب کی اشاعت کے بارے بار بار استفسار کرتے رہے۔ میں ان سب دوستوں کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہوں۔

محمد متین خالد

شہیدوں کے سردار

جن محترم ومقدس شخصیات کی وجہ سے دین اسلام کو ایک ولولۂ تازہ اور جلوہ نور ملا، اِن میں سیدنا حضرت حمزہؓ کی شخصیت سرفہرست ہے۔ آپؓ حضور نبی کریم ﷺ کی نگاہ جوہر شناس کے اولین انتخاب تھے۔ آپؓ سرفروشی و جانبازی کی اقلیم کے سلطان اور بہادری و جاں سپاری، شجاعت و بسالت، عزم و استقلال اور دینی غیرت وحمیت کے پیکر تھے۔ جرأت و جوانمردی آپ کے گھر کی لونڈی تھی۔ شہسوار ایسے کہ جن کے بغیر گھوڑ سواری کا مقابلہ کوئی اہمیت نہ رکھتا۔ آپؓ کی بے پایاں صلاحیتیں دیکھ کر بڑے بڑے عرب جنگجو ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتے۔ بار بار پلٹنے اور پلٹ کر جھپٹنے والے شہسواروں کی تمام خوبیاں آپؓ کی ذات میں جمع تھیں۔ جنگ کے دوران آپ فولادی اعصاب کے مالک نظر آتے تھے۔ سپاہیانہ فضائل کی بنا پر آپ خاکستری اونٹ اور شیر کی طرح دشمن پر حملہ کرنے والے تھے۔ ایسے معلوم ہوتا تھا گویا آپ نے چیتے سے سپاہ گری کا فن سیکھا ہے۔ چیتے کی سی پھرتی، بہترین دفاعی انداز اور دشمن کو اپنی گرفت میں لانے جیسے سپاہیانہ اوصاف آپ میں نمایاں تھے۔ شیر کے ناموں میں سے ایک نام حمزہؓ بھی ہے، گویا اسی نام کی وجہ سے آپ کو شیر کی بہادری میں سے حصہ ملا تھا۔ آپؓ نے جنگ کے میدان میں قریش کے ان نامور شہ سواروں کو قتل کیا جن کی طاقت اور سپاہ گری پورے عرب میں مشہور تھی۔ مشرکین مکہ کے ہجوم میں اسلام قبول کرنے اور بدر و اُحد کے میدانوں میں داد شجاعت دینے والے اسلام کے مخلص جانباز، مجاہد اور شہید حضرت حمزہؓ پر پوری امت اسلامیہ کو ہمیشہ ہمیشہ ناز رہے گا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 567ء میں مکہ مکرمہ کے محلّہ مسفلہ میں واقع ایک گھر میں پیدا ہوئے۔ اب اس گھر کو نہایت خوبصورت مسجد میں تبدیل کر دیا گیا ہے، اسے مسجد حمزہؓ کہا جاتا ہے۔ آپؓ عمر میں حضور نبی کریم ﷺ سے چار سال بڑے تھے۔ آپؓ کا سلسلہ نسب کچھ اس طرح سے ہے۔ حمزہؓ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف

بن قصی بن کلاب۔ آپؓ کی کنیت ابو یعلیٰ اور ابو عمارہ ہیں۔ آپؓ کا شمار السابقون الاولون اور مہاجرین میں ہوتا ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔ قرآن کی زبان میں سابقون الاولون وہ ہیں جن کی فضیلت بقیہ پوری اُمت اور یہاں تک کہ بعد میں اسلام لانے والے صحابہ کرامؓ سے بھی کہیں زیادہ ہے۔ آپؓ دین اسلام کے پہلے پرچم بردار ہیں۔ انھیںؓ سید الشہداء بھی کہا جاتا ہے۔ آپؓ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپؓ 'اسد اللہ' اور 'اسد الرسول ﷺ' ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کو فاعل الخیرات (نیکیاں کرنے والے) اور کاشف الکربات (مصائب دور کرنے والے) بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش کے قبیلہ بنو ہاشم سے تعلق رکھتے ہیں۔ قریش سے تعلق رکھنے کی وجہ سے حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ قریشی اور اپنے دادا ہاشم بن عبد منافؓ کی نسبت سے ہاشمی کہلاتے ہیں۔ قریشی و ہاشمی کی یہ دونوں نسبتیں بلاشبہ بہت بڑا اعزاز ہیں کیونکہ حضرت واثلہ بن الاسقعؓ، حضور نبی اعظم ﷺ کا ارشاد روایت کرتے ہیں کہ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسماعیل سے کنانہ کو منتخب فرمایا اور اولادِ کنانہ سے قریش کو پسند فرمایا اور قریش سے بنی ہاشم اور بنی ہاشم سے مجھے چنا ہے۔'' (مسلم شریف الحدیث 2276، سنن ترمذی رقم الحدیث 3605، مسند احمد رقم الحدیث 16986) ان دونوں نسبتوں کو نبی مکرم ﷺ نے اپنے مفاخر اور امتیازات میں ذکر فرمایا اور دیگر قبائل عرب اور اقوام عالم کو ان کا تابع اور مقتدی قرار دیا۔ ان کی بے ادبی، گستاخی اور توہین کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذلت و خواری کا موجب قرار دیا۔ اپنے اوصاف حمیدہ اور فضائل کی وجہ سے سیدنا حضرت حمزہؓ قریش و بنو ہاشم میں اہم ترین مرتبہ و مقام کے مالک ہیں۔

حضرت حمزہؓ کا گھرانا عرب کا نہایت معروف خاندان تھا۔ وہ ایک عظیم سردار حضرت عبدالمطلبؓ کے صاحبزادے تھے۔ حضرت عبدالمطلبؓ کے دس بیٹوں میں سے آپؓ کا آٹھواں نمبر تھا جبکہ نبی کریم ﷺ کے والد گرامی حضرت عبداللہؓ دسویں نمبر پر تھے۔ حضرت حمزہؓ کا حضور نبی کریم ﷺ سے دوہرا رشتہ تھا کیونکہ والد کی طرف سے آپؓ

حضور نبی کریم حضرت محمد ﷺ کے سگے چچا تھے اور والدہ کی طرف سے آپؓ حضور ﷺ کے خالہ زاد بھائی تھے، کیونکہ آپؓ کی والدہ سیدہ ہالہؓ بنت وہیب بن عبد مناف بن زھرہ، حضور نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہؓ کی چچا زاد بہن تھیں۔ علاوہ ازیں آپؓ نبی کریم ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ یہ دوہرا شرف حضرت حمزہؓ کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ ابولہب کی ایک لونڈی ثویبہ نے آپ دونوں کو دودھ پلایا تھا۔ حضرت عبدالمطلبؓ کی وفات کے وقت آپؓ کی عمر صرف دس برس تھی، اس لیے آپ کی تربیت زیادہ تر اپنے ننھیال میں ہوئی۔

کتب سیرت و تاریخ میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن اور لڑکپن کا زیادہ تذکرہ نہیں ملتا، البتہ اتنا ضرور پتا چلتا ہے کہ آپؓ کا شمار مکہ مکرمہ کے قوی الجثہ اور بے حد دلیر جوانوں میں ہوتا تھا۔ آپؓ کو شمشیر زنی، نیزہ بازی، گھڑ سواری، تیراندازی اور پہلوانی کا بہت شوق تھا۔ اس کے علاوہ آپؓ کو ہر قسم کی جنگی مہارت پر عبور حاصل تھا۔ آپ اپنے ہاتھوں میں دو تلواریں پکڑ کر انھیں مہارت سے چلانے، گھمانے اور دشمن پر سبک رفتاری سے حملہ کرنے کے داؤ پیچ کی مشق کیا کرتے تھے۔ صحرانوردی، سیر و شکار اور جنگلوں میں گھومنا پھرنا آپ کے من پسند مشاغل تھے۔ آپؓ کو شعر و شاعری سے بھی لگاؤ تھا۔ آپؓ بڑے غیور، نڈر، بہادر، جفاکش، سخی، خوش اخلاق، مہمان نواز اور دلنواز تھے۔ آپ پورے مکہ میں ظلم، ناانصافی اور زیادتی کے خلاف لڑنے والے انسان کے طور پر بھی معروف تھے۔ صلہ رحمی، غم خواری اور حسن سلوک و نیکوکاری آپ کی امتیازی خصوصیات تھیں۔ شخصیت میں وضع داری، طرح داری اور متانت و سنجیدگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ قوت و طاقت کے علاوہ خاندانی شرافت و وجاہت اور خوشحالی و فارغ البالی سے بھی لوگ آپ سے متاثر و مرعوب رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں حسن کی دولت سے خوب مالا مال کر رکھا تھا۔ خوب صورت پیشانی، دراز قد، چھریرے بدن اور مضبوط بازوؤں کے مالک اس جوانِ رعنا کو حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ''سید الشہدا'' کا لقب دے کر ان کے سر پر نہ صرف عظمت و رفعت کا تابناک تاج سجایا بلکہ اسد اللہ و اسد الرسول کا دلنواز خطاب عطا

فرما کر انھیں شرافت و بزرگی کی نعمت لازوال سے بھی مالا مال فرمایا۔

اسد اللہ اور شیر نبی ﷺ
کون؟ حمزہؓ ہیں سید الشہدا
یہ خطابات ان کو کس نے دیئے؟
ہاں! انھوں نے جو ہیں رسول خدا ﷺ
یہ ہیں سردار کل شہیدوں کے
اور شیر خدا بھی بے ہمتا

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ بھائی تھے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حارث بن عبدالمطلب ...... یہ بھائیوں میں سب سے بڑے تھے اور انھی کے نام پر حضرت عبدالمطلبؓ کی کنیت ابو الحارث تھی۔ چاہ زم زم انھی کے زمانے میں صاف کیا گیا۔ یہ اسلام کا زمانہ نہ پا سکے اور نبی مکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی انتقال کر گئے۔ **ابو طالب** ...... اصل نام عبد مناف تھا، اسلام کا زمانہ پایا اور آپ ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا۔ **زبیر** ...... یہ آپ ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہؓ اور چچا ابو طالب دونوں سے عمر میں بڑے تھے۔ اپنے خاندان بنو ہاشم کے رئیس اور قریش کے حکام میں سے تھے۔ بڑے سمجھ دار اور دانا تھے۔ **ابولہب** ...... اصل نام عبدالعزیٰ تھا۔ اس کے سرخ رنگ کی وجہ سے اس کی کنیت ابولہب رکھی گئی، کیونکہ لہب آگ کے شعلے کو کہتے ہیں اور شعلہ سرخی مائل روشن ہوتا ہے، چونکہ اس کا رنگ سرخ تھا، اس لیے ابولہب کہلانے لگا۔ اسلام کا زمانہ پایا مگر اسلام قبول نہ کیا۔ ابولہب نے آخر تک اسلام کی مخالفت کی اور اس کا رویہ حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے ساتھ بہت معاندانہ رہا۔ **غیداق بن عبدالمطلب** ...... ان کا اصل نام نوفل ہے جبکہ ابنِ سعد نے ان کا نام مصعب بتایا ہے۔ یہ قریش میں سے مال دار تھے۔ **مقوم** ...... ان کی کنیت ابوبکر ہے۔ یہ سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سگے بھائی تھے۔ **ضرار** ...... قریش کے نوجوانوں میں بڑے حسین وجمیل تھے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حقیقی بھائی تھے۔ ظہور اسلام سے پہلے ہی ان کا انتقال ہو گیا تھا۔ **قثم** ...... یہ حارث کے سگے بھائی تھے۔ بچپن

ہی میں انتقال کر گئے تھے۔ **عبدالکعبہ** ...... آپ ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کے حقیقی بھائی تھے۔ یہ بھی بچپن میں ہی انتقال کر گئے تھے۔ **حجل** ...... ان کا اصل نام مغیرہ تھا۔ **حضرت عبداللہؓ** ...... آپ ﷺ کے والد ماجد تھے۔ **حضرت عباسؓ** ...... یہ اپنے تمام بھائیوں میں چھوٹے تھے اور حضرت حمزہؓ کے بھائیوں میں سے صرف یہی ایک اسلام لائے تھے۔

حضرت حمزہؓ کی کل چھ بہنیں تھیں۔

اُمِّ حکیم ...... جن کا نام بیضا تھا۔ آپ ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہؓ کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئی تھیں۔ ان سے کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس نے نکاح کیا تھا اور ان سے عثمان اور عامر بن کریز کی والدہ اروی پیدا ہوئی تھیں۔ **عاتکہ بنت عبدالمطلب** ...... جن سے ابو امیہ مغیرہ مخزومی نے نکاح کیا تھا۔ ان سے ابو امیہ کے دونوں بیٹے زبیر اور عبداللہ پیدا ہوئے اور یہ دونوں ام المومنین حضرت اِم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی ہیں۔ **برۃ بنت عبدالمطلب** ...... ان سے عبدالاسد بن بلال بن عبداللہ مخزومی نے نکاح کیا اور ان سے ابوسلمہ بن عبدالاسد پیدا ہوئے۔ عبدالاسد کے بعد ابواہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود نے ان سے نکاح کیا جن کا تعلق بنو عامر بن توی سے تھا۔ ان سے ابوسبرہ پیدا ہوئے۔ **امیمہ بنت عبدالمطلب** ...... ان سے عمیر بن وہب بن عبد بن قصی نے نکاح کیا اور ان سے طیب بن عمیر پیدا ہوئے۔ **حضرت صفیہؓ**(1)...... جن سے پہلے حارث بن حرب بن امنیہ نے اور حارث کے بعد عوام بن خویلد (اُم المومنین حضرت خدیجہؓ کے بھائی) نے نکاح کیا اور ان سے زبیر، اسود، احرم، یعلیٰ، سائب اور عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔ آپؓ کی بہنوں میں سے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو بالاتفاق ایمان لائیں اور اروی اور عاتکہ کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

حضرت حمزہؓ نے تین شادیاں کیں اور ہر زوجہ کے بطن سے اولاد ہوئی۔ پہلی بیوی کا نام **حضرت اُنصار یا بنت الملہؓ** الاوسیہ بن مالک بن عبادہ بن حجر بن فائد بن حارث بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف تھا۔ وہ قبیلہ اوس کے

انصار میں سے تھیں۔ ان سے ایک بیٹی فاطمہ اور تین بیٹے یعلیٰ، عامر اور بکر پیدا ہوئے۔ اس وجہ سے حضرت حمزہؓ کی کنیت ابویعلیٰ تھی۔ حضرت یعلیٰؓ کے پانچ بیٹے تھے جن کے نام فضل، زبیر، عقیل، محمد اور عمارہ ہیں۔ حضرت حمزہؓ کی دوسری اہلیہ **حضرت خولہ بنت قیسؓ** النجاریہ بن فہر بن قیس بن ثعلبہ بن غنم بن مالک تھیں۔ آپ انصاریہ اور ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار کی اولاد میں سے تھیں۔ آپ کا شمار جلیل القدر صحابیاتؓ میں ہوتا ہے۔ ان سے حضرت حمزہؓ کے ایک صاحبزادے عمارہ پیدا ہوئے جن کے نام سے حضرت حمزہؓ کی کنیت ابوعمارہ تھی۔ حضرت حمزہؓ کی غزوہ احد میں شہادت کے بعد حضرت خولہؓ کا نکاح حضرت نعمانؓ بن عجلان انصاری سے ہوا۔ وہ بڑی آسودہ حال تھیں۔ انھیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑی عقیدت اور محبت تھی۔ آپ ﷺ کو بھی ان پر بڑا ناز اور اعتماد تھا۔ آپ ﷺ ان سے بلاتکلف قرض بھی لے لیا کرتے تھے۔ حضرت حمزہؓ نے تیسرا عقد **حضرت سلمیٰؓ بنت عمیس الخثعمیہ** سے فرمایا۔ ایک اور روایت میں ان کا نام زینب بنت عمیس **الشھرانیة الخثعمیه** بتایا جاتا ہے۔ وہ قبیلہ **خثعم** سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے: سلمیٰؓ بنت عمیس بن معد بن حارث بن قیم بن کعب بن مالک بن قحافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن معاویہ بن زید بن مالک بن بشر بن وہب اللہ بن شہران بن عفرس بن خلف بن اقبل (خثعم)۔ آپ کی والدہ کا نام ہند (خولہ) بنت عوف تھا، جو قبیلہ کنانہ سے تھیں۔ آپ حضرت اسماءؓ بن عمیس زوجہ حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کی ہمشیرہ تھیں۔ ان سے حضرت حمزہؓ کی بیٹی حضرت امامہؓ تھیں۔ انھیں ''امتہ اللہ'' بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت حمزہؓ کی شہادت کے وقت وہ کمسن تھیں۔ حضرت سلمیٰؓ بنت عمیس کا نکاح ثانی حضرت شدادؓ بن اسامہ الہادی سے ہوا جن سے دو بیٹے عبداللہ اور عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔

حضرت حمزہؓ کی بیٹی حضرت امامہؓ کے متعلق صحیح بخاری میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ ذیقعد 6 ہجری میں حضور نبی رحمت ﷺ عمرۃ القضاء کے لیے مکہ معظّمہ تشریف لے گئے۔ صلح نامہ حدیبیہ کی شرط کے مطابق تین دن کے قیام کے بعد آپ ﷺ مکہ سے رخصت ہونے لگے تو امامہؓ بنت حمزہؓ ''یا عم یا عم'' کہتی ہوئی حضور ﷺ کی طرف دوڑیں (ایک اور

روایت میں ہے کہ اس وقت وہ یا اخی یا اخی یعنی بھائی بھائی کہہ رہی تھیں۔ (فی الحقیقت حضور ﷺ حضرت حمزہؓ کے رضاعی اور خالہ زاد بھائی بھی تھے اور ان کے بھتیجے بھی تھے۔ اس لحاظ سے آپ ﷺ امامہؓ کے چچا بھی تھے اور بھائی بھی) حضرت علیؓ نے ان کو گود میں اُٹھا لیا اور اپنے ساتھ لے جا کر حضرت فاطمۃؓ الزہرا کے سپرد کر دیا کہ یہ تمھاری بنت عم ہے۔ حضرت علیؓ، اُن کے بھائی حضرت جعفرؓ بن ابی طالب اور حضرت زیدؓ بن حارثہ نے امامہؓ کو اپنی آغوش تربیت میں لینے کے لیے حضور ﷺ کی خدمت میں الگ الگ دعوے پیش کیے۔ حضرت علیؓ کہتے تھے کہ امامہؓ میرے چچا کی لڑکی ہے، اس لیے میں حق دار ہوں۔ حضرت جعفرؓ یہ کہہ کر اپنا استحقاق ظاہر کرتے تھے کہ وہ میری بنت عم ہونے کے علاوہ میری اہلیہ اسماءؓ بنت عمیس کی حقیقی بھانجی بھی ہے۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ کہتے تھے کہ وہ میرے عزیز ترین دینی بھائی (حضرت حمزہؓ) کی لڑکی ہے۔ حضور سرورِ عالم ﷺ نے فیصلہ حضرت جعفرؓ کے حق میں صادر فرمایا کیونکہ ان کی زوجہ حضرت اسماءؓ بنت عمیس، حضرت امامہؓ کی حقیقی خالہ تھیں اور خالہ ماں کے برابر ہوتی ہے۔ حضرت امامہؓ جوان ہوئیں تو ان کا نکاح حضرت سلمہؓ (بعض حضرات نے ان کا نام حضرت عمر بن ابی مسلمہ المخزومی لکھا ہے) سے ہوا جو ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے فرزند اور حضور سرورِ عالم ﷺ کے ربیب تھے۔ علامہ ابن سعد کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو حضرت امامہؓ بنت حمزہؓ سے شادی کرنے کی ترغیب دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے، میرا نکاح اس سے کیسے ہوسکتا ہے؟''

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت وشان اور فضائل و مناقب سے اچھی طرح واقف تھے۔ وہ نہ صرف آپ ﷺ کا علمی مرتبہ پہچانتے تھے بلکہ آپ ﷺ کے ابرار اور صدیق ہونے سے بھی آگاہ تھے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ حضرت حمزہؓ، حضور نبی کریم ﷺ کے معصومانہ بچپن، طاہرانہ جوانی اور امانتدارانہ مردانگی کے عینی شاہد تھے۔ بلوغت و شباب کا ایک ایک لمحہ دونوں نے اکٹھے گزارا تھا۔ آپ ﷺ کے فضائل و مناقب حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک لمحہ کے لیے بھی اوجھل نہیں

ہوئے تھے۔ آپؓ سمجھتے تھے کہ ان کا بھتیجا مکارمِ اخلاق میں بہت بلند مقام پر فائز ہے اور وہ مستقبل میں کوئی امتیازی اور اعلیٰ مقام حاصل کرنے والا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا چچا ابولہب آپ کا پڑوسی تھا۔ وہ آپ کو اذیت دینے کے لیے اپنے گھر کا پاخانہ اور گندگی آپ کے دروازے پر پھینک دیتا تھا۔ اس کے جواب میں آپ ﷺ صرف اتنا فرماتے، اے بنو عبدالمطلب! تم کیسے ہمسائے ہو؟ ایک روز حضرت حمزہؓ نے اُسے ایسا کرتے دیکھ لیا تو پاخانہ اُٹھا کر ابولہب کے سر پر ڈال دیا۔ وہ سر جھاڑتا جاتا اور کہتا جاتا صابی، احمق۔ ابولہب پھر خود یہ حرکت کرنے سے باز آ گیا۔ تاہم اس طرح کے لوگوں کے ساتھ مل کر وہ مسلسل سازشیں کرتا رہا۔

محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت حمزہؓ کی حیات کا مرکز و محور تھا۔ آپؓ نے اپنی تمام زندگی حضور پاک ﷺ کے قدموں میں وار دی اور ابدی حیات پائی۔ جو محبت آقائے کائنات ﷺ کو حضرت سیدنا حمزہؓ سے تھی، ویسی کسی اور سے نہ تھی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ ﷺ آپس میں چچا بھتیجا ہونے کے باوجود (حضور نبی کریم ﷺ سے عمر میں چار سال بڑے تھے، اس لیے تقریباً ہم عمر ہونے کی وجہ سے) بہت بے تکلف دوست بھی تھے۔ جب نبی مکرم ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں نکاح کی غرض سے اپنے دوسرے چچاؤں اور رشتے داروں کے ساتھ پہنچے تو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ اس سے پہلے انھوں نے رسول کریم ﷺ کی شادی کے لیے حضرت خدیجہؓ کے والد خویلد بن اسد کے ساتھ بات چیت میں بھی حصہ لیا۔ اس موقع پر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک ﷺ کو بیس اونٹ (تحفتاً) دیے تا کہ حق مہر ادا کیا جا سکے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جب اپنے رشتے داروں کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حق کی دعوت دی تو حاضرین میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے۔ انھوں نے کسی بھی موقع پر آپ ﷺ کی مخالفت کی نہ خود اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ اسلام کا نور آہستہ آہستہ سلیم الفطرت لوگوں کے دلوں میں گھر کرتا جا رہا تھا۔ اس دین فطرت نے

اپنے فطری حسن و جمال سے بڑی بڑی شخصیات کو اپنا گرویدہ بنالیا تھا، چنانچہ ہر روز کوئی نہ کوئی نامور شخصیت اسلام قبول کر کے اس کی قوت میں اضافے کا سبب بن رہی تھی۔ اگرچہ اسلام کے خلاف مشرکین مکہ کا اجتماعی ردعمل ابھی شروع نہیں ہوا تھا لیکن اکا دکا ایسے واقعات ظہور پذیر ہوتے رہتے تھے جن سے کفار کا بغض وعناد ظاہر ہوتا تھا۔

یہ نبوت کا دوسرا سال تھا۔ ایک دن نبی مکرم ﷺ صفا کی پہاڑی کے نزدیک لوگوں کو دعوت توحید دے رہے تھے۔ اسی اثنا میں ابوجہل کا ادھر سے گزر ہوا۔ اس کے ساتھ اس کے تین دوسرے مشرک ساتھی عدی بن الحمرا، ابن الاصدا و اور اسود بن عبدالاسد بن ہلال بھی تھے۔ اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو اس کے سینے میں کینہ و عداوت کی آگ بھڑک اُٹھی۔ اس بدبخت انسان نے ایذا پہنچانے کے لیے نہ صرف آپ ﷺ کی ذات گرامی پر سب وشتم کے تیر برسانے شروع کر دیے بلکہ دین اسلام کے خلاف یاوہ گوئی بھی شروع کر دی۔ سراپا حلم ووقار آقا کریم ﷺ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا لیکن اس پر ابوجہل کا غصہ اور تیز ہو گیا۔ اس نے آپ ﷺ کے سر پر ایک پتھر دے مارا جس سے ایسی چوٹ آئی کہ خون بہہ نکلا۔ دل کا غبار نکال کر ابوجہل صحنِ حرم میں اپنے دوستوں کی محفل میں جا بیٹھا۔ حضور ﷺ نے اس کی ہرزہ سرائی اور اذیت رسانی پر کمال ضبط و برداشت اور صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا اور خاموشی سے اپنے گھر تشریف لے گئے۔ بنوتمیم کے رئیس عبداللہ بن جدعان کا گھر کوہِ صفا کے قریب تھا۔ یہ شخص سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قریبی رشتہ دار تھا۔ اس کی ایک (آزاد کردہ) لونڈی نے یہ سارا دردناک واقعہ دیکھا۔ (یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ یہ خاتون کافر تھی یا مسلمان) وہ اس واقعہ سے بہت مغموم ہوئی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس دن حسب معمول جنگل میں شکار کے لیے گئے ہوئے تھے۔ آپ چاشت کے وقت ایک کامیاب شکاری کی طرح کمان حائل کیے ہوئے شاداں وفرحاں واپس آ رہے تھے۔ ان کا یہ معمول تھا کہ شکار سے واپسی پر پہلے حرم شریف میں حاضر ہو کر بیت اللہ شریف کا طواف کرتے، پھر صحن میں قریش کے معززین کی الگ الگ جمی محفلوں میں جاتے اور سب سے مزاج پرسی کرتے۔ اس دن بھی وہ اسی

ارادے سے حرم شریف کی طرف جا رہے تھے، جب کوہِ صفا کے پاس سے گزرے تو عبداللہ بن جدعان کی وہ لونڈی ان کا راستہ روک کر کھڑی ہوگئی جس نے ابوجہل کا ظلم و ستم اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

''اے ابوعمارہ! آج آپ کے بھتیجے کے ساتھ ابوالحکم عمرو بن ہشام (ابوجہل) نے بڑا وحشیانہ سلوک کیا ہے...... پہلے ہذیان بکتا رہا، جب حضور ﷺ نے خاموشی اختیار کیے رکھی تو ایذا رسانی اور مار پیٹ شروع کر دی۔'' الغرض اس لونڈی نے پورا قصہ گوش گزار کر دیا۔

یہ سنتے ہی حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رگِ حمیت و ناموس قرابت پھڑک اُٹھی اور آگ بگولا ہو کر بپھرے ہوئے شیر کی طرح ابوجہل کی تلاش میں نکل پڑے۔ آج تو سب یہ دیکھ کر حیران تھے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیفیت بالکل بدلی ہوئی ہے۔ انھوں نے کسی سے گفتگو کی نہ کسی کا مزاج پوچھا۔ وہ تو صرف ابوجہل کو تلاش کر رہے تھے تاکہ اسے اپنے بھتیجے سے بدتمیزی کرنے کا مزا چکھا سکیں۔ اسی اثنا میں ان کی نظر ابوجہل پر پڑ گئی جو اس وقت حرم شریف میں اپنے قبیلے کی محفل میں بیٹھا غرور سے گردن اکڑائے اپنا غلیظ کارنامہ سنا رہا تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لپک کر اس کے سر پر جا کھڑے ہوئے اور تاریخی جملہ بولا:

''او سرین پر خوشبو لگانے والے بزدل! تو میرے بھتیجے کو گالی دیتا ہے حالانکہ مَیں بھی اسی کے دین پر ہوں۔'' اس کے بعد اپنی کمان اس زور سے اُس کے سر پر ماری کہ خون کا فوارہ پھوٹ پڑا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غصے سے گرجتے ہوئے مزید بولے۔ ''تیری یہ جرأت کہ تو میرے بھتیجے کو گالیاں دے حالانکہ میں نے اس کا دین قبول کر لیا ہے۔ اگر تجھ میں ہمت ہے تو آ اور مجھے روک کر دکھا۔''

بنو مخزوم کے لوگ اپنے سردار کی اس رسوائی پر سیخ پا ہو گئے۔ وہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑنے کے لیے اٹھے اور بولے:

''حمزہؓ! ہم اس کے سوا کچھ نہیں دیکھتے کہ تم صابی ہو گئے ہو۔''

انھوں نے قہر آلود نگاہوں سے انھیں دیکھا اور فرمایا۔

''تمھارا ناس ہو، جب دین اسلام کی حقانیت مجھ پر ظاہر ہو گئی تو کون سی چیز مجھے اس سے باز رکھ سکتی ہے؟ ہاں! میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو کچھ وہ کہتے ہیں، وہ سب حق ہے۔ اللہ کی قسم! اب میں اس سے پھر نہیں سکتا، اگر تم سچے ہو تو مجھے روک کر دیکھ لو۔''

ابو جہل بڑا مکار تھا۔ اسے معلوم تھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے شیر دل سے مقابلہ ان گیدڑوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ کئی لوگ مفت میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ اس لیے وہ اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوا۔

''ابو عمارہ کو کچھ نہ کہو۔ اللہ کی قسم! غلطی میری ہے۔ میں نے اس کے بھتیجے سے بدسلوکی کی تھی۔'' یہ سن کر وہ لوگ پیچھے ہٹ گئے اور انھیں حضرت حمزہؓ کو کچھ کہنے کی جرأت نہ ہوئی۔

اس موقع پر ہم عبداللہ بن جدعان کی اس لونڈی کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہیں جو کمزور اور ناتواں ہونے کی وجہ سے ابو جہل کو تو کچھ نہ کہہ سکی مگر اس نے نہایت شاندار کردار کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضرت حمزہؓ کو سارا واقعہ گوش گزار کیا۔ وہ جانتی تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریبی رشتہ داروں میں سے صرف سیدنا حضرت حمزہؓ ہی ہیں جو ابو جہل کی سرکوبی کر سکتے ہیں۔ یہ بات بھی نہایت اہم ہے کہ مذکورہ واقعہ کے بعد یہ خاتون موقع پر موجود رہی اور کافی دیر تک حضرت حمزہؓ کے آنے کا انتظار کرتی رہی۔ علاوہ ازیں توجہ طلب اور قابل تحسین بات یہ بھی ہے کہ اس خاتون کی ہمدردانہ شکایت ہی سیدنا حضرت حمزہؓ کے قبول اسلام کا سبب بنی۔

سیرۃ ابن ہشام، مستدرک حاکم اور عیون الاثر میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غیظ وغضب ان الفاظ میں مروی ہے:

❑ ''فاحتمل الغضب لما اراداللّٰہ بہ من کرامتہ

حضرت حمزہؓ غصہ میں آ گئے، اس لیے کہ اللہ نے ان کو کرامت اور شرف عطا کرنے کا ارادہ فرمایا۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں، اس کے دل میں اپنے دشمنوں کے لیے غیظ وغضب ڈال دیتے ہیں۔ ایمان کا ترازو اس وقت ہی برابر رہتا ہے جب اس کا دایاں پلڑا "اللہ کے لیے محبت" اور بایاں پلڑا "اللہ کے لیے دشمنی" سے بھرا رہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: **من احب للّٰہ و ابغض للّٰہ فقد استکمل الایمان** (سنن ابی داؤد رقم الحدیث **4681**) یعنی جس نے کسی سے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ کے لیے بغض رکھا تو اس نے ایمان مکمل کر لیا۔ حب فی اللہ اور بغض فی اللہ میں تلازم ہے، ایک کا دوسرے سے انفکاک اور انفصال ناممکن اور محال معلوم ہوتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ کبھی حب فی اللہ کا ظہور پہلے ہوتا ہے اور کبھی بغض فی اللہ کا۔ نیز حب فی اللہ مقصود بالذات ہے اور بغض فی اللہ مقصود بالعرض ہے۔ اس لیے حب فی اللہ کا ترازوِ ایمان کے دائیں پلڑے میں اور بغض فی اللہ کا بائیں پلڑے میں رکھا جانا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے کیا خوب فرمایا: **تاجدارِ مدینہ ﷺ کے ساتھ کمالِ محبت کی یہ علامت ہے کہ سید دو عالم ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ کمال بغض و عداوت ہو۔** (قول حضرت مجدد الف ثانیؒ مکتوب **65**)

ہم یہاں یہ تبصرہ کرنے میں حق بجانب ہوں گے کہ اگرچہ غیرت وحمیت کی یہ مثال حضرت حمزہؓ کے اسلام لانے کا سبب بنی لیکن اس بات سے بھی چشم پوشی نہیں برتی جا سکتی کہ بنی ہاشم حضور نبی کریم ﷺ کی مدد اور نصرت کرنے پر متفق تھے اور اس معاملے میں وہ ایک کنبے کے مانند تھے۔ بنی ہاشم کا آپ ﷺ کی مدد پر متفق ہونا دراصل آپ کی مدد کے لیے من جانب اللہ تدبیر تھی کہ آپ ﷺ کے مذہبی مخالف رشتہ دار غیرت کی وجہ سے آپ کی دعوت میں شریک تھے۔ انھوں نے آپ ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا تھا بلکہ وہ آپ کے گرد مضبوط حصار قائم کیے ہوئے تھے اور آپ کے طرفدار بن گئے تھے، یہاں تک کہ شعب ابی طالب میں بھی آپ کے ساتھ تھے۔ البتہ ابولہب کا معاملہ مختلف ہے،

وہ کسی تردد کے بغیر اپنی قوم کو چھوڑ کر قریش کے ساتھ مل گیا تھا اور ایسا اس لیے تھا کہ قریش اور اس کی عادات و خصائل ایک جیسے ہی تھے۔ حضرت حمزہؓ کا اسلام قبول کرنا بھی اگر چہ غیرت اور اپنی قوم کی طرفداری کی ایک مثال ہے لیکن انھوں نے اپنے آباء و اجداد کے عقائد سے فوراً ہاتھ کھڑے کر کے انھیں نہیں چھوڑا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے وقت میں انھیں ہدایت ملی تھی جس کا اللہ تعالیٰ کو بہتر علم تھا اور وہ وقت ابو جہل کی ذلت و رسوائی کا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ابو جہل کی تدبیر کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ذریعے اسی پہ الٹ دیا تھا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی اسلام کے ذریعے سرفرازی لکھی تھی اور ابو جہل کی ناکامی اس کے کفر و عناد کی وجہ سے اس کی تقدیر میں لکھی جا چکی تھی، اس لیے انتہائی مناسب وقت اور موزوں گھڑی میں انھوں نے اللہ کی توفیق سے اسلام قبول کیا اور ابو جہل کی موت تک اس کی سرکشی کو روکتے رہے۔

آپ کے لبوں سے آتش فشاں پہاڑ کی طرح حق پھوٹا۔ چنانچہ آپ نے قریش کے سردار سے پہلی اور آخری بات یہی کہی کہ تم محمد ﷺ کو برا بھلا کہتے ہو، تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں بھی ان کے دین میں داخل ہو چکا ہوں، اگر طاقت ہے تو میرا مقابلہ کر کے دکھاؤ۔ جس دن انھوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے دین پر ہونے کا اعلان کیا تھا، اس وقت یقیناً ان کے ذہن میں دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہوگی۔ ان کے دل و دماغ میں حق اور باطل کا معرکہ وقوع پذیر ہوا ہوگا، خیر اور شر باری باری ان کے سامنے آئے ہوں گے، ابلیس نے ان کے سامنے باطل کو مزین کیا ہوگا اور شر کی محبت بھی ان کے دل میں ڈالی ہوگی، جبکہ دوسری طرف رحمٰن نے ایمان کی طرف بڑھنے والے ان کے دل میں نور القا کیا ہوگا۔ چنانچہ انھوں نے ظلمت دے کر نور اور کفر دے کر ایمان لے لیا جیسا کہ ان کے رب نے ارادہ کیا تھا۔

جب حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو جہل کی سرکوبی کے بعد سرعام اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا تو اس وقت انھوں نے یہ تاریخی اشعار پڑھے۔

ذق یا ابا جھل بما عصیت
من امرک الظالم اذا مشیت
عز امرک الظلم اذا عنیت
لو کنت ترجو اللّٰہ ما شقیت
ستسعط الرغم بما اتیت
تؤذی رسول اللّٰہ اذ نھیت
ولا ترکت الحق اذ دعیت
ولا ھویت بعد ما ھویت
حتی تذوق الخوی قد لقیت
فقد شفیت النفس واشقیت

ترجمہ: ''اے ابوجہل! اپنی سخت مزاجی کا مزہ چکھو، تو نے جو ظالمانہ کارروائی کی تھی، اس کا نتیجہ بھگتو۔ جب تو نے زبردستی کی تو تیری ظالمانہ کارروائی سخت ہوگئی۔ اگر تو اللہ سے امید رکھے تو تُو بدبختی اور شقاوت سے بچ جائے۔ تیرے کرتوتوں کی وجہ سے تیری عزت خاک میں مل گئی ہے۔ تجھے روکا گیا ہے، اس کے باوجود تو رسول ﷺ کو ایذا دیتا ہے۔ جب مجھے دعوت دی گئی تو میں نے حق سے منہ نہ پھیرا اور میں نفس کی خواہشات کا غلام نہیں بنا جب کہ تو راہ حق سے ہٹ چکا ہے۔ حتیٰ کہ تو نے سر کی چوٹ کا مزا چکھا جس کی وجہ سے تیرا سر خون سے خالی ہوگیا ہے۔ تو نے شفا طلب کی لیکن شفا نہ پائی''۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سب کچھ قریبی رشتہ داری کے جوش میں کیا۔ ابوجہل سے اپنے پیارے بھتیجے کا بدلہ بھی لے لیا اور اپنے مسلمان ہونے کا اعلان بھی کر دیا لیکن جب گھر واپس آئے تو شیطان ان کے پاس آیا اور کہنے لگا:

''حمزہؓ! یہ تو نے کیا کر دیا۔ فرطِ غضب میں اتنا دور چلا گیا کہ اپنے آبا و اجداد کے عقائد کو سوچے سمجھے بغیر ترک کر کے ایک نیا دین قبول کر لیا۔ ارے تو نے جلد بازی میں غلط فیصلہ کر دیا۔''

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گومگو کی کیفیت میں تھے۔ انھیں کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کریں، کیونکہ انھیں یہ بات اپنی شان کے سراسر خلاف معلوم ہوئی کہ انھوں نے ایک ایسا دین قبول کرلیا ہے جس کے بارے میں انھوں نے پوری طرح غور وخوض ہی نہیں کیا۔ پوری رات کروٹیں بدلتے ہوئے گزری۔ ایسی اضطراب انگیز اور پریشان کن رات انھوں نے آج تک نہیں گزاری تھی اور ایسے ذہنی کرب سے انھیں کبھی پالا نہیں پڑا تھا۔ جب صبح ہوئی تو کعبہ معلیٰ میں گئے اور نہایت تضرع و زاری کے ساتھ بارگاہ ایزدی میں مناجات کی۔

- **اللھم! ان کان رشدا فاجعل تصدیقه فی قلبی**

''اے اللہ! اگر یہ ہدایت ہے تو میرے دل میں اس کی تصدیق اُجاگر کردے۔''

اس دعا کا ان پر یہ اثر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام باطل توہمات ان کے دل سے خارج کردیئے اور انھیں یقین اور ایمان کی دولت سے سرفراز فرمایا۔

دیے کا بجھنا شبنم کا گرنا کلیوں کا رونا
یہ سبھی مرحلے ہیں ہنگامِ صبح سے پہلے

پھر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضری دی اور اپنی دلی کیفیات سے آگاہ کرتے ہوئے عرض کی:

''اے میرے بھتیجے! میں ایک ایسی مشکل میں گرفتار ہوں جس سے نکلنے کا راستہ میں نہیں جانتا اور ایسی بات پر قائم رہنا بھی میرے لیے مشکل ہے جس کے بارے میں مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ ہدایت ہے یا گمراہی، اس لیے مجھے اس کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایئے۔ میرے بھتیجے! میری خواہش ہے کہ آپ (ﷺ) اس سلسلے میں میری کچھ راہنمائی فرمائیں۔''

حضور نبی مکرم ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بے تاب دل پر توجہ فرمائی اور دل میں اتر جانے والے انداز میں اسلام کا بنیادی تعارف کرایا۔ حضور ﷺ نے ان کے لیے قبولِ حق اور دین پر استقامت کی دعا فرمائی۔ آپ ﷺ نے انھیں بلیغ

پیرائے میں اسلام کی حقانیت سمجھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا خوف دلایا اور قبولِ حق کے صلے میں جنت کی بشارت دی۔ حضور ﷺ کے ارشادات سن کر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل یقین و ایمان کے نور سے بھر گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی حقانیت اور صداقت ان پر خوب منکشف ہوگئی۔ ان کے مقدر کا ستارہ اوجِ ثریا پر چمکنے لگا اور محبتِ رسول ﷺ آنکھوں میں غیرتِ ایمانی کا چراغ بن کر جل اٹھی۔ سارے حجابات اٹھ گئے، ساری ظلمتیں کافور ہوگئیں، شک، تردد اور تذبذب کا غبار چھٹ گیا، دل کی دنیا نورِ ایمان سے جگمگانے لگی، دل ایمان کی کرنوں سے روشن ہوا اور وہ پکار اٹھے:

❑ **اشهد انک الصادق شهادة الصدق العارف، فاظهر يا ابن أخي! دينک، فوالله! ما أحب ان لي ماأظلته السماء وأني على ديني الاول.**

''یا رسول اللہ ﷺ! میں دل کی گہرائیوں سے گواہی دیتا ہوں کہ آپ (ﷺ) سچے ہیں۔ تصدیق کرنے والے اور پہچاننے والے کی بھی گواہی دیتا ہوں۔ اے میرے بھائی کے فرزند! آپ (ﷺ) اپنے دین کا اظہار فرماتے رہیے۔ خدا کی قسم! میں اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ میں اپنے پہلے دین کی طرف واپس لوٹ جاؤں، خواہ مجھے ہر وہ نعمت دے دی جائے جس پر آسمان سایہ فگن ہے۔''

سیدنا حضرت حمزہؓ اسلام لانے والے سابقون الاولون مردوں میں سے انتالیسویں (39) فرد تھے۔ آپؓ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے دوسرے سال مسلمان ہوئے جبکہ بعض سیرت نگاروں کے مطابق آپ نے پانچویں سال اسلام قبول کیا۔ یہاں ایک بات بہت اہم ہے کہ اکثر صحابہ کرامؓ کے قبول اسلام کے واقعات نہایت روح پرور اور ایمان افروز ہیں۔ کچھ ہدایت کے منتظر تھے، لہٰذا ہدایت آئی تو مسلمان ہوگئے۔ کچھ معجزات دیکھ کر مسلمان ہوئے۔ کچھ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر کر مسلمان ہوئے۔ کچھ بشارتوں کو سن کر حصول جنت کے لیے مسلمان ہوئے۔ کچھ آپ ﷺ کے صادق وامین اور اولوالعزم کردار کو دیکھ کر مسلمان ہوئے۔ کچھ آیات قرآنی کی تلاوت کا دل میں اثر پا کر مسلمان ہوئے لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے شیر اور شہیدوں کے سردار حضرت حمزہؓ

صرف اور صرف حضور نبی کریم ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کی خاطر مسلمان ہوئے۔ چنانچہ انھیں ''اوّلین مجاہد تحفظ ناموس رسالت ﷺ'' ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

معروف سیرت نگار قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ اپنی کتاب ''رحمۃ للعالمین'' میں تحریر کرتے ہیں: ''سیدنا حضرت حمزہؓ، ابوجہل کو سر میں کمان مارنے کے بعد نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے بھتیجے! کیا تو خوش ہے کہ میں نے تمھاری طرف سے ابوجہل سے بدلہ لے لیا ہے۔ نبی اعظم ﷺ نے فرمایا: (چچا جان) میں اس طرح خوش نہیں ہوتا جب تک کہ آپ اسلام قبول نہ کر لیں۔ چنانچہ حضرت سیدنا حمزہؓ نے اسی وقت اپنے قبول اسلام کا اعلان کر دیا۔''

سیدنا حمزہؓ بھی ان عظیم لوگوں میں سے تھے جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت عطا فرمائی۔ آپؓ کے ایمان لانے سے مشرکین مکہ پر ایک رعب و دبدبہ طاری ہو گیا۔ وہ اچھی طرح سمجھ گئے کہ اب رسول اللہ ﷺ کو قوت و حمایت حاصل ہو گئی ہے۔ اب حمزہؓ ان کی حفاظت کریں گے۔ چنانچہ بے بس اور کمزور مسلمانوں پر ان کی ستم رانیوں میں نمایاں کمی واقع ہو گئی۔

سید الشہدا اسد اللہ و اسد الرسول حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کے ساتھ حضور سرورِ کائنات ﷺ کی محبتوں کا کوئی شمار ہے نہ کنار۔ حضرت حمزہؓ صرف مردِ رزم ہی نہیں، جانِ بزم بھی تھے۔ آپؓ کا شمار اعلیٰ پائے کے عرب شعراء میں ہوتا تھا۔ پیارے بھتیجے ﷺ کے لیے اُنؓ کی اس ندائے محبت کو تا قیامت مسلمانوں کی صدائے دل کا درجہ حاصل رہے گا۔ انھوںؓ نے ایمان لانے کی خوشی میں شکرانے کے طور پر نہایت بلند پایہ اشعار کہے، آیئے! ان سے آپ بھی لطف اٹھائیں۔

حمدت اللّٰہ حین ھدی فؤادی
الی الاسلام والدین الحنیف
لدین جاء من رب عزیز
خبیر بالعباد بھم لطیف

اذا تلیت رسائله علینا
تحدر مع ذی اللب الحصیف
واحمد مصطفیٰ ﷺ فینا مطاع
فلا تغسوه بالقول العنیف
فلا واللّٰہ نسلمهٔ لقوم
ولما نقض فبهم بالسیوف
و نترک منهم فتلی بقاع
لورد الطیر کالورد العکوف
رسائل جاء احمد من هداها
بایات مبینة الحروف

ترجمہ: ’’میں اللہ تعالیٰ کی تعریف بجالاتا ہوں اور اس کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے میرے دل کو اسلام قبول کرنے کے لیے ہدایت دی جو دین حنیف ہے۔ اس مبارک دین کی طرف جو ربِ کریم کی طرف سے آیا ہے، جو غلبہ والا ہے، جو اپنے بندوں کے حالات سے باخبر اور ان کے ساتھ لطف و احسان فرمانے والا ہے۔ جب اس کی آیتیں ہمارے سامنے تلاوت کی جاتی ہیں تو ہر عقل منداور زیرک انسان کے آنسو بے اختیار ٹپکنے لگتے ہیں۔ حضرت احمدِ مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے مخدوم اور مطاع ہیں۔ آپ ﷺ کے ہر حکم کی تعمیل کی جاتی ہے۔ لہٰذا کوئی شخص ان کے سامنے نا ملائم لفظ بھی منہ سے نہ نکالے۔ اللہ کی قسم! ہم آپ ﷺ کو کسی قوم کے سپرد نہیں کریں گے جب تک کہ تلواروں کے ساتھ ان کا فیصلہ نہ چکا دیں۔ ہم ان کے مقتولوں کو ایک میدان میں چھوڑ دیں گے جن کے اردگرد پرندے منڈلاتے ہیں جس طرح پرندوں کے جھنڈ مردار کے گرد جمع ہوتے ہیں۔ یہ وہ باعظمت احکام ہیں جو ہدایت کے لیے احمد مجتبیٰ ﷺ لے کر آئے ہیں۔ ایسی روشن آیات جن کے ہر حرف میں ہدایت ہے۔‘‘

جناب حفیظ جالندھریؒ نے ’’شاہنامہ اسلام‘‘ میں اس سارے واقعہ کا کیا

خوبصورت نقشہ کھینچا ہے:۔

شجاع نامور فرزند عبدالمطلب حمزہؓ

وہ عمِ مصطفیٰ عالی نسب والا حسب حمزہؓ

وہ حمزہؓ جس کو شاہِ شہسوارانِ عرب کہیے

جسے جان عرب لکھیے جسے شانِ عرب کہیے

مشیت تھی کہ ان کے دَم سے تقویت ملے حق کو

مٹے باطل سے شان ظاہری، شوکت ملے حق کو

چلے آتے تھے اک دن دشت سے وہ پشتِ توسن پر

شجاعت اور جلال ہاشمی تھا اپنے جوبن پر

سوئے خانہ چلے جاتے تھے رستے میں یہ سن پایا

بھتیجے کو مرے، ابوجہل نے صدمہ ہے پہنچایا

یہ سن کر جوش خوں سے روح میں غیظ و غضب دوڑا

پلٹ کر سوئے کعبہ ابنِ عبدالمطلب دوڑا

وہاں بوجہل اپنے ساتھیوں میں گھِر کے بیٹھا تھا

مثیل ابرہہ تھا ہاتھیوں میں گھِر کے بیٹھا تھا

کیا حمزہؓ نے نعرہ ''او ابوجہل او خر بزدل!

محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین میں اب میں بھی ہوں شامل

سنا ہے میں نے تو میرے بھتیجے کو ستاتا ہے

ہمیشہ گالیاں دیتا ہے اور فتنے اٹھاتا ہے

اگر کچھ آن رکھتا ہے تو آ میرے مقابل ہو

کہ تیری بد زبانی کا چکھا دوں کچھ مزا تجھ کو

بلا لے ساتھ اپنے ان حمایت کرنے والوں کو

ذرا میں بھی تو دیکھوں ان کمینوں کو رذالوں کو'

یہ کہہ کر گھس پڑے حمزہؓ گروہ بدسگالاں میں
گریباں سے پکڑ کر کھینچ لائے اس کو میداں میں
کماں تھی ہاتھ میں وہ سر پہ نانہجار کے ماری
گرا بوجہل سر سے ہوگیا ناپاک خوں جاری
سبھی دبکے کھڑے تھے چھا گیا تھا ایک سناٹا
مگر حمزہؓ نے کھا کر رحم اس کا سر نہیں کاٹا
کہا ''گر آج سے میرے بھتیجے کی طرف دیکھا
تیرے ناپاک چمڑے میں شتر کی لید بھر دوں گا''
یہ کہہ کر چل دیے، مشرک بھلا کیا ٹوک سکتے تھے
کہیں روباہ بھی اس شیرِ نر کو روک سکتے تھے
ابو جہل اس لیے دبکا پڑا تھا فرش کے اوپر
مبادہ واپس آ کر قتل کر دے عم پیغمبر ﷺ
یہاں سے جا کر حمزہؓ جلد تر ایمان لے آئے
بھتیجے کے وسیلے سے چچا نے مرتبے پائے

اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اسلام کی محبت کے نقوش ان کے دل میں بٹھا دیے اور انھیں ایمان کی دولتِ جاوید سے مالا مال کر کے انسانی ترقی کے ساتویں آسمان پر پہنچا دیا۔

اسلام کی حقانیت کا ایک اور ثبوت حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام قبول کرنا ہے، کیونکہ ان جیسے مردِ میدان، بہادر، نڈر اور قریش کے معزز جوان کا کسی لالچ کے بغیر اسلام قبول کرنا ایک نا قابل تردید دلیل ہے۔ یہ نبی مکرم ﷺ کا ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ یاد رہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے دین کو قوت وشوکت عطا فرمائی۔ ان کا قبولِ اسلام ایک شخصیت کا قبولِ اسلام نہیں بلکہ ایک عہد اور ایک تاریخ کا قبولِ اسلام تھا۔ اس شخصیت نے اسلامی تاریخ میں جو رنگ بھرا اور ان کی وجہ سے اسلام کو جو تقویت ملی، اس کی مثال نہیں ملتی۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبولِ اسلام کی خبر ایسی نہ تھی جو ٹھنڈے دل سے سنی جاتی۔ اس خبر کے عام ہوتے ہی پورے مکہ میں سناٹا چھا گیا اور بت پرست حلقوں میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ ایسا لگتا تھا کہ گویا چمنِ استبداد اجڑ گیا ہو۔ قریش نے محسوس کر لیا تھا کہ نبوت کے سلطان عالی مرتبت ﷺ کا عز و وقار بڑھ گیا ہے۔ اب حمزہؓ ان کی طرف سے ضرور مزاحمت کریں گے، اس لیے آپ ﷺ کی مخالفت اور ایذا رسانی سے قدرے ہچکچانے لگے۔ یہ اسلام کا وہ زمانہ تھا کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ارقم بن ابی الارقمؓ کے مکان میں قیام پذیر تھے اور مومنین کا حلقہ صرف چند کمزور اور ناتواں ہستیوں پر محدود تھا، لیکن حضرت حمزہؓ کے آتے ہی دفعتاً حالت بدل گئی اور کفار کی مطلق العنان دست درازیوں اور ایذا رسانیوں کا کافی حد تک سدباب ہو گیا کیونکہ ان کی شجاعت و جانبازی کا پورا مکہ لوہا مانتا تھا۔

قبولِ اسلام کے بعد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا زیادہ تر وقت دارِارقم میں آپ ﷺ کی خدمت میں گزرنے لگا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ننگی تلوار ہاتھ میں لیے دارارقم آئے تو سب ڈر رہے تھے، لیکن حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''مت ڈرو۔ دروازہ کھول دو۔ عمر اندر داخل ہو کر اگر دربارِ مصطفیٰ ﷺ کے آداب کا خیال رکھے گا تو ہم بھی اس کی تکریم کریں گے اور اسے خوش آمدید کہیں گے۔ لیکن اگر اس کی نیت میں ذرا سا بھی فتور محسوس ہوا تو اس کی تلوار چھین کر اس کا سر اڑا دیا جائے گا۔''

حفیظ جالندھری نے اس منظر کو کچھ اس طرح سے بیان کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ تھے اس دم مقیم خانہ ارقم
حضوری میں جناب حمزہؓ و بوبکرؓ تھے ہمدم
نحیف و ناتواں کچھ اور اہل اللہ بیٹھے تھے
خدا سے لو لگائے، دو جہاں کے شاہ بیٹھے تھے
عمرؓ آئے مسلح، آ کے دروازے پہ دی دستک
اسی انداز میں تھے ہاتھ میں تلوار تھی اب تک

صحابہؓ نے جوں ہی سوراخ میں سے جھانک کر دیکھا
چمک تلوار کی آئی نظر روئے عمرؓ دیکھا
صحابہؓ میں سے اکثر ڈر گئے اس رنگِ ظاہر سے
عمرؓ کا دبدبہ کچھ کم نہ تھا اک فوج قاہر سے
رسول اللہ ﷺ سے آ کر عرض کی اک طرفہ ساماں ہے
عمر در پر کھڑے ہیں ہاتھ میں شمشیر براں ہے
کہا حمزہؓ نے جاؤ جس طرح آتا ہے آنے دو
اسے اندر بلاؤ جس طرح آتا ہے آنے دو
ادب ملحوظ رکھے گا تو خاطر سے بٹھائیں گے
نمونہ اس کو ہم خلق محمد ﷺ کا دکھائیں گے
اگر نیت نہیں اچھی، تو اس کو قتل کر دوں گا
اسی کی تیغ سے سر کاٹ کر چھاتی پہ دھر دوں گا
رسول اللہ ﷺ سن کر مسکرائے اور فرمایا
''بلا لو دیکھ لیں کس دھن میں ہے ابنِ خطاب آیا''

ابونعیم نے 'الدلائل' میں اور ابنِ عساکر نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا۔

''آپ کو کس وجہ سے فاروق (حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا) کا نام عطا کیا گیا؟''

انھوں نے جواب دیا۔

''حضرت حمزہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مجھ سے تین دن پہلے اسلام قبول کر چکے تھے۔ میں باہر نکلا تو مجھے نعیم بن عبداللہؓ ملے۔ (یہ مسلمان ہو چکے تھے لیکن انھوں نے اپنی قوم کے ڈر سے اپنا اسلام چھپا رکھا تھا۔) انھوں نے مجھ سے پوچھا: ''کہاں کا ارادہ ہے؟'' میں نے ان سے کہا۔

''کیا تم نے اپنے آبا و اجداد کا دین چھوڑ کر محمد (ﷺ) کا دین اپنا لیا ہے؟''

انھوں نے جواب دیا۔

''اگر میں نے ایسا کیا ہے تو یہ کون سی بات ہے؟ کیونکہ یہ کام تو انھوں نے بھی کیا ہے جن پر تمھارا حق زیادہ ہے۔''

میں نے پوچھا۔

''وہ کون ہیں؟''

انھوں نے جواب دیا۔

''تمھاری بہن فاطمہؓ بنت خطاب اور بہنوئی سعیدؓ بن زید بن عمرو۔''

میں ان کی طرف گیا تو گھر میں سے تلاوت کی دھیمی سی آواز سنی۔ میں گھر میں داخل ہوا اور کہا۔

''کیا پڑھ رہے تھے؟''

بہر حال تھوڑی دیر گفتگو ہوئی، حتیٰ کہ میں نے اپنی ہمشیرہ کا سر پکڑ کر اسے مارنا شروع کر دیا اور لہولہان کر دیا۔ میری ہمشیرہ اٹھ کھڑی ہوئی اور کہا۔

''تم جتنے بھی چاہے ستم ڈھالو، ہم یہ دین نہیں چھوڑیں گے۔''

جب میں نے خون دیکھا تو مجھے شرمندگی ہوئی اور ترس آ گیا۔ میں نے کہا۔

''اچھا! مجھے وہ کتاب دکھاؤ۔''

یہ بات سن کر میری بہن فاطمہؓ کو میرے اسلام لانے کی اُمید پیدا ہوگئی۔ وہ کہنے لگیں، ''بھائی جان! تم شرک پر ہونے کی وجہ سے پلید ہو، اس صحیفے کو تو صرف پاک لوگ ہی چھوتے ہیں، اس لیے اُٹھو اور پہلے غسل کرو۔''

میں اُٹھا اور غسل کیا۔ اس کے بعد میری بہن نے مجھے وہ صحیفہ دے دیا۔ میں نے سورۂ طٰہٰ پڑھنی شروع کی اور اس آیت مبارکہ تک قرات کی:

❑ **اننی انا اللّٰہ لآ الٰہ الا انا فاعبدنی و اقم الصلوٰۃ لذکری o ان الساعۃ اٰتیۃ اکاد اخفیھا لتجزی کل نفس بما تسعی o فلا یصدنک عنھا من لا یؤمن بھا و اتبع ھوٰہ فتردی o (طٰہٰ: 14 تا 16)**

ترجمہ: یقیناً میں ہی اللہ ہوں۔ نہیں ہے کوئی معبود میرے سوا، پس تو میری عبادت کیا کر اور ادا کیا کر نماز مجھے یاد کرنے کے لیے۔ بے شک وہ گھڑی (قیامت) آنے والی ہے، میں اُسے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تا کہ بدلہ دیا جائے ہر شخص کو اُس کام کا جس کے لیے وہ کوشاں ہے۔ پس ہرگز نہ روکے تجھے اُس (کو ماننے) سے وہ شخص جو نہیں ایمان رکھتا، اُس پر اور پیروی کرتا ہے اپنی خواہش کی ورنہ تم بھی ہلاک ہو جاؤ گے۔

یہ آیات مقدسہ پڑھتے ہی میں بول اُٹھا:

ما احسن هذا الكلام و اكرمه!

''یہ کتنا اچھا اور کس قدر معزز کلام ہے!''

سیدنا حضرت خبابؓ بن ارت وہاں چھپے ہوئے تھے۔ (جو حضرت عمرؓ کی بہن اور بہنوئی کو قرآن مجید کی تعلیم دینے کے لیے آئے تھے) جب انھوں نے میری زبان سے یہ کلمات سنے تو فوراً باہر نکل آئے اور کہنے لگے: ''عمر! اللہ کی قسم! میں اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں اپنے نبی ﷺ کی دعا کے ساتھ خاص کر لیا ہے۔ میں نے گزشتہ روز ہی حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

- **اللهم! ايد الاسلام بأبى الحكم بن هشام او بعمر بن الخطاب**

''اے اللہ! اسلام کو ابوالحکم (ابوجہل) بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعے سے مضبوط فرما''۔ عمر! اب تم اللہ کے دین کی خاطر جلدی کرو۔''

سیدنا خبابؓ کی یہ بات سن کر میں نے کہا: ''خباب! مجھے محمد (ﷺ) کا پتا بتاؤ تا کہ میں ان کے پاس جاؤں اور اسلام قبول کر لوں۔''

سیدنا خبابؓ نے کہا: ''رسول اللہ ﷺ صفا پہاڑی کے قریب ایک گھر ''دارارقم'' میں تشریف فرما ہیں۔ آپ کے ساتھ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت بھی ہے۔''

میں نے وہاں پہنچ کر دروازے پر دستک دی تو لوگ مجھے دیکھ کر خوف کے مارے اکٹھے ہو گئے۔

اس وقت حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے کہا۔

''تمھیں کیا ہو گیا ہے؟''

لوگوں نے کہا۔

''عمر آیا ہے۔''

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

''عمر آ گیا ہے تو کیا ہوا۔ اگر اچھی نیت سے آیا ہے تو فبہا، اور اگر بری نیت سے آیا ہے تو ہم اسے قتل کر دیں گے۔''

حضور اکرم ﷺ شور سن کر باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کی، ''اللہ کے رسول! میں تو آپ کی خدمت میں اس لیے آیا ہوں کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤں اور اس چیز پر بھی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر نازل ہوئی ہے۔'' اس کے ساتھ ہی میں یہ کہتے ہوئے حلقہ بگوش اسلام ہو گیا:

اشھدان لا الہ الا اللّٰہ واشھدان محمدا عبدہٗ ورسولہ

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے بلند آواز سے **''اللّٰہ اکبر''** کہا۔ جس سے گھر میں موجود تمام صحابہ کرامؓ کو معلوم ہو گیا کہ عمر نے اسلام قبول کر لیا ہے، چنانچہ صحابہ کرامؓ نے بھی بڑے زور سے **اللّٰہ اکبر** کہا۔ جس کی گونج پورے مکہ میں سنائی دی۔ پھر میں نے حضور نبی رحمت ﷺ سے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا۔

''کیوں نہیں۔''

میں نے عرض کیا۔

''پھر کس وجہ سے یہ چھپنا؟''

چنانچہ فوری فیصلے کے تحت ہم سب دو صفوں میں باہر نکلے۔ ایک صف کے

آگے آگے میں تھا جبکہ دوسری صف کے آگے آگے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ چلتے چلتے ہم بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے۔قریش نے مجھے اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غور سے دیکھا تو انھیں شدید دکھ اور صدمہ پہنچا۔اس دن حضور سرورکائنات ﷺ نے میرا نام 'فاروق' رکھا۔

جوار   حرم   سربعرش   مجید
کشید   ند   چوں   گرد   موکب   رسید

یعنی جب جلوس حرم کے نزدیک پہنچا تو حرم کی دیواروں کا سر فخر سے عرش تک جا پہنچا۔

سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کا قبول اسلام دراصل رسول اللہ ﷺ کی دعا کا نتیجہ تھا۔آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا فرمائی تھی:

❑ **اللھم! اعز الاسلام بأحب ھذین الرجلین الیک بابی جھل او بعمر بن الخطاب** (سنن ترمذی رقم الحدیث **3681**، مسند احمد بن حنبل **5696**)

''اے اللہ! ابوجہل اور عمر بن خطاب دونوں میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہے، اس کے ذریعے سے اسلام کو عزت عطا فرما۔''

راوی حدیث سیدنا عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو دونوں میں سے عمر بن خطابؓ زیادہ محبوب تھے۔حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے خاص طور پر حضرت عمر فاروقؓ کے لیے دعا مانگی تھی۔امی عائشہ صدیقہؓ ارشاد فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

❑ **اللھم! اعز الاسلام بعمر بن الخطاب خاصّہ** (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث **105**)

اے اللہ! خاص طور پر عمر کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا اور سیدنا عمر بن خطابؓ کو اپنے دین کے لیے چن لیا۔

یہاں ایک بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ جو حضرات حضرت حمزہؓ کے قبولِ

اسلام کے واقعہ میں حضرت عمرؓ کا تذکرہ نہیں کرتے اور جو حضرات حضرت عمرؓ کے اسلام میں آنے کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت حمزہؓ کے تذکرے کو چھوڑ جاتے ہیں، ایسا کر کے وہ بڑی اہم بات نظر انداز کر جاتے ہیں، کیونکہ ان دونوں حضرات کے واقعات میں بڑی زبردست مماثلت پائی جاتی ہے۔ جب ہم ان دونوں شخصیات کے واقعات پر گہری نظر ڈالتے ہیں تو وہ قریب قریب محسوس ہوتے ہیں۔

چنانچہ ہم حضرت حمزہؓ کے واقعات میں دیکھتے ہیں کہ کیسے آپ پر غصہ اور غیرت کی حالت طاری تھی جو انھیں اسلام کی طرف لے آئی اور انھیں اسلام قبول کرنے میں کوئی تردد بھی نہ ہوا۔ اس کے بعد انھوں نے اپنے اسلام کو بہترین بنا کر پیش کیا اور اللہ نے ان کے ذریعے اپنے رسول ﷺ اور مسلمانوں کو قریش کی تکالیف سے بچایا اور قریش جان گئے کہ اب حمزہؓ انھیں مسلمانوں پر ستم نہیں ڈھانے دیں گے۔

اسی نوعیت کا واقعہ حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں بھی ہے۔ رسم و رواج کی حفاظت، اپنی بہن فاطمہ بنت خطاب کے ان کی مرضی کے بغیر اسلام قبول کرنے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کے ساتھیوں کی اتباع کرنے پر شدید غصے کی حالت ان پہ طاری تھی۔ یہ واقعہ ان کی بہادری کی ایک بہترین مثال ہے۔ جب انھوں نے دعوت اور صاحب دعوت کی حقانیت کو پہچان لیا تو غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور وہ بہن اور بہنوئی کا دیا ہوا صحیفہ پڑھنے لگے۔ ناممکن تھا کہ ان جیسا شخص حق سے محروم رہ جائے۔ کہنے لگے: حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف میری رہنمائی کرو۔ دار ارقم بن ابی الارقم کا پتا بتایا گیا۔ انھوں نے دروازے پر اونچی آواز سے دستک دی۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ اصحاب رسول اللہ ﷺ نے خطرہ محسوس کیا۔ ان میں سے ایک نے دروازے کے سوراخ سے دیکھا تو سامنے عمر کھڑے تھے اور وہ جانتے تھے کہ عمر کون ہے۔ دعوت اسلام اور اسے قبول کرنے والوں کے خلاف ان کی شدت اور عداوت مشہور تھی۔

یہی وہ مقام ہے جہاں حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ کی مشترکہ صفات، خوبیوں اور مشابہت کا پتا چلتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ عزت دار، بہادر اور قوی تھے تو حضرت حمزہؓ

بھی انہی جیسی صفات رکھتے تھے۔ صحابہؓ نے کہا: یہ تو عمر ہیں۔ حضرت حمزہؓ بولے: عمر ہیں تو کیا ہوا، اگر وہ مسلمان ہونے کے لیے آئے ہیں تو ہم ان کا استقبال کریں گے وگرنہ اسی کی تلوار سے اسے قتل کر دیں گے۔ ان دونوں کی آوازیں حق کے مقابلے میں اٹھی تھیں اور ان دونوں کا انداز بھی ایک جیسا تھا۔ دونوں میں عجیب مشابہت پائی جاتی تھی، ہر طرح سے وہ دونوں ایک جیسے تھے۔

چنانچہ حضرت عمرؓ کے اوصاف بیان کیے جاتے ہیں کہ وہ مضبوط جسم والے، لمبے قد کاٹھ کے مالک بنو عدی کے مشہور نوجوان تھے جن سے مقابلے کی کسی میں جرأت نہیں تھی۔ آپ وہی آدمی تھے جنھیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ عمر تم توانا اور بہادر شخص ہو، کوشش کیا کرو کہ معمولی چیزوں پہ لوگوں سے تمھارا مقابلہ نہ ہو۔ دوسری طرف حضرت حمزہؓ کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ وہ مضبوط جسم والے، لمبے قد کاٹھ کے مالک قریش کے مشہور عزت دار نوجوان تھے۔ ان دونوں نے شعائر دین کے اظہار کے لیے رسول اللہ ﷺ کو باصرار راضی کیا۔ (اس لیے کہ حضور نبی کریم ﷺ نہایت زیرک اور معاملہ فہم قائد تھے اور اپنی مختصر جمعیت کو ہر ممکن نقصان سے بچانا چاہتے تھے اور ویسے بھی ابھی دعوت توحید ابتدائی مراحل میں تھی) چنانچہ مسلمان دو صفوں میں نکلے جن میں سے ایک صف میں حضرت حمزہؓ اور دوسری میں حضرت عمرؓ تھے۔ یہ اپنی نوع کے منفرد واقعات کی ایک زندہ مثال ہے۔

ان دونوں کی شہادت کا سبب مجھے ایک جیسا ہی لگتا ہے اگرچہ دونوں کی شہادت میں ایک لمبے عرصے کا وقفہ ہے۔ حضرت حمزہؓ کی شہادت وحشی بن حرب کے ہاتھوں ہوئی تھی۔ جنگ احد کے دن وحشی ان کو قتل کرنے کے لیے گھات لگا کر بیٹھا تھا۔ وہیں اس نے آپؓ کو اپنے نیزے کا نشانہ بنایا اور حضرت حمزہؓ زخم کھا کر فوراً زمین پر گر پڑے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کی شہادت اس نیزے کے زخم سے ہوئی تھی جو کہ مغیرہ کے غلام ملعون ابولؤلؤ فیروز مجوسی نے انھیں مارا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اس کا آقا مغیرہ مشکل کام کروا کر اس پر ظلم کرتا ہے۔ چنانچہ وہ شکایت لے کر امیر المومنین کے پاس آیا تا کہ وہ

اس سے کام کا بوجھ ہلکا کروائیں، تو حضرت عمرؓ نے اسے بھلائی کی نصیحت کی لیکن اس نے اپنی باطنی برائی اور بد بختی کی وجہ سے سمجھا کہ شاید امیر المومنین نے اسے ٹال دیا ہے اور اسے انصاف فراہم نہیں کیا۔ اسی وجہ سے اس نے انتقاماً آپؓ کو قتل کیا۔ پہلا قاتل اس لیے آیا تھا تاکہ نبی کریم ﷺ کے چچا کے قتل کے بدلے آزادی حاصل کرے اور وہ آپ کے چچا پر چھپ کر حملہ کرنے والا تھا، اور دوسرا قاتل ہمیشہ کی راحت اور کام سے خلاصی حاصل کرنے آیا تھا، اس نے بھی چھپ کر حملہ کیا۔ اللہ حضرت حمزہؓ سے راضی ہوا اور حضرت عمرؓ کو بھی اللہ کی رضا نصیب ہوئی۔ دونوں شہیدوں پر اللہ کا بے حد سلام ہو۔

ہجرت مدینہ تک حضرت حمزہؓ کا قیام مکہ مکرمہ ہی میں رہا۔ اس دوران آپ کمزور مسلمانوں کو قریش کے مظالم سے حتی المقدور نجات دلانے میں مصروف رہے۔ سیدنا حضرت حمزہؓ کے ایمان لانے کے بعد ہی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے مقام ابراہیم پر جہاں قریش کی بیٹھک جمی ہوئی تھی، بلند آواز میں سورۂ رحمٰن تلاوت کرنے کی ہمت کی۔ یہ الگ بات ہے کہ قریش نے انھیں مارا پیٹا مگر حضرت حمزہؓ کے آنے پر وہ بھاگ گئے۔ 7 ہجری میں مشرکینِ مکہ نے بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کا معاشی مقاطعہ کر دیا۔ اس وجہ سے ان سب کو شعب ابی طالب میں پناہ لینی پڑی۔ وہاں انھوں نے تین سال گزارے۔ یہ دور اس لحاظ سے بہت یادگار ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے خاندان والوں کو تبلیغ کرنے کا موقع مل گیا، لیکن دوسری طرف سے یہ دور بہت مشکلات اور مصائب سے پر تھا کیونکہ لوگوں کے پاس کھانے پینے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا۔ درختوں کے پتے اور گھاس کھا کر پیٹ کی آگ بجھائی جاتی تھی۔ نوبت یہاں تک آ پہنچی کہ اونٹ کے خشک چمڑے پانی میں بھگو بھگو کر کھائے جانے لگے۔ ان مصائب و آلام کے باوجود سرکار دو عالم ﷺ کے عزم میں کوئی لچک پیدا ہوئی اور نہ کسی دوسرے ساتھی نے کسی کمزوری کا اظہار کیا۔ رحمت عالم ﷺ پورے جوش و خروش سے اسلام کی تبلیغ میں مصروف رہتے اور متعدد خفتہ بختوں کے مقدر کو جگاتے رہتے۔ اس ابتلا و آزمائش کے دور میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سب کے ساتھ مصائب و آلام جھیلتے رہے۔

کفارِ مکہ کے مظالم روز بروز بڑھتے گئے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کا مکہ مکرمہ میں رہنا بہت مشکل ہوگیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے نبی مکرم ﷺ نے مسلمانوں کو پہلے حبشہ اور پھر مدینہ منورہ ہجرت کی اجازت دے دی۔ سیدنا حضرت حمزہؓ کا معاملہ یہ رہا کہ کبھی کسی کافر کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ ان کے سامنے آئے اور ان کو ایذا پہنچائے، اسی لیے انہیں ہجرت حبشہ کی ضرورت پیش نہ آئی۔ البتہ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کا جب حکم آگیا تو مکہ میں اپنا شخصی اثر ورسوخ رکھنے کے باوجود انہوں نے عام مسلمانوں کی طرح ہجرت کا فیصلہ کیا۔ حضرت حمزہؓ ان چند مسلمانوں میں شامل تھے، جنہوں نے علی الاعلان مدینہ کی طرف ہجرت کی اور کسی کافر کو جرأت نہ ہوئی کہ ان کا راستہ روک سکے۔ بعث نبوی ﷺ کے 13ویں سال حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ہجرت کی اور مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ وہاں آپؓ نے حضرت سعد بن خیثمہؓ کے مکان میں قیام فرمایا۔ ایک دوسری روایت کے مطابق آپؓ حضرت کلثوم بن ہدمؓ کے ہاں مقیم رہے جہاں آپ روزانہ وادی قبا سے باہر پہاڑوں پر چڑھ کر رسول اکرم ﷺ کا انتظار کرتے تھے۔ پھر حضور ﷺ خود بھی مدینہ طیبہ تشریف لے آئے اور یوں اسلام کے مدنی دور کا آغاز ہوگیا۔ اس دوران حبشہ جانے والے مسلمانوں نے بھی مدینہ منورہ کا رخ کرلیا۔ حبشہ سے مہاجرین کے مدینہ منورہ آنے سے پہلے حضور ﷺ نے مسلمانوں کے درمیان مواخات کا رشتہ قائم کر دیا۔ جیسے ہی کوئی مہاجر مدینہ میں وارد ہوتا، آپ ﷺ اسے کسی انصاری کا بھائی بنا کر ان دونوں کے درمیان مواخات کا رشتہ قائم کر دیتے۔ نبی مکرم ﷺ نے اپنا بھائی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور حضرت زید بن حارثہؓ کو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھائی قرار دیا۔ حضرت زیدؓ اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم مہاجر تھے لیکن آپ ﷺ نے ان میں گہری محبت دیکھتے ہوئے دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دے دیا۔ حضرت حمزہؓ کو حضرت زیدؓ سے اس قدر محبت تھی کہ جب آپؓ غزوات میں تشریف لے جاتے تو انھی کو ہر قسم کی وصیت کر کے جاتے تھے۔

❑ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوسعید خدریؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’قیامت کے روز مہاجرین سونے کے منبروں پر بیٹھیں گے اور گھبراہٹ سے محفوظ رہیں گے‘‘۔اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

❑ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ کے وصال کا وقت قریب آیا تو صحابہ کرامؓ نے عرض کی ’’یارسول اللہ ﷺ! ہمیں کوئی وصیت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ’’میں تمھیں مہاجرین میں سب سے پہلے ایمان لانے والوں، ان کی اولاد اور ان کے بعد آنے والوں (یعنی ان کی اولاد) کا ادب اور احترام کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ جو شخص ان کا ادب اور احترام نہیں کرے گا، اللہ تعالیٰ اُس کا فرض یا نفل کچھ بھی قبول نہیں فرمائے گا‘‘۔اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

❑ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ’’جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والی جماعت مساکین مہاجرین کی ہوگی، جو مصیبتوں اور آزمائشوں میں مبتلا رہے، جب کوئی حکم ملا، تو اسے سنا اور اس پر عمل کیا، ان میں سے اگر کسی کو بادشاہ وقت سے کوئی کام تھا تو موت تک وہ پورا نہ ہوسکا اور وہ خواہش اس کے دل میں ہی رہی۔ (ان کے داخل ہونے کے بعد) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جنت کو طلب فرمائے گا اور جنت اپنی تمام تر زیب و زینت کے ساتھ حاضر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے ’’میرے وہ بندے کہاں ہیں جنھوں نے اللہ کی راہ میں لڑائی کی اور قتل کیے گئے، اللہ کی راہ میں تکلیفیں برداشت کیں اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا؟ (وہ حاضر ہوں گے اور انھیں کہا جائے گا) جنت میں داخل ہو جاؤ۔ پس وہ بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ فرشتے بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے ’’اے ہمارے رب! ہم دن رات تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہیں، یہ کون لوگ ہیں جنھیں تو نے ہم پر فضیلت عطا فرمائی ہے؟‘‘ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے ’’یہ وہ لوگ ہیں، جنھوں نے میری راہ میں جہاد کیا، میری راہ میں تکلیفیں برداشت کیں۔‘‘ پھر فرشتے ہر ہر دروازے پر ان کے پاس حاضر ہوں گے اور یہ کہہ کر سلام پیش کریں گے ’’تم

پر سلامتی ہو، اس صبر کے بدلے میں جو تم نے دنیا میں کیا، آخرت کے گھر کا بدلہ کتنا اچھا ہے''۔(الرعد:24) اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

❑ حضرت عبداللہ بن عمرؓو کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو میری امت میں کون سا گروہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا؟'' میں نے عرض کی ''اللہ اور اُس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں''۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مہاجر لوگ (مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے والے) قیامت کے روز جنت کے دروازے پر آئیں گے تو دروازہ کھولا جائے گا۔ جنت کا خازن اُن سے پوچھے گا: کیا تمھارا حساب ہو گیا ہے؟ وہ جواب دیں گے: حساب کس چیز کا؟ ہماری تلواریں اللہ کی راہ میں ہمارے کندھوں پر تھیں اور اسی حالت میں ہمیں موت آ گئی۔ چنانچہ جنت کا دروازہ اُن کے لیے کھول دیا جائے گا اور وہ دوسرے لوگوں کے جنت میں داخل ہونے سے چالیس سال پہلے جنت میں مزے کریں گے''۔ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی جوانی میں لوگ دیکھتے تو اقبال کی زبان میں پکار اٹھتے۔

وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا
شباب جس کا ہے بے داغ، ضرب ہے کاری

حضرت حمزہؓ امام المجاہدین اور سید الشہداء کے بلند مناصب پر فائز ہیں۔ آپؓ بہت شجاع، دلیر اور شجیع تھے۔ قوت اس بلا کی تھی کہ بڑے سے بڑا شہ زوران کے مقابلے میں آتا تو اسے پچھاڑ کے رکھ دیتے۔ بنو ہاشم میں کوئی ان کے مقابلے میں بہادر، جری اور نڈر نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انھیں اسد اللہ اور اسد الرسول ﷺ کا خطاب دیا تھا۔ اپنے زمانے کے مانے ہوئے پہلوان بھی تھے۔ گھڑ سواری میں کمال کی مہارت تھی۔ تلوار بازی میں کوئی ثانی نہیں تھا۔ میدان جنگ میں نکلتے تو دونوں ہاتھوں میں تلواریں ہوتیں اور برق و بلا کی طرح بڑھتے چلے جاتے۔ مقابل پر جھپٹتے تو دونوں تلواریں چلاتے۔ کس کی مجال تھی جو آنکھ ملا سکے۔ حریف انھیں دیکھ کر سہم

جاتا اور جب وہ سر پر پہنچ کر وار کرتے تو دشمن کی سٹی گم ہو جاتی۔ جس پر تلوار اٹھاتے، اس کی لاش زمین پر نظر آتی۔ یہ شان آہن پیکر اور فولاد شکن کسی کو نصیب ہوئی نہ کسی کو یہ دم خم ملا۔ آپؓ کی تلوار انتہائی منفرد، دو دھاری اور انتہائی بھاری تھی جس کا وار رک نہ سکتا تھا۔ اگر سیدھی پڑتی تو ڈھال کو کاٹ دیتی کیونکہ اتنی بھاری تلوار کو روکنا ڈھال کے بس کا کام نہیں اور دو دھاری ہونے کی وجہ سے اگر لوٹ آتی تو چلانے والے کو دولخت کر دیتی تھی۔ آپؓ سے زیادہ زور آور کوئی نہ تھا جو ان کی تلوار واپس پلٹا سکتا اور نہ ہی ان کی تلوار کبھی واپس پلٹتی تھی۔ حقیقت میں آپؓ جیسا نہ کوئی طاقتور تھا اور نہ کوئی بہادر تیغ زن، یہی وجہ ہے کہ آپؓ کی تلوار آپ کے بعد کوئی بھی نہ چلا سکا اور اکثر تو اسے اٹھا بھی نہیں سکتے تھے۔ شمشیر زنی کی ہزاروں برس کی تاریخ میں حضرت حمزہؓ کا کوئی ثانی نہیں ملتا اور ملتا بھی کیسے کہ آپؓ اللہ اور اس کے رسول پاک ﷺ کے شیر تھے۔ مولانا رومیؒ نے ان کی شجاعت کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنی مثنوی میں ان کے شوقِ شہادت کی تصویر کچھ یوں کھینچی ہے کہ حضرت حمزہؓ جوانی میں ہمیشہ زرہ پہن کر لڑا کرتے تھے۔ لیکن بعد شباب سعادت اندوزِ اسلام ہوئے تو زرہ پہننا بالکل ترک کر دیا اور لڑائیوں میں اس طرح شریک ہونے لگے کہ سینہ سامنے سے کھلا ہوتا اور دونوں ہاتھوں سے تلوار چلا رہے ہوتے۔ لوگوں نے پوچھا کہ اے عم رسول، اے صف شکن مجاہد، اے جوانمردوں کے سردار، کیا آپ نے اللہ کا حکم نہیں سنا کہ جان بوجھ کر ہلاکت میں نہ پڑو۔ پھر آپ احتیاط سے کیوں کام نہیں لیتے۔ جب آپ جوان تھے اور مضبوط و طاقتور، اس زمانے میں تو آپ کبھی زرہ کے بغیر لڑائی میں شامل نہیں ہوتے تھے اور اب جبکہ آپ بوڑھے ہو گئے ہیں تو آپ اپنی جان کی حفاظت اور احتیاط کے تقاضوں سے کیوں بے پروا ہو گئے ہیں۔ بھلا تلوار کس کا لحاظ کرتی ہے اور تیر کس کی رعایت کرتا ہے۔ ہم کو تو یہ پسند نہیں کہ آپ جیسا شیر دل بہادر اور شجاع اپنی بے احتیاطی کی بدولت دشمن کے ہاتھوں قتل ہو جائے۔

حضرت حمزہؓ نے ان کی باتیں سن کر فرمایا کہ جب میں جوان تھا تو سمجھتا تھا کہ موت انسان کو اس دنیا کے عیش و آرام سے محروم کر دیتی ہے، اس لیے کیوں خواہ مخواہ

موت کی جانب رغبت کروں اور اژدہے کے منہ میں جاؤں۔ یہی وجہ تھی کہ میں اپنی جان کی حفاظت کے لیے زرہ پہنتا تھا لیکن جب سے اپنے برگزیدہ بھتیجے کے ہاتھ پر ایمان لایا ہوں، ان ﷺ کے فیضان سے میرے خیالات بدل گئے ہیں اور موت مجھے عزیز ہو گئی ہے۔ اب مجھے اس دنیائے فانی سے مطلق کوئی لگاؤ نہیں رہا اور موت مجھ کو جنت کی کنجی معلوم ہوتی ہے۔ زرہ تو وہ پہنے جس کے لیے موت کوئی دہشت ناک چیز ہو، جس کو تم موت کہتے ہو، وہ میرے لیے ابدی زندگی ہے۔

غافل سمجھے ہے موت کو اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

مکہ میں کفار کے ظلم وستم کے خلاف مسلح جہاد کرنے کی مسلمانوں کو اجازت نہیں تھی۔ صرف ایک ہی حکم تھا کہ مسلمانوں کو صبر اور خاموشی سے کفار کا ظلم برداشت کرنا ہے، البتہ انہیں اس کی اجازت تھی کہ وہ کسی محفوظ مقام پر چلے جائیں، اپنا دین چھپالیں، چھپ کر نماز پڑھ لیں، مگر اکثر صحابہ کرامؓ نے اپنا دین چھپایا اور نہ چھپ چھپ کر نمازیں پڑھیں۔ انہوں نے کفار کے ظلم وتشدد کو بہادری سے برداشت کیا۔ کفار کے خلاف جہاد کی اس لیے اجازت نہیں دی گئی تھی کہ اس طرح بزدل کفار سارا غصہ کمزور اور غریب مسلمانوں پر نکالتے۔ دوسرا یہ کہ مکہ کی وادی میں برتر حیثیت قریش کی تھی جس میں چند ایک کے علاوہ سبھی اسلام مخالف تھے۔ اب جب جہاد کا حکم آیا تو حضرت حمزہؓ نے خدا کا شکر ادا کیا۔ مدینہ میں اب رسول اقدس ﷺ کی حکومت قائم ہو چکی تھی اور مسلمان اپنی حفاظت کا بندوبست اچھی طرح کر سکتے تھے۔

ہجرت کا پہلا سال تھا۔ اب چونکہ مدینہ میں مسلمان قدرے سکون محسوس کر رہے تھے اور ایک اسلامی ریاست وجود میں آ چکی تھی۔ اس لیے اب ضروری تھا کہ مشرکین کے خلاف مزاحمتی کارروائیاں کی جائیں، جنھوں نے مسلمانوں کو اذیت پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ اسی دوران معلوم ہوا کہ شاہِ عرب وعجم ﷺ سفر پر تشریف لے جا رہے ہیں۔ کب کہاں اور کتنے دنوں کے لیے؟ اس بارے میں کسی کو کچھ پتا نہیں

تھا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ اسلامی مملکت کے صدر مقام مدینے سے باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ سب کا خیال تھا کہ آپ ﷺ کے ذہن میں کوئی اہم کام ہوگا۔ اللہ کے رسول ﷺ بطور پالیسی، جہاد کے مواقع پر یہ نہیں فرماتے تھے کہ آپ ﷺ کس رخ سے، کس دشمن کے خلاف معرکہ آرائی فرمائیں گے۔ حضرت سعدؓ بن عبادہ خزرج کے سردار تھے۔ عجیب فضیلت ان کے ہاتھ میں آئی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے انھیں تاریخِ اسلام میں پہلی بار مدینے میں اسلامی مملکت کا قائم مقام سربراہ مقرر فرمایا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقدر میں بھی اللہ تعالیٰ نے بڑی بڑی فضیلتیں لکھی ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے چچاؤں میں سب سے پہلے برملا ایمان لانے والوں میں سے تھے، جنھیں قرآن مجید نے **السابقون الاولون** فرمایا۔ بالکل ابتدائی مسلمان ان میں شامل تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کی راہ میں سب سے پہلے جن مجاہدوں کو روانہ فرمایا، ان کے سپہ سالار حضرت حمزہؓ تھے۔ انھیں یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ اسلامی تاریخ میں جنگ کا پہلا پرچم حضور سرورِ کائنات ﷺ نے انھیں عطا فرمایا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد یہودیوں اور مشرکین کی منفی سرگرمیوں، سازشوں اور مکاریوں پر کڑی نظر رکھنے کے لیے مدینہ طیبہ میں سراغ رسانی اور پہرہ داری کا نظام وضع فرمایا جس کے تحت پہرہ داری کی رضا کارانہ ذمہ داری حضرت حمزہؓ نے لے رکھی تھی۔ مدینہ طیبہ کی سرحدوں کی حفاظت اور نگرانی کا یہ عمل حضرت حمزہؓ اپنے ہمراہ تیس گھڑ سواروں کے ذریعے کرتے اور دشمن کی ہر چال سے باخبر رہتے۔ اکثر گشت کرتے کرتے سیف البحر، ابوا اور بدر تک چلے جاتے۔ اس پہرہ داری کے عمل سے ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ نواحی و مضافاتی بستیوں کے بدو قبائل سے امن معاہدات قائم ہوئے۔

ابن سعد نے طبقات الکبریٰ میں نقل کیا ہے کہ ہجرت کے سات ماہ بعد رمضان المبارک پہلی ہجری (مارچ 622ء) میں حضور نبی کریم ﷺ نے تیس سواروں کو حضرت

حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمان میں ساحلی علاقہ کی طرف اس غرض سے روانہ کیا کہ وہ کفار کے اس قافلے کی راہ روکیں جو اس زمانے میں شام سے مکہ آ رہا تھا۔ اس لشکر میں سب مہاجرین تھے۔ آپ ﷺ نے ان تیس افراد پر اپنے چچا حضرت حمزہؓ کو امیر مقرر فرمایا اور اپنے دست مبارک سے ان کا پرچم باندھا۔ یہ پرچم سفید کپڑے کا تھا اور ان کا علمبردار ابو مرثد کنانہ بن حصین غنویؓ کو بنایا۔ کفار کے قافلے میں تین سو آدمی تھے جن کی قیادت ابوجہل کر رہا تھا۔ جب مسلمانوں کا لشکر العیص کی سمت سے مقام رغیض کے قریب سیف البحر (ساحل سمندر) کے پاس پہنچا تو قریش کے قافلے سے آمنا سامنا ہو گیا۔ اسی سیف البحر کی مناسبت سے اس سریے کو سریہ سیف البحر بھی کہا گیا ہے۔ اب فریقین نے جنگ کے لیے اپنی صفیں درست کر لیں۔ جنگ شروع ہونے ہی والی تھی کہ قبیلہ جہینہ کے سردار مجدی بن عمرو جہنی نے جس کے دونوں فریقوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے، جنگ روکنے کے لیے اپنا اثر و رسوخ استعمال کرنا شروع کر دیا۔ وہ بار بار دونوں فریقوں کے کیمپوں میں جاتا اور انھیں سمجھانے کی کوشش کرتا۔ بالآخر اس کی کوششوں سے دونوں لشکروں نے جنگ نہ کرنے کے لیے اس کی تجویز منظور کر لی۔ چنانچہ ابوجہل اپنے قافلے سمیت مکہ روانہ ہو گیا اور مہاجرین حضرت حمزہؓ کی قیادت میں بخیر و عافیت مدینہ طیبہ واپس آ گئے۔ اسے سریہ حضرت حمزہؓ بھی کہا جاتا ہے اور یہ اسلامی تاریخ کا سب سے پہلا سریہ ہے۔ واپس آ کر حضرت حمزہؓ نے رسول اکرم ﷺ کو تمام حالات عرض کیے اور ساتھ ہی سردار مجدی کی کوششوں کو بھی سراہا۔ چند روز بعد قبیلہ جہینہ کے کچھ لوگ مدینہ منورہ آئے تو رسول مکرم ﷺ نے ان کی خوب خاطر تواضع کی، انھیں بہترین خلعتوں سے نوازا اور مجدی کے بارے میں فرمایا۔

''مجدی مبارک خصلتوں والا اور بابرکت شخص ہے۔''

یہاں ایک چیز غور طلب ہے کہ کفار کے اس لشکر کا قائد ابوجہل تھا، اسلام دشمنی میں جس کی کوئی مثال ہی نہ تھی۔ طبعی لحاظ سے بھی بڑا اڑیل، ضدی اور ہٹ دھرم۔ اس کے قافلے میں تین سو لوگ تھے جبکہ اسلامی جنگجو دستہ صرف تیس افراد پر مشتمل تھا۔ اگر

اسے اپنی کامیابی کا ذرا سا بھی امکان نظر آتا تو وہ کسی صلح کرانے والے کو خاطر میں نہ لاتا اور مسلمانوں کی اس مختصر سی جماعت سے ضرور ٹکراتا۔ لیکن مسلمان اگرچہ تعداد میں تیس تھے لیکن جس ولولہ ایمانی سے وہ سرشار تھے، اس کی تاب لانا ابوجہل کے بس کا کام نہ تھا۔ چنانچہ اس نے صلح کی اس پیشکش کو غنیمت جانا اور وہاں سے مکہ روانہ ہو گیا۔

اس موقع کی مناسبت سے ابن ہشام نے سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ اشعار نقل کیے ہیں۔

فما برحوا حتی انتدبت لغارة

لهم حيث حلوا أبتغی راحة الفضل

بامر رسول اللّٰه اول خافق

عليه لواء لم يكن لاح من قبلی

لواءَ لديه النصرُ من ذی كرامة

اله عزيز فعله أفضل الفعل

فلما ترائينا أناخوا فعقّلوا

مطايا و عقلنا مدی غرض النيل

فقلنا لهم: حبل الاله نصيرنا

وما لَكُم الا الضلالة من حَبلِ

فثار أبو جهل هنالک باغياً

فخاب وردَّ اللّٰه كتيد أبی جهل

وما نحن الا فی ثلاثين راكباً

و هم مائتان بعد: واحدة فضل

فيا آل اؤی لا تطيعوا غواتكم

و فيئوا الی الاسلام و المنهج السهل

فانی أخاف أن يُصب عليكم

عذاب فتدعوا بالندامة الثكل

ترجمہ: وہ (کفار) اسلام دشمنی سے باز نہیں آئے، یہاں تک کہ میں ان کے ہر ٹھکانے پر حملے کے لیے آگے بڑھا، فضیلت کی راحت حاصل کرنا میرا مقصود تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر میں پہلا تلوار چلانے والا تھا جس کے سر پر جھنڈا تھا، یہ جھنڈا مجھ سے پہلے ظاہر نہ ہوا تھا۔ وہ ایسا پرچم تھا جس کے ساتھ مدد ہی مدد تھی۔ ایسی طاقتور ذات کی طرف سے جس کی صنعت بہترین کاریگری ہے۔ جب ہم نے ایک دوسرے کو دیکھا تو مخالفین نے اپنے سواریوں کو بٹھا دیا۔ انھوں نے سواریوں کو درست کیا اور ہم نے بھی اپنے آپ کو تیار کیا۔ ہم نے ان سے کہا کہ اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہے اور تمھارے پاس گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔ ابوجہل وہاں پر طیش میں آیا اور سرکش ہوا، ناکام ہوا اور اللہ نے ابوجہل کے مکر کو لٹا دیا۔ ہم تیس شہسوار تھے اور وہ 200 تھے اور وہ ہم سے کئی گنا زیادہ تھے۔ پس اے آل لؤی! اپنے سرکشوں کی اطاعت نہ کرو، اسلام اور آسان دین کی طرف لوٹ جاؤ۔ پس میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تم پر عذاب نہ نازل ہو جائے اور پھر تم ندامت کے ساتھ التجائیں کرتے پھرو۔

ہجرت کے تقریباً ایک سال بعد (آیات جہاد کا نزول ہو چکا تھا) صفر 2 ہجری، بمطابق اگست 623ء میں حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کی ایک جماعت (ساٹھ یا ستر مہاجرین) کے ساتھ مدینے سے آٹھ میل (مکہ مکرمہ سے تقریباً 80 میل) دور فرع کے گاؤں مقام ودان میں قیام کیا۔ پھر آٹھ میل آگے مقام ابوا کی طرف بڑھے، اسی لیے اسے غزوہ ودان یا غزوہ ابوا کہا جاتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کا یہ پہلا غزوہ تھا۔ ابواء بحیرۂ احمر کے ساحلی شہر مستورہ سے تقریباً 35 کلومیٹر مشرق میں وادی القاحہ میں واقع ایک شہر تھا۔ اس سے تقریباً 6 یا 8 میل کے فاصلے پر دوسرا شہر ودان واقع تھا۔ لشکر کا جھنڈا سفید تھا جو سیدنا حضرت حمزہؓ کو سونپا گیا۔ ابوا کے مقام پر حضرت سیدہ آمنہؓ کی قبر مبارک ہے۔ مسلمانوں نے کفار مکہ کے جس قافلے کے بارے میں سنا تھا کہ وہ اسلحہ خرید کر مدینے پر حملہ کرنے آنے والا ہے، وہ تو نہ ملا، لیکن اللہ کے رسول ﷺ اپنے مجاہدوں کے ساتھ بنو ضمرہ کی بستی میں جا ٹھہرے۔ بنو ضمرہ کے سردار مخشی بن عمرو الضمری نے بھی یہ سمجھ لیا کہ

اب خیر اسی میں ہے کہ اسلامی مملکت کو تسلیم کر لیا جائے۔ اب تک مسلمانوں کے تین فوجی دستے مدینے کے اطراف کا چکر لگا چکے تھے۔ پہلی بار حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں، دوسری بار عبیدہؓ بن حارث کی قیادت میں اور تیسری بار سعد بن ابی وقاصؓ کی سپہ سالاری میں۔ لیکن اب اللہ کے رسول ﷺ بنفس نفیس نکلے تھے، اس لیے دشمن قبیلے سمجھ گئے کہ مشرکین مکہ کے کہنے میں آ کر مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ کرنا کسی طور پر مناسب نہیں ہے۔ لہٰذا اس غزوہ میں مشرکین مکہ کے قافلے سے تو آمنا سامنا نہ ہو سکا لیکن اس موقع پر عمرو الضمری نے اسلامی مملکت کو تسلیم کرتے ہوئے غیر جانبدار رہنے کا معاہدہ کر لیا۔

حضور رسالت مآب ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی معیت میں غزوہ ابوا سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ سے اپنی والدہ سیدہ آمنہؓ کی قبر کی زیارت کا اِذن پایا تو ابوا کے اُس مقام پر تشریف لائے جہاں آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ ابدی نیند سو رہی تھیں۔ والدہ کے قدموں میں آتے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر رقت طاری ہوگئی۔ مبارک آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہہ نکلا جسے دیکھ کر بے اختیار صحابہ کرامؓ بھی رو دیے۔ آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر ایک صحابی رسول نے تعجب سے پوچھا: ''یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کی آنکھوں میں آنسو۔ یعنی آپ تو فرمایا کرتے ہیں کہ مرنے والوں پر رونا نہیں چاہیے اور اب ہم کیا دیکھ رہے ہیں کہ آپ ﷺ جیسے مضبوط اعصاب کے مالک، بہادر اور جری انسان کی آنکھیں بھی نمناک ہیں۔'' اِس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا، اُس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ محبت کے آنسو ہیں یعنی یہ ایک بیٹے کی طرف سے اپنی والدہ محترمہ کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت و احترام ہے۔ اِن آنسوؤں کا کم حوصلگی سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ تو محبت کا بے ساختہ اظہار ہیں جو اِس ''حرمِ محترم'' میں حاضری کا خراج عقیدت ہے۔ یہ ماں کے اُن قدموں میں، جن کے نیچے جنت ہوتی ہے، گلہائے عقیدت کے طور پر آنسوؤں کا گلدستہ ہے۔

غزوہ بواط ہجرت کے 13 ماہ بعد ربیع الاوّل 2 ہجری بمطابق اگست 623ء میں پیش آیا۔ بواط جہینہ کے سلسلہ کا ایک پہاڑ ہے۔ یہ مکہ سے شام جانے والی شاہراہ کے

متصل اور مدینہ طیبہ سے قریبا 48 میل کے فاصلے پر ہے۔ اس مہم میں بھی سرکار دو عالم ﷺ بنفس نفیس شامل ہوئے اور ربیع الاول سنہ 2 ہجری یا ربیع الثانی میں دو سو مہاجرین کے ساتھ قریش کے ایک قافلہ پر حملہ کرنے کے لیے بواط کی طرف روانہ ہوئے۔ قریش کے اس قافلے میں ایک سو آدمی اور اڑھائی ہزار اونٹ تھے۔ امیہ بن خلف بھی اس قافلے میں موجود تھا۔ بواط پہنچ کر پتہ چلا کہ قافلہ یہاں سے جا چکا ہے۔ اس لیے کوئی معاملہ پیش نہ آیا۔ لہٰذا آپ ﷺ بلا جنگ کیے واپس مدینہ طیبہ تشریف لے آئے۔ اپنی غیر موجودگی میں آپ ﷺ نے سیدنا سائب بن مظعون ؓ کو مدینہ کا امیر مقرر فرمایا جبکہ بعض روایات میں سیدنا سعد بن معاذ ؓ کا ذکر ہے۔ اس غزوہ کا پرچم بھی سفید تھا اور علم بردار سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ تھے لیکن بعض سیرت نگاروں کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اسلامی پرچم حضرت حمزہ ؓ کو عطا فرمایا۔

اسی سال جمادی الاولیٰ 2 ہجری / نومبر 623ء میں غزوہ ذوالعشیرہ پیش آیا جس میں حضور ﷺ ایک سو پچاس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی معیت میں قریش مکہ کی گوش مالی کے لیے مقام ذوالعشیرہ تشریف لے گئے۔ ذوالعشیرہ مدینہ منورہ سے ڈھائی سو کلومیٹر دور شارع شام کے قریب واقع ہے۔ عشیرہ ایک قلعہ ہے جو کہ 'ینبع' اور 'ذی المروہ' کے درمیان واقع ہے، اسے ذوالعشیرہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں عمدہ قسم کی کھجوروں کے باغات ہیں جن کا پھل بہت اعلیٰ قسم کا ہوتا ہے۔ یہ علاقہ قبیلہ بنو مدلج کا مسکن تھا۔ اس لشکر میں بھی سب مہاجرین تھے۔ مدینہ منورہ میں حضور ﷺ نے ابوسلمی بن عبدالاسد ؓ کو اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔ دراصل اہل مکہ کا ایک بہت بڑا تجارتی قافلہ شام جا رہا تھا۔ تمام اہلِ مکہ مرد و زن نے اس میں بڑھ چڑھ کر سرمایہ کاری کی۔ اس قافلے کی کمان ابوسفیان کے ہاتھ میں تھی۔ یہ قافلہ اتنا بڑا تھا کہ ابوسفیان کا قول ہے۔

- **"واللّٰہ مابمکۃ من قرشی و لا قرشیۃ لہ نش و ساعد الا بعث بہ معنا"**

"اللہ کی قسم! مکہ میں کوئی قریشی مرد اور کوئی قریشی عورت ایسی نہیں تھی جس کے پاس کچھ سرمایا ہو اور اس نے اس قافلہ میں نہ لگایا ہو۔"

علامہ حلبیؒ اس بارے میں لکھتے ہیں۔

- **"ان قریشا جمعت جمیع اموالها فی تلک العیر لم یبق بمکة لا قرشی ولا قرشیة له مثقال فصا عدا الا بعث به فی تلک العیر"**

''قریش نے اپنے تمام اموال اس قافلے پر لگا دیے۔ مکہ میں کوئی قریشی مرد اور عورت جس کے پاس مثقال برابر بھی سونا تھا، ایسا نہ رہا جس نے اسے اس قافلہ میں تجارت کے لیے نہ لگایا ہو۔''

مؤرخین نے لکھا ہے۔

''اس تجارتی قافلے میں پچاس ہزار سنہری اشرفیوں کی سرمایہ کاری کی گئی تھی اور اس وقت کے حالات کے پیشِ نظر اتنی سرمایہ کاری بڑی حیرت انگیز بات ہے۔''

اس قافلہ کو تیار کرنے کا سبب اور مقصد یہ تھا کہ اہل مکہ درحقیقت مدینہ پر چڑھائی کی تیاری کر رہے تھے اور انھوں نے ایسا کرنے کی برملا دھمکیاں خود مسلمانوں کو دی تھیں۔ یہ تیاریاں علی الاعلان وسیع پیمانے پر ہو رہی تھیں اور ایسی تیاریوں کے لیے چونکہ سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے، اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے انھوں نے یہ فقیدالمثال تجارتی قافلہ تیار کیا تا کہ اس کی آمدنی سے مسلمانوں پر حملہ کے اخراجات پورے کر سکیں۔ اہل مکہ نے جو مجموعی رقم اکٹھی کی، مختلف سیرت نگار اس کی مالیت پچاس ہزار دینار بیان کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے اٹھارہ ہزار سات سو پچاس تولے (تقریباً 6 من) سونا اس قافلے کا سرمایہ تھا جو آج کل کے حساب سے قریباً ساڑھے نو کروڑ روپے کا بنتا ہے۔ قریباً ہر ایک قبیلے کا نمائندہ اس میں شریک ہوا۔ اس طرح صرف سربراہوں کی تعداد چالیس اور ایک روایت کے مطابق ستر تھی۔ ابوسفیان کو رئیس قافلہ مقرر کیا گیا کیونکہ اسے تجارتی قافلوں کا زیادہ تجربہ تھا۔ اتنے سرمایہ کا ساز و سامان لے کر یہ قافلہ مکہ سے شام کی طرف روانہ ہوا۔

اس غزوہ میں بھی حضور نبی الملاحم ﷺ نے جھنڈا اُٹھانے کا شرف حضرت حمزہؓ کو بخشا۔ حسب معمول اسلامی جھنڈے کا رنگ سفید تھا۔ لیکن اس بار بھی کشت و خون تک

نوبت نہ پہنچی کیونکہ قریش کا قافلہ چند دن پہلے ہی ذوالعشیرہ سے کوچ کر چکا تھا۔حضور نبی کریم ﷺ نے جمادی الاول کے باقی دن اور جمادی الثانی کے چند روز یہیں قیام فرمایا۔ اگرچہ قافلہ تو مسلمانوں کے وہاں پہنچنے سے کئی دن پہلے ہی نکل گیا تھا،لیکن وہاں قیام کے دوران آقائے نامدار ﷺ نے ایک عظیم سیاسی کامیابی حاصل کر لی۔ بنو مدلج، بنوضمرہ قبیلے کے حلیف تھے، اس لیے جن شرائط پر بنوضمرہ سے معاہدہ طے پایا تھا، انھی شرائط پر بنو مدلج سے بھی معاہدہ طے پا گیا۔اس معاہدہ سے مسلمانوں کی پوزیشن کافی مستحکم ہوگئی کیونکہ یہ بھی ممکن تھا کہ بنو مدلج کفارِ مکہ سے مل کر مسلمانوں پر چڑھائی کر دیتے اور مسلمانوں کی مشکلات میں کئی گنا اضافہ ہوسکتا تھا۔

حضرت حمزہؓ ''غزوۂ کدر'' شوال 2 ہجری، ''غزوہ بنو قینقاع'' شوال 2 ہجری، (لشکر اسلامی کا پرچم حضرت حمزہؓ کے ہاتھ میں تھا)، ''غزوہ سویق'' ذی الحجہ 2 ہجری اور غزوہ ''نجران'' محرم 3 ہجری پھر ربیع الثانی تا جمادی الثانی (دو مرتبہ اس غزوہ کا انعقاد ہوا مگر لڑائی نہیں ہوئی) میں اپنے آقا حضور ﷺ کے ہمراہ رہے اور ہمیشہ اطاعت کا پیکر رہے۔

رمضان 2 ہجری میں حق و باطل کا پہلا معرکہ 'غزوہ بدر'' پیش آیا۔ اسے 'غزوہ بدرالعظمیٰ' بھی کہا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اسے قرآن مجید میں یوم الفرقان کا نام دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

❑ **''وما انزلنا علیٰ عبدنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعٰن** (الانفال:41)

ترجمہ: اور جسے ہم نے اپنے محبوب بندہ پر اتارا، فیصلہ کے دن جس روز دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تھے۔''

ایک دوسری آیت میں اسے یوم البطشۃ الکبریٰ بتایا گیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

❑ **''یوم نبطش البطشة الکبریٰ انا منتقمون** (الدخان:16)

ترجمہ: جس روز ہم انھیں پوری شدت سے پکڑیں گے، اس روز ہم ان سے بدلے لے لیں گے۔''

صحیح مسلم کی روایت کے مطابق یوم بطشہ سے مراد یوم بدر ہے۔**فالبطشه يوم بدر** (صحیح مسلم رقم الحدیث 2798، صحیح بخاری 1007، سنن ترمذی 3254، مسند احمد بن حنبل 3613)

ابوسفیان کی قیادت میں مکہ سے شام جانے والا قافلہ واپس آ رہا تھا۔ جب رسول اکرم ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کو اس قافلے کے تعاقب میں نکلنے کی دعوت دی۔ ہجرت سے انیس ماہ بعد رمضان المبارک کی بارہ تاریخ اور ہفتہ کا دن تھا، جب حضور ﷺ اپنے تین سو تیرہ جاں نثاروں کے ساتھ مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے۔ مسلمانوں کے لشکر کے پاس سواری کے لیے دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے۔ باقی مجاہدین پا پیادہ تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ سمیت تمام مجاہدین باری باری سوار ہوتے تھے۔

جب کفار مکہ کا قافلہ ارضِ حجاز میں داخل ہوا تو ابوسفیان نے ہر طرف اپنے جاسوس پھیلا دیے۔ آخر اسے مسلمان مجاہدین کے آنے کی خبر ملی تو اس نے بنو غفار کے ایک ماہر شتر سوار ضمضم غفاری کو بیس مثقال سونا دے کر قریشِ مکہ کو اطلاع دینے بھیجا کہ مسلمان اس تجارتی قافلہ پر حملہ کرنے چل پڑے ہیں، لہٰذا وہ اس قافلہ کو بچانے کے لیے فوراً پہنچیں۔ ضمضم غفاری کے قریش مکہ کو خبر پہنچانے کی دیر تھی کہ انھوں نے جنگ کی تیاری شروع کر دی۔ تمام لوگ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر تیاریوں میں حصہ لے رہے تھے۔ تین روز تک یہ لشکر اس سفر پر جانے کی تیاری کرتا رہا، جب تیاریاں مکمل ہوگئیں تو وہ مسلمانوں سے لڑنے کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ قریش مکہ کے اس لشکر کی تعداد نو سو پچاس تھی جس کے پاس ایک سو گھوڑے تھے جن پر زرہ پوش سوار تھے جب کہ پیادوں کے لیے زرہیں، اس کے علاوہ تھیں۔ اس روز ان کا پرچم بردار صائب بن یزید تھا، جسے اللہ تعالیٰ نے بعد میں ایمان کی دولت عطا فرمائی اور ان کی پانچویں پشت میں حضرت امام شافعی جیسی نابغہ روزگار ہستی پیدا ہوئی۔

ادھر ابوسفیان نے مسلمانوں سے بچنے کے لیے معروف راستہ چھوڑ کر غیر معروف راستہ اختیار کر لیا اور جب اسے یقین ہو گیا کہ اب مسلمان حملہ نہیں کر سکتے تو اس

نے ابوجہل کی طرف قاصد بھیجا کہ اب لشکر کی ضرورت نہیں، اس لیے تم مکہ لوٹ جاؤ۔ یہ پیغام ملتے ہی کچھ لوگ تو واپس لوٹ گئے جب کہ ابوجہل نے باقی لوگوں کو کسی نہ کسی طرح سے روکے رکھا۔

پچھلے تمام سرایا اور غزوات میں صرف مہاجرین صحابہؓ ہی حصہ لیتے آئے تھے، لیکن غزوہ بدر (جسے قرآن نے یوم الفرقان فرمایا ہے) میں انصارِ مدینہ نے بھی اپنی جانیں فی سبیل اللہ قربان کرنے کا مصمم ارادہ کیا۔ حضور ﷺ نے اس معرکہ کے بارے میں فرمایا کہ آج پورا اسلام پورے کفر کے مقابلے میں جا رہا ہے۔

آخر رمضان المبارک 2 ہجری/ مارچ 623ء کو مجاہدین اسلام مقامِ بدر پہنچے جو مدینہ منورہ سے ڈیڑھ سو کلومیٹر دور مکہ مکرمہ کی جانب واقع ہے۔ بدر میں جہاں آج کل مسجد العریش بنی ہوئی ہے، اس جگہ اسلامی تاریخ کا سب سے پہلا جنگی مرکزِ قیادت بنایا گیا۔ یہ جگہ میدان جنگ میں خاصی اونچائی پر تھی۔ یہاں سے پورا میدانِ جنگ نظر آتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے معرکے سے پہلی پوری رات اللہ تعالیٰ سے دعا و مناجات میں گزار دی۔ صبح لشکر کی صف بندی کے بعد آپ ﷺ چھپر میں تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ صرف سیدنا صدیق اکبرؓ تھے۔ خبر رسانوں نے خبر بھیجی کہ قریش مکہ وادی کے دوسرے سرے تک آ گئے ہیں، اس لیے حضور ﷺ وہیں رک گئے اور فوجیں اتر پڑیں۔ حضرت حباب بن منذرؓ کی رائے سے چشمے پر قبضہ کر لیا گیا اور باقی کنویں پاٹ دیے گئے۔

رسول اللہ ﷺ اسلامی فوج کے جوش و خروش، ذہن سازی اور ان کے جذبہ جہاد میں اضافہ کرنے کے لیے مشرکین کے سرداروں کے مارے جانے کی پیشگی خوشخبری سنا رہے تھے۔ مزید اطمینان کے لیے ان کی قتل گاہوں کی نشاندہی بھی فرما رہے تھے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر سے ایک رات پہلے ہمارے سامنے مشرکین کی قتل گاہوں کی نشاندہی فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

❑ **هذا مصرع فلان غدا ان شاء الله**

ان شاء اللہ، کل یہ جگہ فلاں شخص کی اور یہ فلاں آدمی کی قتل گاہ ہوگی۔''

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو برحق نبی بنا کر مبعوث فرمایا، آپ ﷺ نے ان کی قتل گاہوں کی جو نشاندہی فرمائی تھی، اس سے کوئی بھی آگے یا پیچھے نہیں مرا۔ سب کے سب ٹھیک اُسی جگہ مارے گئے جو رسول اللہ ﷺ نے پیشگی بتا دی تھی۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر 2738، سنن نسائی رقم الحدیث 2074، مسند احمد رقم الحدیث 182)

اس روز میدان بدر میں حضرت حمزہؓ اس شان سے لڑ رہے تھے کہ دستار پر شترمرغ کی کلغی تھی اور دونوں ہاتھوں سے تلوار چلا رہے تھے۔ جس طرف بڑھتے تھے، کفار کی صفیں الٹ جاتی تھیں۔ اس دن ان کے ہاتھ سے بہت سے مشرکین ہلاک اور زخمی ہوئے جن میں ابوجہل کے خاندان کا ایک جنگجو اسود بن عبدالاسد بن ہلال مخزومی بھی تھا۔ یہ شخص نہایت مکروہ صورت، رذیل، اڑیل اور بداخلاق تھا۔ اغلب یہ ہے کہ یہ اس دن ابوجہل کے ساتھ موجود تھا جب اس نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی تھی اور جواب میں حضرت حمزہؓ نے اس مردود کا سر پھاڑا تھا اور یہ ابوجہل کی حمایت میں تلوار لے کر میدان میں آ گیا تھا۔ اس کی اسلام دشمنی، بدزبانی اور بدمعاشی سے تمام مسلمان اچھی طرح واقف تھے۔ دوسری طرف سے بھلا حضرت حمزہؓ کے سوا کون اس کے مقابلے کے لیے موزوں ہوسکتا تھا!

اسود باہر نکلا اور بڑے غرور سے بولا: ''میں لشکر کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ دشمن (مسلمانوں) کے حوض سے پانی پی کر رہوں گا ورنہ اس حوض کو تباہ کر دوں گا۔'' یہ کہہ کر وہ حوض کی طرف لپکا۔ حضرت حمزہؓ آگے بڑھے اور حوض سے چند قدم پہلے ہی دونوں کی مڈھ بھیڑ ہوئی۔ تلواروں سے تلواریں ٹکرائیں۔ حضرت حمزہؓ نے مقابلے کو طول دینا مناسب نہ سمجھا اور پہلا موقع ملتے ہی اس خبیث کی پنڈلی پر وار کیا جس سے اس کا پاؤں کٹ کر علیحدہ ہوگیا اور وہ حوض کی طرف پیٹ کے بل گرا۔ اس کی ٹانگ سے خون کا فوارہ نکل پڑا۔ غنیمت یہ تھی کہ خون کا رخ حوض کے بجائے کفار کے لشکر کی طرف تھا۔ مگر وہ ضدی شخص پاؤں کٹوا کر بھی گھٹنوں کے بل گھسٹ کر حوض کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ اپنی قسم پوری کرنے کے لیے اس میں داخل ہونے ہی والا تھا کہ حضرت حمزہؓ نے فوراً دوسرا وار کیا،

لیکن وہ حیرت انگیز طور پر وار بچا کر گھٹنوں کے بل حوض پر جھک گیا تا کہ پانی کا ایک گھونٹ ہی پی کر اپنی قسم پوری کر لے، مگر حمزہؓ کی تلوار نے اسے اتنا موقع نہ دیا اور ایک کاری وار کر کے اس کے دو ٹکڑے کر دیے۔

صف آرائی کے بعد عام لڑائی شروع ہونے سے پہلے جنگ کا آغاز حسب روایت مبارزت (انفرادی مقابلہ) سے ہوا۔ مشرکین مکہ کی صفوں میں سے عتبہ بن ربیعہ، اس کا بھائی شیبہ بن ربیعہ اور بیٹا ولید بن عتبہ تلواریں لہراتے ہوئے نکلے اور مسلمانوں کو دعوتِ مبارزت دی۔ مقابلے میں لشکرِ اسلام سے تین انصار جانباز عوف بن حارثؓ، معاذ بن حارثؓ اور معوذ بن حارثؓ پسران سیدہ عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین یا دوسری روایات کے مطابق عوف بن حارثؓ، معاذ بن حارثؓ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین ان کے مقابلے میں آئے۔ قریشی جنگجوؤں کو جب پتا چلا کہ ان کے مقابلے میں تینوں مدینہ کے باشندے ہیں تو انھوں نے ان سے نبرد آزما ہونے سے انکار کر دیا اور عتبہ نے پکار کر کہا۔

''اے محمد (ﷺ)! یہ لوگ ہمارے جوڑ کے نہیں ہیں، ہماری قوم اور ٹکر کے لوگوں کو ہمارے مقابلے پر بھیجو۔''

اس پر حضور نبی الملاحم ﷺ نے حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہ بن حارثؓ (حضرت حمزہؓ کے بھتیجے) کو حکم دیا۔

''جاؤ! ان لوگوں سے مقابلہ کرو۔''

بقول حفیظ جالندھریؒ:

بڑھے اب ابن عبدالمطلب شیر خدا حمزہؓ
امیر قوم، عم مصطفیٰ ﷺ و مرتضیٰؓ حمزہؓ
عبیدہؓ اور علی مرتضیٰؓ نکلے معیت میں
کہی تکبیر اہل اللہ نے جوشِ حمیت میں
بڑھے شیروں کی صورت سوئے میدانِ وغا تینوں
علیؓ، حمزہؓ، عبیدہؓ اولیائے مصطفیٰ ﷺ تینوں

خدائے پاک کی مدح و ثنا کرتے ہوئے نکلے
رجز پڑھتے ہوئے وحدت کا دم بھرتے ہوئے نکلے

یہ تینوں بہادر جانثار نبی مکرم ﷺ کا حکم سنتے ہی تلواریں ہلاتے ہوئے اپنے حریف کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔ چونکہ تینوں نے خود پہنے ہوئے تھے، اس لیے عتبہ انھیں پہچان نہ سکا۔ اس نے پوچھا۔

''تم کون ہو؟''

جب ان تینوں نے اپنے اپنے نام ونسب بتائے تو عتبہ نے کہا۔

''ہاں! تم معزز مدمقابل ہو۔''

اہل عرب تلوار کو شجاعت کا ہتھیار سمجھتے تھے کیونکہ یہ آدمی کو اپنے مدمقابل کے قریب لے آتی تھی اور تلوار کی لڑائی میں اس کے زندہ رہنے کا دارومدار اس کی طاقت اور مہارت پر ہوتا تھا نہ کہ اپنے حریف سے محفوظ حد تک دور رہنے پر۔ حضرت حمزہؓ کو ایک ماہر جنگجو کی حیثیت سے اپنی کامل مہارت اور غیر معمولی طاقت کی بنا پر اس مذکورہ فن میں ید طولیٰ حاصل تھا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقابلہ عتبہ سے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ولید سے اور حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقابلہ شیبہ سے ہوا۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تو پہلے ہی وار میں اپنے اپنے حریف کو جہنم رسید کر دیا، لیکن شیبہ اور عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیر تک لڑتے رہے، یہاں تک کہ دونوں زخمی ہو گئے۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید زخمی ہو گئے۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ صورتِ حال دیکھی تو دونوں نے ایک ساتھ حملہ کر کے شیبہ کو ڈھیر کر دیا۔

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ قرآن مجید کی آیت **ھٰذٰن خصمٰن اختصموا فی ربھم** (الحج:19) حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اس آیت کی تشریح میں یہ واقعہ ذکر کیا ہے جبکہ امام بخاریؒ نے یہ بھی واقعہ نقل کیا ہے، تفصیلات وہاں دیکھی جا سکتی ہیں۔

آیئے: حضرت حمزہؓ اور عتبہ کے مقابلے کا احوال حفیظ جالندھریؒ سے جانتے ہیں۔

یکایک سب نے دیکھا کھینچ لی تلوار عتبہ نے
کیا حمزہؓ کے سر پر ایک کاری وار عتبہ نے
جناب حمزہؓ نے تلوار کو تلوار پر روکا
سبکدستی سے تھپکی دے کے مہلک وار کو روکا
نظر آیا نہ کچھ اک جھنجھناہٹ کی صدا آئی
اڑیں چنگاریاں تلوار سے تلوار ٹکرائی
ذرا مہلت جو پائی ایک پل دھاوے سے حمزہؓ نے
سبک ہو کر نکالا ہاتھ الجھاوے سے حمزہؓ نے
لیا دشمن کو بڑھ کر تیغِ فرخ فال کے نیچے
مگر عتبہ نے سر اپنا چھپایا ڈھال کے نیچے
صدا تکبیر کی آئی زمین بدر تھرائی
پلک جھپکی کھلیں آنکھیں تو یہ صورت نظر آئی
بڑی تلوار فولادی سپر کے ہوگئے ٹکڑے
سپر سے تا بہ سر پہنچی تو سر کے ہوگئے ٹکڑے
گلو میں بھی نہ اٹکی سینہ کاٹا دل جگر کاٹا
لہو چاٹا جگر کا بند زنجیر کمر کاٹا
گلے کے ہار زنجیروں کی لڑیاں کاٹ کر نکلی
زرہ و بکتر کے بندھن اور کڑیاں کاٹ کر نکلی
یہ تیغ حمزہؓ تھی دعوے تھے اس کو خاکساری کے
زمیں پر آ رہی کر کے دو ٹکڑے جسم ناری کے
یہ برق نور تھی باطل کا قصہ پاک کر آئی
گری یک لخت اور دو لخت کر کے خاک پر آئی

گری جب خاک پر دو ٹکڑے ہو کر لاش خود سر کی
دہان شیر سے نکلی صدا اللہ اکبر کی
صف مردان غازی نے کہیں ایک ساتھ تکبیریں
قلوب اہل باطل پر گریں حسرت کی شمشیریں

جنگِ بدر میں حضرت حمزہؓ کے جوش و جذبہ کا عجیب عالم تھا۔ مشرکین پر حملے کرنے میں آپ اس قدر آگے بڑھ گئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تشویش ہوئی اور آپؓ کو اپنی طرف بلا لیا۔ چنانچہ حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن نبی پاک ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت حمزہؓ کو میرے پاس بلا لاؤ، وہ اس وقت مشرکین کے سب سے زیادہ قریب رہ کر دادِ شجاعت دے رہے تھے۔ اسی دوران حضرت حمزہؓ نے دوسرے مشرکین کے علاوہ طعیمہ بن عدی اور حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب کو بھی جہنم واصل کیا۔

اس مقابلے کا آغاز ہی مشرکین کے لیے بہت برا تھا کیونکہ وہ جنگ کے پہلے ہی مرحلے میں اپنے تین بہترین شہسواروں سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔ ان تین شہسواروں کی موت بڑی دردناک ضرب تھی۔ اس سے ابوجہل کو یہ اندیشہ لاحق ہو گیا کہ کفار کہیں حوصلہ نہ ہار دیں۔ اس نے بلند آواز سے یہ نعرہ لگایا: **لنا العزی ولا عزی لکم** ”ہمارے پاس عزیٰ ہے اور تمھارے پاس کوئی عزیٰ نہیں۔“

نبی کریم ﷺ نے کفر کے سرغنہ کی یہ مکروہ چیخ سن کر مجاہدین اسلام سے کہا کہ تم یہ جواب دو۔

- **اللہ مولانا ولا مولی لکم، قتلانا فی الجنۃ وقتلاکم فی النار** (صحیح بخاری رقم الحدیث 4043، 4067، سنن ابی داؤد 2662، مسند احمد 18593)

”اللہ تعالیٰ ہمارا مددگار ہے اور تمھارا کوئی مددگار نہیں۔ ہمارے مقتول جنت میں جائیں گے اور تمھارے مقتول جہنم کا ایندھن بنیں گے۔“ (سبل الھدٰی والرشاد)

مشرکین نے اپنے سالار کا نعرہ سن کر مسلمانوں کی صفوں پر پہلے اندھا دھند تیر اندازی کی اور پھر غیظ و غضب میں آ کر یکبارگی حملہ کر دیا۔ اس طرح جنگ کی آگ بھڑک

اُٹھی اور تلواریں یوں چمکنے لگیں جیسے اندھیرے میں بجلیاں چمکتی ہیں۔

محمد بن عمر اسلمیؓ کہتے ہیں کہ بارگاہ الٰہی سے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا تو آپ ﷺ نے مٹھی بھر کنکریاں اُٹھائیں اور یہ فرماتے ہوئے مشرکین کی طرف پھینک دیں،

❏ **شاهت الوجوه، اللهم! ارعب قلوبهم وزلزل اقدامهم** (مسند احمد 3485)

''چہرے بگڑ جائیں۔ اے اللہ! ان کے دلوں پر رعب ڈال دے اور ان کے قدموں پر لرزہ طاری کر دے۔'' (المغازی للواقدی)

عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے میرے پروردگار! اگر یہ مٹھی بھر جماعت ہلاک ہوگئی تو زمین پر کبھی تیرا نام نہ لیا جائے گا۔'' حضرت جبریلؑ نے آپ ﷺ سے عرض کی: ''آپ مٹھی بھر مٹی لیں اور مشرکین کے چہروں پر پھینک دیں۔'' مشرکین میں سے کوئی بھی محفوظ نہیں رہا۔ سب کی آنکھوں، نتھنوں اور منہ میں مٹی گھس گئی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا: ''ان پر مسلط ہو جاؤ، شکست ان کا مقدر بن گئی ہے۔'' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی مدد کی اور انھوں نے مشرکین کے بعض سردار ہلاک کر دیے اور بعض کو قیدی بنا لیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا:

❏ **وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى** (الانفال:17)

ترجمہ: (اے نبیؐ!) جب آپ نے (مٹھی بھر خاک ان کی طرف) پھینکی تو وہ آپ نے نہیں پھینکی بلکہ وہ تو اللہ نے پھینکی تھی۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کارآفریں کارکشا کارساز

قریش کے ایک نامور جنگجو طیمہ بن عدی کو سخت جوش آیا اور وہ ہنکارتا ہوا میدانِ جنگ میں اترا۔ حضرت حمزہؓ فوراً اس کی طرف بڑھے اور ایک ہی وار میں اسے جہنم واصل کر دیا۔ مسلمانوں کی تعداد کفار کی تعداد سے ایک تہائی سے بھی کم تھی، لیکن انھوں نے اس پامردی اور شجاعت کے ساتھ مقابلہ کیا کہ کفار کا منہ پھر گیا۔

حضرت حمزہؓ جس طرف جاتے کشتوں کے پشتے لگاتے جاتے۔ جس طرف

بڑھتے ،صفوں کی صفیں ادھیڑ کر رکھ دیتے۔ مسلمانوں نے چند ساعت کی لڑائی کے بعد کفار کو شکست فاش دی۔ ستر مشرکین میدانِ جنگ میں کام آئے جن میں عتبہ، شیبہ، ولید، ابوجہل، نصر بن الحارث اور کئی دوسرے روسائے قریش بھی شامل تھے۔ تقریباً اتنے ہی مشرکین کو مسلمانوں نے قیدی بنالیا۔

ابوقیس بن الفاکہ ابوجہل کا خاص معین و مددگار تھا جس نے حضور نبی رحمت ﷺ کو شدید اذیتیں پہنچائی تھیں۔ یہ لعین بھی جنگِ بدر میں اسد اللہ و اسد الرسول ﷺ سیدنا امیر حمزہؓ کے ہاتھوں واصل جہنم ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی صورت میں مسلمانوں کی مدد فرمائی۔ حضرت سیدنا بلالؓ نے امیہ بن خلف کو جہنم واصل کیا۔ تین نوعمر انصاری نوجوانوں حضرت معاذؓ بن عمرو بن جموع، حضرت معوذؓ ابن عفراؓ اور معاذ بن عفراؓ نے اس امت کے فرعون ابوجہل کو قتل کر دیا۔ ابھی کچھ رمق باقی تھی کہ سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کا سر قلم کر دیا۔ جس وقت ابوجہل قتل ہوا، وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

ما تنقم الحرب العوان منی

بازل عامین حدیث سنی

لمثل هذا ولدتنی امی

''یہ شدید جنگ مجھ سے کیا انتقام لے سکتی ہے، میں تو نوجوان طاقت ور اونٹ ہوں جو اپنے عنفوان شباب میں ہو۔ میری ماں نے مجھے ایسی جنگوں ہی کے لیے جنا ہے۔''

ابوجہل کے قتل کی اطلاع پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرامؓ سے تجسس فرمایا کہ ابوجہل کے گھٹنے پر زخم کا ایک نشان تھا، کیا اب بھی وہ نشان باقی ہے؟ اس کی تحقیق کے لیے آپ ﷺ نے دو صحابہ کرامؓ کو بھیجا۔ انھوں نے کفار کی لاشوں کو الٹ پلٹ کر دیکھا تو دشمن رسولؐ ابوجہل کی سر بریدہ لاش (حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس کا سر کاٹ کر پہلے ہی حضور ﷺ کے سامنے لے جا چکے تھے) پہچان لی۔ ان حضرات نے اس کا گھٹنا دیکھا تو اس پر واقعی زخم تھا۔ انھوں نے آ کر بتایا تو حضور ﷺ نے تبسم فرمایا اور

اپنے گرد ہالہ کیے ہوئے صحابہ کرامؓ کو یہیں میدان بدر میں بیٹھے ہوئے اپنے لڑکپن کی ایک یاد میں شریک کیا۔ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ حضورﷺ نے یہ واقعہ (جس سے آپ ﷺ کی قوت وشجاعت مترشح ہوتی ہے) خود بیان فرمایا:

''ایک مرتبہ عبداللہ بن جدعان کے ہاں دعوت تھی۔ اس موقع پر ابوجہل مجھ سے الجھ پڑا۔ وہ بھی تقریباً میرے برابر کا لڑکا تھا، میں نے اسے اٹھا کر اس طرح پٹخا کہ اس کا گھٹنا زخمی ہوگیا۔ اس زخم کا اثر عمر بھر اس کے گھٹنے پر رہا۔''

ابوجہل نے ہمیشہ ہی حضورﷺ سے مات کھائی۔ ساری زندگی اس ضدی انسان نے حضورﷺ کی مخالفت کی۔ جہالت کی فطرت ہے کہ وہ روشنی اور نور کی مخالفت کرتی ہے لیکن بالآخر جہالت اور باطل کا مقدر مٹ جانا ہے۔ ڈیڑھ سال قبل اس نے مکہ میں حضورﷺ کے قتل کی سازش کی اور منہ کی کھائی، اور اب ایک ہزار کا جری لشکر لے کر آیا تھا اور تین سو تیرہ بے سروسامان مسلمانوں سے مات کھا گیا۔ وہ اپنا سارا غرور لے کر حرفِ غلط کی طرح مٹ گیا کیونکہ باقی و جاوید رہنا صرف صداقت اور حقیقت کا حق ہے اور وہ حضورﷺ کے ساتھ ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا ارشاد ہے کہ (غزوہ بدر میں امیہ بن خلف کو گرفتار کرنے کے بعد) قریش کے سردار اُمیہ بن خلف نے مجھ سے دریافت کیا کہ بدر کے میدان میں شتر مرغ کے پر کی کلغی کس نے لگا رکھی تھی۔ میں نے کہا، وہ رسول اللہﷺ کے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ تھے۔ یہ سن کر اُمیہ نے کہا واللہ! یہ وہی شخص ہے جس نے ہمارے خلاف بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے اور ہمیں سب سے زیادہ نقصان پہنچایا۔

اس بات کا ذکر معروف مستشرق سر ولیم میور (Sir William Muir) نے اپنی کتاب "Life of Muhammad" میں بطور خاص کیا ہے۔

حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلبؓ نے اس موقع پر درج ذیل اشعار کہے۔

الم ترا مرا کان عجب الدھر

وللحین اسباب مبینۃ الامر

وما ذاک الا ان قوما اقادهم

فحانوا تواصو بالعقوق و بالکفر

عشیة راحوا نحو بدر بجمعهم

فکانوا رهوناً للرکیة من بدر

فلما التقینا لم تکن مثنویة

لنا غیر بالمثقفة السمر

وضرب بیبیض یختلی الرأس حدها

مشهرة الألوان بینة الأثر

و نحن ترکنا عتبة الغی خاویا

و شیبة فی قتلی تجر جم فی الجفر

وعمر و ثوی فیمن حوی من حماتهم

فشقت جیوب النائحات علیٰ عمرو

جیوب ساء من لوی بن غالب

کرام تفر عن الزوائب من فهر

اولٰئک قوم قتلوا فی ضلالهم

وخلوا الواء غیر محتضر النصر

لواء ضلال قاد ابلیس اهله

فجاس بهم ان اۂلخبیث الیٰ غدر

وقال لهم اذ عاین الامر و اضحاً

برئت الیهم ما بی الیوم من صبر

فانی أری مالاترون و اننی

اخاف عقاب الله والله ذو قسر

فقد مهم للحین حتی تور طوا

وکان بمالم یخبر القوم ذا خبر

فكانوا غداة البئر الفاً و جمعنا
ثلاث مئين كالمسدمة الزهر
وفينا جنود الله حين يمدنا
بهم فی مقام لم مستوضح الذكر
فشد بهم جبريل تحت لوائنا
لدی مأزق فيه منايا هم تجری

ترجمہ: ''کیا تو نے زمانہ کا ایک عجیب معاملہ نہیں دیکھا، موت کے کچھ اسباب بہت نمایاں ہوتے ہیں۔ وہ معاملہ یہ ہے کہ ایک قوم دشمن کو فنا کرنے آئی تھی، مگر خود فنا ہوگئی۔ اس قوم نے نافرمانی اور کفر کی ایک دوسرے کو وصیت کر رکھی تھی۔ یہ واقعہ اس شام کا ہے جب وہ سب کے سب میدانِ بدر میں آئے اور ان کی لاشیں بدر کے کنویں میں گروی ہو کر رہ گئیں۔ جب جنگ شروع ہوئی تو گندم گوں سیدھے نیزوں کے ساتھ نیزہ بازی کے سوا ہمارا کوئی کام نہ تھا۔ اور ایسی قاطع تلواروں کے ساتھ شمشیر زنی کرنے لگے جن سے دشمنوں کے سر اڑنے لگے اور وہ چمک دار تلواریں اپنا نمایاں اثر چھوڑ رہی تھیں۔ ہم نے سرکش عتبہ اور اس کے بھائی شیبہ کو ان مقتولوں میں داخل کر دیا جو بدر کے کنویں میں ہمیشہ کے لیے دفن ہوگئے۔ اور ان کا حمایتی ابوجہل عمرو بن ہشام بھی انہی میں رہ گیا اور بین کرتی ہوئی عورتوں نے اس پر اپنے گریباں پھاڑ دیے۔ لوی بن غالب کی عالی نسب عورتوں نے اپنے گریباں پھاڑ دیے جو فہر کے اونچے طبقے سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ لوگ اپنی گمراہی میں ہی قتل ہوگئے اور اپنے پیچھے مدد سے محروم جھنڈا چھوڑ گئے۔ وہ گمراہی کا جھنڈا تھا جس کے نیچے ابلیس نے انھیں جمع کیا اور خبیث نے انھیں غداری پر آمادہ کیا۔ جب اس نے میدانِ جنگ میں ملائکہ کی قطاریں دیکھیں تو کہنے لگا۔ ''میں ان سے بیزار ہوں اور ان کی حمایت میں لڑنے سے معذور ہوں۔ اور کہنے لگا، اے اہلِ مکہ! مجھے وہ کچھ نظر آ رہا ہے جس کے دیکھنے سے تم محروم ہو اور مجھے زبردست اللہ کے عذاب سے ڈر لگتا ہے۔ وہ انھیں ہلاکت میں ڈالنے کے لیے لے آیا اور میدانِ جنگ میں انھیں پھنسا کر بھاگ گیا اور لوگوں کو اس انجام کے بارے میں نہ بتایا جس کے بارے میں وہ جانتا

تھا۔ جس دن کفار کی لاشیں کنویں میں پھینکی گئیں، وہ گنتی میں ایک ہزار تھے اور ہمارے کلیوں جیسے روشن دل نوجوان صرف تین سو تھے۔ اور ہماری مدد کے لیے اللہ کے لشکر موجود تھے، جنھوں نے میدانِ جنگ میں کارہائے نمایاں انجام دیے۔ ہمارے جھنڈے کے نیچے انھیں لے کر جبرائیل علیہ السلام نے ایسا حملہ کیا کہ جنگ کے تنگ میدان میں ہر طرف دشمن کے خون کی ندیاں بہ رہی تھیں۔''

سیدنا ابوطلحہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے حکم سے بدر کے روز قریش کے چوبیس بڑے بڑے سرداروں کی لاشیں بدر کے قلیب نامی اندھے اور گندے کنویں میں پھینک دی گئیں۔ جب میدان بدر میں فتح کے بعد تیسرا دن آیا تو آپ ﷺ نے کوچ کا حکم دیا۔ آپ کی سواری پر پالان کس دیا گیا۔ اس کے بعد آپ پیدل چلے اور پیچھے پیچھے صحابہ کرامؓ بھی چلے یہاں تک کہ آپ کنویں کے کنارے پر کھڑے ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے سرداران قریش کو ان کے باپوں کے نام لے لے کر پکارا۔

''اے عتبہ بن ربیعہ! اے شیبہ بن ربیعہ! اے امیہ بن خلف! اے ابوجہل بن ہشام! اسی طرح بنوشمس بن عبدمناف میں سے عبیدہ اور عاص، سعید بن عاص بن امیہ، حنظلہ بن ابوسفیان، ولید بن عتبہ بن ربیعہ۔'' اسی طرح آپ ﷺ نے بنونوفل بن عبد مناف سے حارث بن عامر بن نوفل اور طیمہ بن عدی کو اور دیگر قریشی قبائل سے نوفل بن خویلد بن اسد، زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد اور اس کے بھائی عقیل، ابوجہل کے بھائی عاص بن ہشام، خالد بن ولید کے بھائی ابوقیس بن ولید، حجاج سہمی کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ، علی بن امیہ بن خلف، عمرو بن عثمان، ام سلمہؓ کے بھائی مسعود بن ابی امیہ، قیس بن فاکہ بن مغیرہ، ابوسلمہؓ کے بھائی اسود بن عبدالاسد، ابوالعاص بن قیس بن عدی سہمی اور امیمہ بن رفاعہ بن ابورفاعہ کو مخاطب کیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

''اے فلاں بن فلاں اور اے فلاں بن فلاں! کیا تمھیں یہ بات اچھی لگتی ہے کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی؟ کیونکہ ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ فرمایا تھا، اسے ہم نے برحق پایا۔ پس تم سے تمھارے رب نے جو وعدہ کیا

تھا، کیا تم نے اسے برحق پایا؟''

سیدنا حضرت عمرؓ نے جب دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ مردہ لاشوں سے خطاب فرما رہے ہیں تو انھوں نے بڑے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ ان جسموں سے خطاب فرمارہے ہیں جن میں روح ہی نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! میں جو کچھ کہہ رہا ہوں، اسے تم لوگ ان سے زیادہ نہیں سن رہے۔'' (صحیح بخاری رقم الحدیث **1370**، سنن نسائی رقم **2076**، مسند احمد رقم **4864**)

ایک روایت میں ہے کہ صحابہ کرامؓ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ لوگ سن رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اسی طرح سن رہے ہیں جیسے تم سنتے ہو لیکن یہ لوگ جواب نہیں دے سکتے۔''

ستر مشرکین کی لاشوں نے لشکر کفار کے چھکے چھڑا دیئے تو سب سے پہلے خالد بن الاعلم یہاں میدان سے مکہ کی جانب بھاگا۔ وہ پہلا بھگوڑا تھا پھر سب کفار سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے۔ مسلمانوں نے انھیں نرغے میں لے کر قیدی بنانا شروع کیا۔ ستر کفار کو رسیوں میں جکڑ لیا۔ دس گھوڑے، ایک سو پچاس اونٹ اور ایک ہزار ہتھیار وغیرہ کا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اسلام نے دفاعی قوت کی تیاری پر بہت زور دیا ہے۔ اس زمانے میں گھوڑے کا مالک ہونا نمایاں حربی فضیلت تھی۔ چنانچہ بدر کے غازیوں کو مال غنیمت کا ایک ایک حصہ ملا تو حضور ﷺ نے اسلامی قانون کے مطابق ہر گھوڑے کے لیے دو، دو حصے الگ دیئے۔ گویا پیادہ اور شہ سوار کے حصہ غنیمت میں ایک اور تین کی نسبت تھی۔ یہ بات اولین سیرت نگار ابن اسحاق نے لکھی ہے اس سے اسلام کے نقطہ نظر سے قوی مومن اور ضعیف مومن کے فرق کا احساس ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے: **المومن القوی خیر واحب الی اللہ من المومن الضعیف** کہ طاقتور مومن بہتر ہے اور اللہ کے نزدیک کمزور مومن سے زیادہ بہتر ہے۔

(سنن ابن ماجہ رقم **79**، صحیح مسلم رقم **2664**، مسند احمد رقم **8829**)

سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہل بدر کو دیکھا اور فرمایا: **اعملو اما شئتم فقد غفرت لکم** ''اب تم جو چاہو کرو، میں نے تمھیں بخش دیا ہے'' (بخاری شریف رقم **3007**، صحیح مسلم **2494**، ابو داؤد **2650**، سنن ترمذی **3305**) حضور نبی کریم ﷺ اصحابِ بدر رضوان اللہ علیہم کی خاص عزت فرماتے۔ مجلس میں دوسرے صحابہ کی نسبت بدری صحابہ کو اپنے قریب جگہ دے کر خصوصی شرف بخشتے۔

ایک اور روایت سیدنا حضرت جابرؓ سے مسند احمد میں منقول ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

❑ **لن یدخل النار احد شھد بدرا**

''جو شخص (غزوہ) بدر میں شریک ہوا، وہ ہرگز جہنم میں نہ جائے گا۔''

(فتح الباری)

اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ بدری صحابہؓ باقی تمام صحابہؓ سے افضل ہیں جن میں خلفاء راشدین اور بقیہ چھ اصحابِ عشرہ مبشرہ شامل ہیں۔ حضرت رفاعہ بن رافع زرقیؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام، رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور پوچھا: آپ اہل بدر کو صحابہؓ میں کیسے شمار کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **من أفضل المسلمین** ''سب مسلمانوں سے افضل جانتا ہوں''۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی، فرشتوں میں سے جو فرشتے بدر میں حاضر ہوئے، ان کا درجہ فرشتوں میں بھی ایسا ہی سمجھا جاتا ہے۔ (بخاری شریف رقم **3992**)

جب بدر میں حاضر ہونے والوں کی فضیلت اور منقبت یہ ہے تو ان لوگوں کی فضیلت کیا ہوگی جنھوں نے جنگ بدر میں اپنی جانیں، جان آفرین کے سپرد کیں؟ اس سے ان شہدا کے مناقب کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اس بارے میں ایک بات اور ذہن نشین رہنی چاہیے کہ اہل حق کا عقیدہ ہے کہ اصحاب بدرؓ کے اسمائے گرامی باعث برکت ہیں۔ جب ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور جو دعا مانگی جاتی ہے، وہ قبول ہوتی ہے۔

جنگ بدر میں مندرجہ ذیل صحابہ کرامؓ شہادت کے رتبہ پر فائز ہوئے:

1- حضرت عبیدہؓ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف بن قصی

2- حضرت عمیرؓ بن ابی وقاص بن اُہیب بن عبد مناف

3- حضرت عمیرؓ بن عبد عمرو بن نضلہ، ان کی کنیت ابو محمد اور لقب ذوالشمالین تھا۔

4- حضرت عاقلؓ بن بکیر بن عبد یالیل

5- حضرت مھجعؓ بن صالح، وہ سیدنا حضرت عمر بن خطابؓ کے آزاد کردہ غلام تھے۔
معرکۂ بدر میں سب سے پہلے یہی شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔

6- حضرت صفوانؓ بن بیضاء

7- حضرت سعدؓ بن خیثمہ انصاری

8- حضرت مبشرؓ بن عبد المنذر بن زنبر انصاری

9- حضرت یزیدؓ بن حارث بن قیس بن مالک

10- حضرت عمیرؓ بن حمام بن جموح بن زید بن حرام انصاری

11- حضرت رافعؓ بن معلیٰ بن لوذان

12- حضرت حارثؓ (حارثہ) بن سراقہ بن حارث

13- حضرت عوفؓ بن حارث بن رفاعہ بن سواد ابن عفراء

14- حضرت معوذؓ بن حارث بن رفاعہ ابن عفراء

غزوہ بدر کی عظیم الشان فتح کے موقع پر حضرت حسان بن ثابتؓ نے بڑا یادگار قصیدہ کہا، اس میں سے دو شعر ملاحظہ کیجیے:

فینا الرسول و فینا الحق نتبعه
حتی الممات و نصر غیر محدوم
واف وماض شهاب يستضآء به
بدر انار علی کل الاما جيد

ترجمہ: ہم میں رسول خدا ﷺ ہیں، حق ہے، جس کی پیروی ہم مرتے دم تک کرتے رہیں گے۔ یہ غیر محدود، مکمل اور پوری مدد ہے۔ حضور ﷺ ایسا تابندہ شہاب ہیں

جن سے روشنی لی جاتی ہے اور ایسا درخشندہ بدرِ کامل ہیں جس نے تمام عزت وشان والوں کو روشن کر دیا ہے۔

'پاکستان سے دیارِ حرم تک' میں نسیم حجازی نے زیارت بدر کا حال بھی لکھا ہے۔ انھوں نے شہدائے بدر کے لیے اپنی دعا میں تمام مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کی ہے:

''بدر کے غازیو اور شہیدو! تم پر خدا کی لاکھ رحمتیں ہوں۔ اس دنیا میں حق کے متلاشیوں کی گردنیں تا قیامت تمھارے احسانات سے جھکی رہیں گی۔ تم نے کفر کی ظلمتوں میں جو قندیلیں روشن کی تھیں، وہ قیامت تک انسانیت کے بھٹکے ہوئے قافلوں کو سلامتی کا راستہ دکھلاتی رہیں گی۔ تم نے اپنے خون سے جس درخت کی آبیاری کی تھی، اس کی ٹھنڈی چھاؤں میں آرام کرنے والے اَن گنت انسان تمھیں ہمیشہ تشکر کے آنسو پیش کرتے رہیں گے۔''

شوال 2 ہجری میں غزوہ بنو قنیقاع پیش آیا۔ بنو قنیقاع کے یہودی بڑے متمول، طاقتور اور جنگجو لوگ تھے۔ آہن گری اور زرہ گری ان کا خاص پیشہ تھا اور انھوں نے اپنی حفاظت کے لیے کئی قلعے بنا رکھے تھے۔ حضور سرورِ کائنات ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں قیام فرمایا، تو اہلِ حق اور بنو قنیقاع کے درمیان یہ دوستانہ معاہدہ طے پایا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر دشمن کا مقابلہ کریں گے، لیکن یہ لوگ جلد ہی اپنے معاہدے سے منحرف ہوگئے۔ غزوہ بدر میں مسلمانوں کے خلاف طرح طرح کی یاوہ گوئیاں کر کے اپنے دل کے جلے پھپھولے پھوڑنے لگے۔ مسلمانوں کی فتح کی اہمیت وہ یہ کہہ کر گھٹاتے تھے۔

''مسلمانوں کا مقابلہ ہمارے ساتھ ہوتا تو انھیں معلوم ہو جاتا کہ جواں مرد کس طرح لڑتے ہیں۔''

شوال 2 ہجری میں ایک دل آزار واقعہ نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ ایک مسلمان خاتون بنو قنیقاع کے محلے میں کسی کام سے گئی۔ ایک یہودی نے اسے چھیڑ کر بے حرمت کیا۔ اس پر وہ بے بس خاتون فریاد کرنے اور رونے لگی۔ یہ دیکھ کر ایک مسلمان غصے سے

بے قابو ہوگیا اور اپنی تلوار سے اس یہودی کو قتل کر ڈالا۔ دوسری طرف یہودیوں نے اس غیرت مند مسلمان کو شہید کر ڈالا اور اعلانیہ سرکشی اور عہد شکنی پر آمادہ ہوگئے۔ مسلمانوں نے انھیں بہت سمجھایا، لیکن انھیں اپنے ہتھیاروں اور قلعوں پر اتنا ناز تھا کہ کسی طرح اپنے مفسدانہ ارادوں سے باز نہ آئے۔ آخر کار نبی مکرم ﷺ نے ان کے خلاف لڑائی کا اعلان کر دیا اور ان کے محلے کا محاصرہ کرلیا۔ بنوقینقاع نے پندرہ دن تک قلعہ بند ہوکر مقابلہ کیا لیکن اس کے بعد ان کی ہمت جواب دے گئی اور انھوں نے اس بات پر رضا مندی ظاہر کی کہ ”رسولِ اکرم ﷺ جو فیصلہ کریں گے، وہ اس کی پابندی کریں گے۔“

حضور ﷺ نے خزرج کے کچھ لوگوں سے مشورہ کیا اور پھر حکم فرمایا۔

”بنوقینقاع مدینہ کی سکونت ترک کر کے باہر چلے جائیں۔“

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے یہودیوں کی طرف سے سفارش کرتے ہوئے بہت منت سماجت کی اور یہ حکم واپس لینے کے لیے حضور نبی کریم ﷺ سے درخواست کی مگر آپ ﷺ نے اس کی سفارش مسترد کردی۔ چنانچہ یہ لوگ مدینہ سے نکل کر ملک شام کے ایک ضلع ازرعات میں چلے گئے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں وہاں ان کی اموات واقع ہو گئیں اور ان کا نام ونشان تک مٹ گیا۔

ابنِ سعد اور ابنِ ہشام کا بیان ہے کہ غزوہ بنوقینقاع میں بھی حضور سرورِ عالم ﷺ نے حضرت حمزہؓ کو اسلامی فوج کا پرچم عطا فرمایا تھا، چنانچہ وہ شروع سے لے کر آخر تک نہایت شجاعت اور استقلال کے ساتھ علمبرداری کے فرائض انجام دیتے رہے۔

بنوقینقاع کے لوگ زیورات کا کام کرتے تھے۔ ان کے باغات اور کھیت وغیرہ نہ تھے۔ لہٰذا مسلمانوں کو ان کی کوئی غیر منقولہ جائیداد ہاتھ نہ آئی البتہ ان کے پاس اسلحہ بہت تھا۔ وہ مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ کچھ اوزار تھے جو زیورات بنانے کے کام آتے تھے۔ وہ سارا مال ضبط کیا گیا۔ پھر اس میں سے خمس نکال کر مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ان کے اسلحہ سے رسول اللہ ﷺ نے بھی تین کمانیں (جن میں سے ایک کا نام کتوم، دوسری کا نام روحاء اور تیسری کا نام بیضاء تھا)، دوزرہیں (ایک کا نام صغدیہ اور دوسری کا نام فضہ تھا)،

تین تلواریں (ایک کا نام قلعی، دوسری کا نام بتار اور تیسری کا نام معلوم نہیں) اور تین نیزے اپنے لیے منتخب فرمائے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو طبقات ابن سعد، سیرۃ ابن ہشام، البدایہ والنہایہ)

بدر میں شکست کی خبر جب سے مکہ پہنچی تھی تو وہاں کہرام مچا ہوا تھا۔ ہر گھر ماتم کدہ بن گیا تھا۔ لیکن قریشیوں کی غیرت کا یہ عالم تھا کہ رسوائی کے خوف سے بلند آواز سے روتے بھی نہ تھے۔ اگرچہ وہ غم واندوہ سے نڈھال تھے، مگر ان کی ہمت نہ ٹوٹی تھی۔ ان کے دل جوش انتقام سے لبریز تھے، چنانچہ مشرکینِ مکہ نے قسم کھائی۔

''ہم جب تک بدر کی شکست کا انتقام نہیں لے لیں گے، چین سے نہیں بیٹھیں گے۔''

اب ابوسفیان نے دو فیصلے کیے جن میں سے پہلا فیصلہ کم و بیش سبھی نے تسلیم کر لیا۔ یہ اس ضمن میں تھا کہ جنگ بدر کے مقتولین کی یاد میں نہ تو گریہ وزاری کی جائے اور نہ ہی کسی اور رنگ میں ان کا سوگ منایا جائے۔ اس حکم کے پس پشت یہ خیال تھا کہ آنسوؤں سے ان کے دلوں کی تلخی ڈھل جائے گی اور یہ کہ اس تلخی کو اس وقت تک موجود رہنا چاہیے جب تک کہ مسلمانوں سے انتقام نہیں لے لیا جاتا۔ بہرحال جن کے لیے غم کا بوجھ ناقابل برداشت تھا، وہ چھپ چھپ کر روئے۔ دوسرا فیصلہ ان قیدیوں کے بارے میں تھا جو مسلمانوں کے قبضے میں تھے۔ ابوسفیان نے قیدیوں کی رہائی کے لیے تمام کوششوں کی ممانعت کر دی، اس خدشے سے کہ اگر یہ کوششیں جلد شروع کر دی گئیں تو ہو سکتا ہے کہ مسلمان فدیہ بڑھا دیں۔ لیکن اس فیصلے پر ہر ایک نے عمل نہ کیا۔ ابھی دو دن بھی نہیں گزرے تھے کہ ایک شخص اپنے باپ کا فدیہ ادا کرنے کے لیے چپکے سے رات کے وقت مکہ سے کھسک گیا۔ جب اس بات کا دوسروں کو علم ہوا تو انھوں نے یہ معاملہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اپنے عزیز و اقارب کو رہا کرا لائے۔ چنانچہ ابوسفیان کو اپنا یہ فیصلہ کالعدم قرار دینا پڑا۔

جب سے کفارِ مکہ کو اس بات کا علم ہوا تھا کہ ان کے سرکردہ لوگوں میں سے کچھ لوگوں کو حضرت حمزہؓ نے قتل کیا ہے یا انھیں قتل کرنے میں مدد دی ہے، تو ان سب کے

دلوں میں حضرت حمزہؓ کے لیے نفرت ہی نفرت تھی۔ اس بار لڑائی کے بارے میں جو مشورے ہو رہے تھے یا جو کچھ منصوبے بنائے جا رہے تھے، ان میں سب سے زیادہ ذکر حضرت حمزہؓ کا تھا۔

شوال 3 ہجری میں مشرکینِ مکہ نے بدر کی شکست کا انتقام لینے کے لیے بڑے جوش وخروش سے مدینہ منورہ پر چڑھائی کی۔ کفارِ مکہ کا تین ہزار جنگجوؤں پر مشتمل لشکر کیل کانٹوں سے لیس ہو کر مکہ سے روانہ ہوا۔ ان میں سات سو زرہ پوش اور ایک سو ماہر تیر انداز تھے۔ نیز اس فوج کے ساتھ تین ہزار اونٹ اور دو سو گھوڑے بھی تھے۔ قریش کے جوش کا یہ عالم تھا کہ ان کے بڑے بڑے گھرانوں کی خواتین لشکر میں شامل ہوگئی تھیں۔ کیونکہ وہ مردان کارزار کو غیرت دلانے کے لیے آئی تھیں تا کہ میدانِ جنگ میں ان کے پاؤں اکھڑنے نہ پائیں۔ ان کے علاوہ ایک درجن سے زائد دوسری عورتیں بھی ساتھ تھیں جو بدر کے مقتولین پر روتیں، نوحہ و ماتم کرتیں اور اپنے مردوں کو مسلمانوں کے خلاف اشتعال دلا کر مردانہ وار لڑنے پر ابھارتی تھیں۔ اس لشکر کی قیادت ابوسفیان بن حرب کر رہے تھے، جنھوں نے اس وقت تک اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ جب مہم مدینہ کی جانب روانہ ہوئی تو قریش کے ایک سردار، جبیر بن مطعم نے اپنے غلام سے جو وحشی بن حرب کے نام سے مشہور تھا، کہا: ''اگر تم محمد (ﷺ) کے چچا حمزہؓ کو جس کے ہاتھوں میرا چچا جنگ بدر میں مارا گیا تھا، قتل کر دکھاؤ تو میں تمھیں آزاد کر دوں گا''۔ وحشی اس اُمید افزائی سے بہت خوش ہوا، وہ ایک لحیم شحیم، سیاہ فام حبشی غلام تھا جو لڑائی میں ہمیشہ اپنے وطن افریقہ کے بنے ہوئے نیزے سے کام لیتا تھا۔ اس ہتھیار کے استعمال میں اسے خوب مہارت حاصل تھی اور اس کا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوا تھا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد، وحشی کو ایک محمل بردار اونٹ اپنے قریب آتا دکھائی دیا۔ محمل میں سے ہند نے جھانک کر دیکھا اور وحشی سے مخاطب ہوئی، اے ابودسمہ! ''میرا کلیجہ ٹھنڈا کر اور انعام لے'' اس نے وحشی سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ حمزہؓ کو قتل کر کے اس کے باپ کے قتل کا انتقام لے گا تو وہ اپنا تمام زیور، جو اس نے پہن رکھا تھا، اتار کر وحشی کو دے دے گی۔ وحشی نے ہند کے زیورات،

اس کے ہار، اس کی چوڑیوں، اس کی پازیبوں اور اس کی انگوٹھیوں کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ یہ تمام چیزیں بہت قیمتی دکھائی دیتی تھیں اور ان کے حصول کی توقع میں اس کی نگاہیں چمک اٹھیں۔

شوال 3ھ بمطابق مارچ 625ء کو رحمت عالم ﷺ کو کفار کے لشکر کی اطلاع اس وقت ملی جب یہ لشکر ذوالحلیفہ کے قریب خیمہ زن ہو چکا تھا۔ اندریں حالت مسلمانوں کے لیے جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کی خاطر دفاعی اقدام ناگزیر تھا جس کے نتیجہ میں غزوہ اُحد ظہور پذیر ہوا۔ جمعہ کی رات کو حضرت سعد بن معاذؓ، اسید بن حضیرؓ اور سعد بن عبادہؓ ایک جماعت کے ساتھ مسلح ہو کر حضور اقدس ﷺ کے دولت خانے پر پہرہ دیتے رہے اور شہر پر بھی پہرہ لگا دیا۔ اسی رات حضور نبی کریم ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ گویا آپ مضبوط زرہ پہنے ہوئے ہیں۔ آپ کی تلوار ذوالفقار ایک طرف سے ٹوٹ گئی ہے۔ ایک گائے پر نظر پڑی جو ذبح کی جارہی ہے اور آپ کے پیچھے ایک مینڈھا سوار ہے۔ صبح کو آپ ﷺ نے یہ تعبیر بیان فرمائی کہ مضبوط زرہ مدینہ ہے۔ تلوار کی شکستگی ذات شریف پر مشکل ہے۔ گائے آپ کے وہ اصحاب ہیں جو شہید ہونگے اور مینڈھا **کبش الکتیبہ** (معروف مشرک طلحہ بن ابی طلحہ) ہے جسے اللہ تعالیٰ قتل کرے گا۔ بعض سیرت نگاروں کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی تلوار کے سرے کی شکستگی کی تعبیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ میرے گھر کے کسی خاص آدمی کی شہادت کی علامت ہے۔ ظاہر ہے کہ گھر کے خاص مرد حضرت حمزہؓ ہی ہیں۔ اس خواب کے سبب سے حضور اکرم ﷺ کی رائے تھی کہ مدینے میں رہتے ہوئے کفار سے نبرد آزما ہوا جائے جبکہ وہ نوجوان جو کہ جنگِ بدر میں شریک نہ ہوئے تھے، اُن کے دلوں میں شہادت کا شوق مچل رہا تھا اور وہ چاہتے تھے کہ باہر جا کر دشمنوں سے مقابلہ کیا جائے۔ اُس وقت حضرت حمزہؓ، حضرت سعد بن عبادہؓ، حضرت نعمان بن مالکؓ، حضرت ابن ثعلبہؓ اور انصار کے ایک گروہ نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اگر ہم دفاعی انداز اختیار کریں گے تو دشمنوں کی ہمت بڑھے گی اور وہ سمجھیں گے کہ ہم بزدلی کی وجہ سے مدینے میں محصور

ہو کر جنگ کر رہے ہیں۔ جنگِ بدر میں تو حضور ﷺ کے ساتھ تین سو افراد تھے لیکن اب تو حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے زبردست غلبہ عطا فرمایا ہے اور آج ہماری تعداد زیادہ ہے، ہم مدت سے اس دن کی تمنا لیے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس دن کی دُعا کیا کرتے تھے، آج اللہ تعالیٰ نے خود انھیں ہماری طرف بھیج دیا۔ حضور ﷺ نے جب مسلمانوں کا یہ جوش و جذبہ دیکھا اور ملاحظہ فرمایا کہ اسلام کے متوالوں نے جنگی لباس پہن لیا ہے تو آپ ﷺ نے اُن کی رائے کو قبول فرما لیا۔ حضرت حمزہؓ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ پر کتاب نازل کی، میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک مدینہ سے باہر جا کر انھیں اپنی تلوار کی کوندتی بجلیوں سے بھسم نہ کر دوں۔'' یہ جمعہ کے دن کی بات ہے، اُس دن بھی حضرت حمزہؓ روزے دار تھے اور جس دن آپ شہید ہوئے یعنی بروز ہفتہ بھی آپ روزے سے تھے۔

حضور شفیع المذنبین ﷺ نے جمعہ کی نماز پڑھائی۔ بعد میں ایک انصاری مسلمان حضرت مالک بن عمرو نجاریؓ کے جنازے کی نماز پڑھائی۔ اس دوران نمازِ عصر کا وقت ہو گیا۔ آپ ﷺ نے نمازِ عصر پڑھی اور اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے۔ سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ اور سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ دونوں آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ان دونوں نے وہاں آپ ﷺ کو عمامہ بندھوایا اور پوشاک زیب تن کروائی۔ پھر دو زرہیں پہنائیں۔ پشت مبارک کو چمڑے کے پٹکے سے کسا جس کے بعد آپ ﷺ لوگوں کے سامنے اس حالت میں تشریف لائے کہ گردن کی ایک طرف تلوار کا پرتلہ تھا، دوسری طرف کمان، پشت پر ترکش اور دست مبارک میں نیزہ۔ (سیرت حلبیہ، طبقات ابن سعد) سر پر اس وقت عمامہ تھا لیکن میدان جنگ میں جب آپ ﷺ صفیں درست فرما رہے تھے تو سر مبارک پر خود تھا اور اس کے ساتھ مغفر بھی۔ (طبقات ابن سعد) چنانچہ اس حالت میں آپ ﷺ کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے۔ تمام اہلِ حق بھی جہاد کے لیے تیار ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے جن کی تعداد ایک ہزار تھی۔ ان میں سے صرف ایک سو زرہ پوش تھے اور لشکر میں صرف دو گھوڑے تھے۔ ایک روایت کے مطابق ایک گھوڑے پر

حضور نبی کریم ﷺ سوار تھے اور دوسرے پر ابو بردہ بن نیارؓ سوار تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ مجاہدین اسلام کے ساتھ 14 شوال 3 ہجری بمطابق 22 مارچ 625ء کو میدان احد پہنچے۔

کوہِ احد کی گھاٹی میں پڑاؤ ڈالنے سے پہلے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں سمیت لشکر سے علیحدہ ہوگیا۔ اب حضور نبی کریم ﷺ صرف سات سو مجاہدین کے ساتھ تین ہزار مشرکینِ مکہ سے مقابلہ کرنے کے لیے میدانِ جنگ میں اترے۔

دونوں افواج کا موازنہ کیا جائے تو حیرت ہوتی ہے کہ مسلمان مجاہدین ہر اعتبار سے کفار کے مقابلہ میں ایک چوتھائی سے بھی کم تھے۔ مجاہدین اسلام صرف اور صرف محبت رسول ﷺ کی دولت سے لیس تھے جو ہر قسم کے دنیاوی اسلحہ سے بڑھ کر ہے۔

مدینہ منورہ کے پہاڑوں میں جبل احد کی فضیلت سب سے بڑھ کر ہے۔ مسجد نبوی کے بابِ فہد کے سامنے کھڑے ہو کر اگر ہم شمال کی جانب نظر اُٹھائیں تو ہماری نگاہیں اِس متبرک پہاڑ کی دُور سے ایک جھلک دیکھ لیتی ہیں جو کہ احادیث مبارکہ کی رو سے جنت کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے۔ یہ بابرکت کوہِ رحمت گرینائٹ کی چٹانوں سے بنا ہے جو کہ سرخی مائل نظر آتی ہیں، تاہم اِس کے کچھ حصے گہرے بھورے رنگ کے بھی ہیں۔ اس کے شمال میں ہی مدینہ منورہ کی حرم کی حد بندی کرنے والا پہاڑ ثور نصف میل کے فاصلہ پر موجود ہے۔ کیونکہ مسجد نبوی کے چاروں طرف پندرہ کلومیٹر کا علاقہ حدود حرم ہے۔ لہٰذا پہاڑ ثور مسجد نبوی سے 7 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، جبکہ جبل احد 6 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ اس کی لمبائی بھی قریباً 6 کلومیٹر ہے۔ یہ پہاڑ ہر آنے والے کو زبانِ حال سے غزوۂ اُحد کا ایک ایک ورق کھول کر سناتا ہے کہ اس کے آنگن میں کون سا معرکہ حق و باطل ہوا تھا۔ فخر و افتخار سے اپنا سر آسمان تک بلند کیے ہوئے یہ جبل اُحد آج بھی اپنی اس تنگ وادی کی طرف اشارہ کر کے بتاتا ہے کہ یہاں اِسی دامن کوہ میں لشکر اسلام خیمہ زن ہو کر کفر سے نبرد آزما ہوا تھا۔ اس کی فضائیں آج بھی اِن نعرۂ ہائے تکبیر کی صدائے بازگشت سناتی ہیں جو کہ شیر یزداں حیدر کرارؓ نے سیف ذوالفقار لہراتے ہوئے، سید الشہدا حضرت حمزہؓ نے دیوانہ وار آگے بڑھتے ہوئے اور حضرت

ابودجانہؓ نے سیف رسول مقبول ﷺ ہاتھ میں لے کر اس کا حق ادا کرتے ہوئے لگائے تھے۔ سیرت طیبہ میں کسی اور مشہد نے ایسا مقتل نہیں دیکھا جہاں سرفروشانِ توحید نے اپنے سالارِ کارواں اور میر امم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی حفاظت وسلامتی کے لیے اتنا زیادہ خون کا نذرانہ بیک وقت پیش کیا ہو۔ اِسی جبل اُحد کے دامن میں کسی جگہ حضرت ام عمارہؓ کا کٹا ہوا ایک بازو بھی دفن ہے جس کے باوجود اس صحابیہ جلیلہؓ نے حفاظت رسول مقبول ﷺ کا حق ادا کر کے تا ابد خواتین اسلام کا سر بلند کر دیا تھا۔ نگاہِ جذب ومستی سے اگر دیکھا جائے تو اس کی چٹانوں کا سرخی مائل رنگ، اس کی وادیوں کی سرخ سرخ مٹی اور اس کے دامن میں کھلنے والے ہر پھول کی سرخی اسی داستانِ خوں چکاں کی یاد دلاتی ہیں جس سے عہدہ برآ ہو کر انصار ومہاجرین مدینہ کی جاں نثاری جریدہ عالم پر ثبت ہو گئی ہے۔ اسی جبل اُحد کی جھولی میں حضور سرورِ کائنات ﷺ نے اپنے اور اپنے جان نثاروں کے سجدوں کی سوغات ڈال دی۔ جگہ چھوٹی سی تھی مگر جبل اُحد تو تنگ دامن نہیں تھا۔ اس نے جھولی پھیلائی تو رسول رحمت ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ سکڑ کر بیٹھ جاؤ اور سب اسی چھوٹی سی جگہ پر بیٹھ کر سربسجود ہو گئے۔ زخمی ہونے کی وجہ سے یہ نماز امام الامت رسول اللہ ﷺ نے بیٹھ کر پڑھائی تھی اور سب نے اقتدا میں بیٹھ کر ہی ادا کی تھی۔ یہ جگہ آج بھی ''مسجد فسح'' (سکڑ کر بیٹھنے کی مسجد) کے نام سے ان سعادتوں اور فیوض وبرکات کی طرف اشارہ کرتی ہیں جن سے جبل اُحد کا دامن مالا مال ہو گیا تھا۔

جبل احد کی فضیلت سے متعلق حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

❑ **هذا جبل يحبنا و نحبه** (صحیح بخاری رقم **1481**، صحیح مسلم رقم **1365**، سنن نسائی **5503**، سنن دارمی **2617**)

ترجمہ: ''یہ جبل احد ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس کو محبوب سمجھتے ہیں۔''

جبل اُحد کی آپ ﷺ سے محبت کرنے کا مطلب کتب سیرت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ سفر سے واپسی کے وقت جب یہ پہاڑ نبی رحمت ﷺ کو دیکھتا تو آپ سے

ملاقات کے شوق میں پھولا نہ سماتا تھا۔ ظاہر ہے محبّ ایسے ہی کرتا ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ حقیقتاً اس میں محبت رکھ دی گئی تھی جیسے حضرت داوٗد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح کرنے والے پہاڑوں میں تسبیح رکھ دی گئی تھی یا جیسے بعض پتھروں میں اللہ کا ڈر رکھ دیا گیا ہے۔

جبل احد ہی مدینہ منورہ کا وہ خوش قسمت پہاڑ ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے محبوب وپسند فرمایا اور اس پہاڑ کو بعض مثالوں سے تشبیہ کے لیے استعمال فرمایا۔ ایک مثال ملاحظہ کریں۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''کہ میرے (کسی) صحابی کی نہ برائی کی جائے، نہ گالی دی جائے کیونکہ اگر تم میں سے کوئی بھی جبل احد کے مثل و برابر سونا بھی خیرات کر دے تو وہ میرے صحابی کے مٹھی بھر یا اس سے نصف کی خیرات کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔'' (صحیح بخاری رقم 3673، صحیح مسلم رقم 2541، سنن ترمذی 3861)

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جبل احد پر حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ کے ہمراہ چڑھے تو پہاڑ پر لرزہ طاری ہو گیا اور وہ کانپنے لگا تو نبی ﷺ نے جبل احد کو مخاطب کر کے فرمایا: ''تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔'' صحیح بخاری کی دو دوسری احادیث جو حاشیہ میں مذکور ہیں، میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔ آپ نے اپنا پاؤں مبارک جبل احد پر مارا اور فرمایا رک جا'' (صحیح بخاری)

ایک ٹھوکر میں احد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ تاجدار مدینہ ﷺ کی نظر شفقت جبل اُحد پر پڑی اور زبان سے بے ساختہ اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی اور فرمایا: ''یہ پہاڑ ہمیں محبوب رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں اور یہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہے جبکہ عیر بھی ایک پہاڑ ہے جو ہم سے دشمنی کرتا ہے اور ہم اسے دشمن سمجھتے ہیں۔ وہ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہے۔ (کنز العمال)

جبل عیر کوہ احد سے جنوب میں مکہ مکرمہ کے راستے میں واقع ہے جسے محسن کائناتﷺ نے دشمن قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جمادات میں بھی دوستی و دشمنی اور نیک بختی و سعادت مندی کی کیفیت پائی جاتی ہے۔ پہاڑوں کی الفت و محبت کی نوعیت جمادات کی تسبیح وتہلیل سے مشابعت رکھتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

❑ **و ان من شیءٍ الایسبح بحمدہٖ** (بنی اسرائیل:44)

اور ہر ایک چیز (جو زمین و آسمان کے درمیان ہے) اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتی ہے۔

جب پہاڑ اور دیگر جمادات اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا میں ہمہ وقت مصروف ہیں تو رحمت کائناتﷺ سے ان کی محبت کا ظہور بعید از قیاس نہیں ہے۔ یہ ضرب المثل مشہور ہے۔''**المرا مع من احب**'' جس سے محبت ہوتی ہے، اسی سے رفاقت بھی نصیب ہوتی ہے۔اسی بناء پر محسن کائناتﷺ نے فرمایا:

''کوہِ احد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہوگا۔ جب تم اس کے پاس سے گزرو تو اس کے درختوں کا میوہ کھا لیا کرو۔ اگر کچھ بھی نہ ملے تو وہاں صحرا کی گھاس ہی چبا لو.....'' (کنز العمال)

آپﷺ نے مزید ارشاد فرمایا۔

❑ **احد رکن من ارکان الجنة**

کوہ احد جنت کا ایک رکن ہے۔ (کنز العمال)

سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے کوہِ طور پر اپنے نور کی تجلی ڈالی تو وہ عظمتِ خداوندی سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گیا۔ جس میں سے تین ٹکڑے مکہ مکرمہ میں اور تین ٹکڑے مدینہ منورہ میں جا پڑے، مکہ مکرمہ میں جبل حرا، جبل ثبیر اور جبل ثور معرضِ وجود میں آئے اور مدینہ منورہ میں جبل احد، جبل ورقان اور جبل رضوی ظہور پذیر ہوئے۔ (وفا الوفاء جلد2، ص108) جبل ورقان مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے راستہ میں واقع ہے اور جبل رضوی ینبع میں ہے جبکہ جبل ثبیر اور جبل ثور منیٰ میں اور جبل حرا، جبل نور کے نام سے معروف ہے۔

جس طرح باشندگان مدینہ میں مومنین اور منافقین کے دو گروپ بن گئے تھے اسی طرح مدینہ کے پہاڑ بھی دو حصوں میں تقسیم تھے۔اسی کا نتیجہ ہے کہ ساکنان مسجد ضرار اور دیگر منافقین جبل عیر کی جانب آباد تھے جو آخرت میں بھی انھیں کے ساتھ جہنم رسید ہوگا۔اسی لیے غزوہ احد کے موقع پر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول اپنے منافق ساتھیوں کی معیت میں حضور اقدس ﷺ کے ہمراہ نکلنے کے باوجود کوہ احد تک نہ پہنچا اور راستہ ہی سے لوٹ گیا۔کیونکہ کوہ احد صدیقین اور محبوبین کی جگہ تھی۔

چار پہاڑ جنت کے پہاڑوں سے اور چار نہریں جنت کی نہروں میں سے ہیں۔احد کے علاوہ ورقان، طور اور لبنان بھی جنت کے پہاڑوں سے ہیں۔جبکہ فرات، سیحون، نیل اور جیحون جنت کی نہروں سے ہیں۔(وفا الوفا جلد 2 ص 108)

احد پہاڑ کی ایک جانب مسجد السبق ہے۔اس کے بارے میں سیرت نگاروں کا کہنا ہے کہ یہ جگہ مدینۃ الرسول میں مجاہدین کی بازی گاہ تھی۔جدید مشینی جنگوں سے پہلے ہزاروں سالوں سے گھوڑا حربی فضیلت کی علامت تھا۔چنانچہ مجاہدین اسلام اس مقام پر حربی مہارت، مردانگی اور جذبۂ جہاد کی تربیت و تیاری کے لیے گھوڑے دوڑایا کرتے تھے۔حضور نبی کریم ﷺ یہاں کھڑے ہو کر گھوڑ دوڑ کا مشاہدہ فرماتے اور جیتنے والوں کا اعلان فرمایا کرتے تھے۔حضرت حمزہؓ گھوڑ سواری کے مختلف مقابلوں میں نمایاں پوزیشن حاصل کرتے۔اس مقابلہ و مسابقت کی بنا پر اس کا نام مسجد السبق ہے۔

مسجد کی موجودہ بلڈنگ شاہ فیصلؒ کے زمانہ میں تعمیر ہوئی اور اس کی مرمت شاہ فہد کے زمانہ میں ہوئی۔واضح رہے کہ گھڑ سواری یہاں سے شروع ہو کر دو منزلوں پر مکمل ہوتی، پہلی منزل قبیلہ بنو زریق کی بستی اور دوسری منزل مقام حفیاء تھی۔بنو زریق: انصار کا مشہور قبیلہ ہے۔ان کی رہائش مسجد غمامہ اور مسجد نبوی ﷺ کی جنوبی طرف تھی جو کہ موجودہ شرعی عدالت کے قریب تھی۔ان کی بستی میں ایک مسجد تھی جو مسجد بنی زریق کے نام سے معروف تھی۔اس کی بابت سیرت نگار لکھتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں سب سے پہلے قرآن کریم کی تلاوت یہاں ہوئی۔چونکہ بنو زریق کے ایک شخص حضرت رافع بن مالکؓ بیعت

عقبہ کے دوران حضور نبی کریم ﷺ سے ملے تو آپ ﷺ نے اِن کوقرآن پڑھایا جوانھوں نے مدینہ منورہ آ کر اپنے قبیلہ کو پڑھایا۔ حفیاء: مدینہ منورہ کے باہر جبل احد کی مغربی جانب غابہ کے قریب ایک جگہ ہے۔ مسجد نبوی شریف سے تقریباً دس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں گھوڑوں کی ریہرسل یہاں تک ہوتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک گھوڑوں کی ریہرسل کرائی۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر 1870) حفیاء اور ثنیۃ الوداع کے درمیان تقریباً 9 کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔

ثنیۃ الوداع ایک معروف علاقہ ہے۔ لغت کے اعتبار سے پہاڑوں کے درمیان والے راستہ کو ثنیۃ کہتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں دو ثنیۃ مشہور ہیں، ایک شمالی جانب ہے۔ خیبر، تبوک اور شام جانے والے یہاں سے گذرتے ہیں جو پندرھویں صدی ہجری کے آغاز میں سڑک کی توسیع میں آ گیا۔ یہ ثنیہ شارع سید الشہداؓ اور شارع ابوبکرؓ کے سنگم پر واقع تھا جس کا فاصلہ مسجد نبوی شریف کے شمال مغربی کونے سے تقریباً سات سو پچاس میٹر ہے۔ اس پر ایک مسجد بھی بنی ہوئی تھی جو مسجد ثنیۃ الوداع کے نام سے مشہور تھی۔ دوسرا ثنیہ قباء کی طرف تھا۔ قبا کے راستے سے مکہ مکرمہ آنے جانے والے وہاں سے گذرتے تھے۔

''حدیثِ دفاع'' نامی کتاب میجر جنرل اکبر خان نے نہایت خلوص، محبت اور محنت سے لکھی ہے اور دلائل و واقعات سے ثابت کیا ہے کہ حضور ﷺ ایک مایہ ناز پیدائشی جرنیل تھے۔ آپ ﷺ بہترین دفاعی منصوبہ ساز اور فن سپہ گری کے امام تھے جن کا ایک ایک غزوہ ان کی عسکری مہارت و قابلیت کا زندہ ثبوت ہے۔

غزوۂ احد میں بھی حضور ﷺ نے دفاعی سیاست کا شاندار مظاہرہ کیا۔ کوئی ہوشمند جرنیل اپنے منصوبۂ دفاع کو کبھی کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ جب جمعہ کے روز حضور ﷺ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا تو کچھ لوگوں کی رائے تھی کہ مدینہ میں قلعہ بند ہو کر مقابلہ کیا جائے۔ نوجوان میدان میں معرکہ آزما ہونا چاہتے تھے۔ حضورؐ نے اپنی رائے ظاہر نہ فرمائی البتہ جنگ کے لیے تیار ہونے کا حکم دے دیا۔ جب کوچ کیا تو بھی اس معروف

راستے سے احد کی طرف جانے کے بجائے جنوب کی طرف چلے اور دیارِ بنی ظفر کی سمت کے باغات یعنی مشرق کی طرف چلتے گئے۔ جب لشکرِ اسلام شواط کے مقام پر پہنچا تو عبداللہ بن ابی جو بظاہر مسلمان اور بباطن منافق تھا، حضور نبی الملاحم ﷺ کی اس نقل و حرکت کو نہ سمجھ سکا اور اس نے کہنا شروع کیا کہ یہ ہمیں کہاں لے جایا جا رہا ہے، ہم ایسی جگہ نہیں لڑیں گے۔ جب اس کی باتوں پر توجہ نہ کی گئی تو باغی ہو گیا اور اپنے تین سو آدمیوں کو لے کر مدینہ واپس چلا گیا۔ حضور ﷺ باقی لشکر کو لے کر مقامِ شیخین تشریف لائے جہاں تھوڑے سے مکانات کی آبادی تھی۔ پھر حضور ﷺ دیار بنی حارثہ پہنچے تو آپ ﷺ نے خفیہ راستے کے لیے یہاں سے ایک قابل اور تجربہ کار گائیڈ ابوحثمہ الحارثی کو ساتھ لیا تاکہ وہ لشکرِ اسلام کی ایسے راستے پر رہبری کرے کہ دشمن کو خبر نہ ہو اور وہ کفار کے عقب میں جبل احد کے درہ میں پہنچ جائے۔ چنانچہ ابوحثمہ پتھریلے میدان سے آگے کھیتوں میں سے ہوتا ہوا مجاہدین کو لے کر بالآخر مذکورہ دونوں چشموں کے پاس لے آیا جہاں ان کی پشت پہ جبل احد تھا اور سامنے جبل عینین تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس پہاڑ کی چوٹی پر نماز بھی ادا فرمائی تھی جس کی یاد میں اس پر ایک مسجد تعمیر کی گئی تھی۔ اب اس مسجد کو ختم کر دیا گیا ہے۔ اس پہاڑی کے بغور معائنہ کے بعد اس مسجد کی بچی کھچی چند اینٹیں نظر آ جاتی ہیں جو کہ اس کی بنیادوں میں استعمال ہوئی تھی۔ غالباً یہ وہی جگہ تھی جہاں سے چھپ کر وحشی نے حضرت حمزہؓ پر وار کیا تھا۔

احد پہاڑ کا شمالی رخ چار کلومیٹر لمبا ایک بلند دیوار کی طرح ٹھوس چٹانوں پر مشتمل ہے۔ پہاڑ کی چوڑائی دو اور تین سو میٹر کے درمیان ہے۔ شرقاً غرباً پھیلے ہوئے اس پہاڑ کے سرے نوکیلے ہیں۔ جنوبی رخ کے ایک حصے میں گھوڑے کے نعل کی طرح ہلالی خم ہے۔ کوہِ احد کی شمالی چوٹی جبل ثور کہلاتی ہے۔ یوں یہ مکہ معظّمہ کے اس تاریخی جبل ثور کی ہم نام ہے جہاں حضور ﷺ نے ہجرت کے تین شب و روز کے لیے پناہ لی تھی۔ نعل کی شکل کی وادی میں دو چشمے بہتے ہیں جن کی وجہ سے ان کے درمیان موجود ٹیلے کو جبل عینین کہتے ہیں۔ عربی میں عینین کا مطلب دو چشمے ہوتا ہے۔ چونکہ اس پہاڑی

کے قریب ہی میٹھے پانی کے چشمے ہوا کرتے تھے جن میں سے ایک چشمہ ''عین سیدنا حضرت حمزہؓ'' بہت ہی مشہور تھا، اس لیے عین ممکن ہے کہ اس پہاڑی کا نام عینین اِسی وجہ سے پڑ گیا ہوگا۔ پرانے وقتوں میں اس مقام پر دو چھوٹی چھوٹی مسجدیں بھی ہوا کرتی تھیں جن میں سے ایک تو پہاڑی کی چوٹی پر شرقی جانب تھی جبکہ دوسری قریب ہی سطح عرض پر مشرقی جانب تھی۔ یہ دونوں مساجد اُحد کی یاد میں تعمیر کی گئی تھیں جہاں حضور نبی رحمت ﷺ نے نماز ادا فرمائی تھی۔ وادی کے کنارے پر شرقی جانب جو مسجد واقع تھی، اس مقام کے متعلق کہا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت حمزہؓ اِسی مقام پر زخموں کی تاب نہ لاکر شہید ہو کر گر پڑے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے میدان جنگ میں ایسی جگہ مورچہ لگایا جہاں دشمن کے سوار دستہ کی فوقیت ختم ہوگئی اور آپ ﷺ اپنے تیر اندازوں سے نہایت مؤثر طریق پر کام لے سکتے تھے۔ آپ ﷺ نے فوج کا ایک حصہ بطور ریزروا اپنے پاس محفوظ رکھا تا کہ وقت پر اس سے کمک کا کام لیا جا سکے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا سیدنا حضرت حمزہؓ کو مقدمہ الجیش (میدان جنگ میں سب سے آگے بڑھ کر حملہ کرنے والا دستہ) کا سالار مقرر کیا اور فرمایا: چچا جان! آپ نے اگلی صفوں میں اور سب سے آگے بڑھ کر دشمنوں پر حملہ کرنا ہے۔ (جیسے پاک فوج میں ایس ایس جی **Special Services Group** کا دستہ ہوتا ہے۔) سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس خصوصی ہراول دستہ کا کوئی بھی مجاہد زرہ پوش نہیں تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جو غلامی رسول ﷺ میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے بے تاب تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کی زیرِ قیادت پچاس تیر انداز عینین کی پہاڑی پر متعین کیے کیونکہ خدشہ تھا کہ دشمن اس پہاڑی سے گزر کر عقب میں حملہ نہ کر دے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ایک زیرک سپہ سالار کی حیثیت سے ان تیر اندازوں کو اس انداز میں ہدایات دیں: ''اے اللہ کے بندو! یہ گھاٹی بہت ہی سخت ہے، لہٰذا پہاڑ کی طرح ڈٹ جاؤ۔ مجھے دشمن کے اُن سواروں سے اندیشہ ہے جو غفلت دیکھ کر اس طرف

سے مسلمانوں پر نہ آ پڑیں۔ اس لیے تمھیں تاکید کرتا ہوں کہ تم یہیں قائم رہنا، چاہے مسلمان جنگ میں غالب ہوں یا مغلوب۔ تمھیں اس ٹیلہ کو چھوڑنے کی ممانعت ہے۔تم یہاں ایسی دربانی کرواور اس پشتہ کے ایسے پشتیبان بن جاؤ کہ اگر قریش کے سوار اس راہ سے آئیں تو ان پر تم سب مل کر چوڑے پھال والے تیر (مشاقص) برساؤ (جنگلی باشندے آج کل بھی مختلف شکاروں کے لیے مختلف پھال کے تیر استعمال کرتے ہیں) اس لیے کہ بہادر سپاہی تو لڑنے مرنے سے نہیں ڈرتے مگر گھوڑے تیروں کے مقابل رُخ نہ کریں گے۔شکست و فتح کی اچھی بری کوئی صورت ہو، یہاں تک کہ اگر تم دیکھو کہ ہماری بوٹیاں پرندے نوچ لیے جا رہے ہیں اور تم یہ سمجھو کہ تمھاری مدد کی ہمیں ضرورت ہے، تب بھی تم اس جگہ سے نہ ٹلنا۔تم پر صرف عقب سے آنے والوں کی نگرانی ہی فرض ہے!'' ...... ہدایات کے بعد آپ ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ میں تم کو خدا پر گواہ کرتا ہوں کہ میں نے تم کو اس ٹیلہ پر قائم رہنے کی تبلیغ کی۔

فلک ٹوٹے زمیں پھٹ جائے موت آئے کہ دم نکلے
مگر ہرگز نہ ہادی ﷺ کی اطاعت سے قدم نکلے
شکست و فتح کی اچھی بری کوئی بھی صورت ہو
تمھاری رائے میں ہم کو مدد کی بھی ضرورت ہو
جمے رہنا اِسی ٹیلے پہ ہر دم باخبر رہنا
کوئی صورت ہو مضبوطی سے اپنے حال پر رہنا

تیر اندازوں (رُماۃ) کے متعین کیے جانے کے باعث اس جنگ کے بعد سے اس پہاڑی کا نام ہی ''جبل الرماۃ'' پڑ گیا۔طبل جنگ بجا تو قریش کی عورتیں دف پر یہ رجز یہ اشعار پڑھ کر اپنے مردوں کو لڑائی پر ابھارنے لگیں۔

نحن بنات الطارق ہم نجم سحر کی بیٹیاں ہیں۔
نمشی علی النمارق ہم زین پوش کے منقش اور خوب صورت کپڑوں پر چلتی ہیں۔
مشی القطا البوارق ہنس کی چال سے جسے دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہوتی ہیں۔

المسک فی المغارق ہمارے سر مشک آلودہ ہیں۔

والدر فی المخانق اور گردن کے ہاروں میں موتی پروئے ہوئے ہیں۔

ان تقبلو الغالق اگر تم میدانِ جنگ میں آگے بڑھے، تو ہم تم سے ہم آغوش ہوں گی۔

نغرش النمارق اور زرہ پوش کے منقش اور خوب صورت کپڑے تمھارے واسطے بچھائیں گی۔

او تدبر وانفارق اور اگر تم نے پشت پھیری، تو ہمارا تمھارا فراق ہے۔

فراق غیر وامق ایسا فراق کہ جیسے ہم تم کبھی دوست ہی نہ تھے۔

جناب حفیظ جالندھریؒ نے ان اشعار کا ترجمہ کچھ یوں کیا:

ہم بجلیاں انوار کی
ہم ناریاں ہیں نار کی
ہم دختریں ہیں نور کی
ہم مشعلیں ہیں طور کی
ہم پیاریاں ہیں پیار کی
ہم ناریاں ہیں نار کی
چلتی ہیں قالینوں پر ہم
جیسے چلیں کبک دری
رکھتی ہیں سر سینوں پہ ہم
باصَد ادائے دلبری
ہم ہیں طلسم رنگ و بو
حسن نظر کی آبرو
مانگیں ہماری مشک بو
شعلے ہیں یا زیبِ گلو
لڑیاں دُرِ شہوار کی

ہم بجلیاں انوار کی
ہم ناریاں ہیں نار کی
ہم ہیں ستارہ زادیاں
دکھلاؤ گے جرأت اگر
لاؤ گے انسانوں کے سر
دیں گی مبارک بادیاں
افلاک کی شہزادیاں
رکھے جو بستر کی طلب
وہ جنگ کی سختی سہے
تمثالِ شیر پر غضب
خونریز و درندہ رہے
سینے پہ چرکے کھاؤ گے
ہم سے گلے مل جاؤ گے
گر بزدلی دکھلاؤ گے
آغوشِ بستر پاؤ گے
اجڑی ہوئی آبادیاں
ہم ہیں ستارہ زادیاں
افلاک کی شہزادیاں

جناب ملک منظور حسین منظور نے یہ نقشہ یوں کھینچا:

ہم بیٹیاں ہیں ناگ کی
چنگاریاں ہیں آگ کی
ماہر وغا کے راگ کی
بزم طرب سے آشنا!
رفعت میں ہم زہرہ جبیں!
افلاک کی مسند نشیں

نازک بدن ناز آفریں!
شیریں سخن شیریں ادا!
ہے چاشنی گفتار میں
اور دلکشی رفتار میں
ہیں حسن کے بازار میں
سنجاب و اطلس زیر پا
جس کو ہماری ہے طلب
سہتا ہے وہ رنج و تعب
اُس کی گرج اُس کا غضب
ہے جنگ میں برق بلا!
جو شیر جاں پہ کھیل کر
لڑتا ہے باتیغ و سپر
لاتا ہے گھر دشمن کا سر
ہم ہیں اُس کی باوفا
جو بے حس و بے درد ہے
اور خون جس کا سرد ہے
وہ بزدل و نامرد ہے
اُس سے ہمیں کیا واسطہ!

غرض ان گائنوں نے زہر آلودہ نواؤں سے
باندازِ طلب نالوں سے فریادوں سے آہوں سے
بھری یوں آتش بغض و حسد سارے لعینوں میں
لگا دی انتقامی جوش کی اک آگ سینوں میں
اُبھارا جس نے ہر خرد و کلاں کو جنگ کرنے پر
ہوئے تیار وہ اب مارنے پر اور مرنے پر

مشرکین میں سب سے پہلے جو شخص لڑائی کے لیے نکلا، وہ ابو عامر انصاری اوسی

تھا۔لوگ اس کو راہب کہا کرتے تھے مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام فاسق رکھا۔زمانہ جاہلیت میں وہ قبیلہ اوس کا سردار تھا۔جب نبی پاک ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ میں تشریف لے گئے تو وہ آپ ﷺ کی مخالفت کرنے لگا اور مدینہ سے نکل کر مکہ میں چلا آیا۔اُس نے قریش کو آپ سے لڑنے پر آمادہ کیا اور کہا کہ میری قوم جب مجھے دیکھے گی تو میرے ساتھ ہو جائے گی۔اس لیے اس نے پکار کر کہا۔''اے گروہِ اوس! میں ابو عامر ہوں'' اوس نے جواب دیا۔''اے فاسق! تیری مراد پوری نہ ہو۔'' فاسق کا نام سن کر کہنے لگا کہ میری قوم میرے بعد بگڑ گئی ہے۔اس کے ساتھ غلامانِ قریش کی ایک جماعت تھی۔وہ مسلمانوں پر تیر پھینکنے لگے۔مسلمان بھی ان پر سنگباری کرنے لگے، یہاں تک کہ ابو عامر اور اس کے ساتھی بھاگ گئے۔

اب باقاعدہ جنگ کا آغاز ہو گیا۔مشرکین کا علم بردار طلحہ بن ابی طلحہ العبدری (جسے حضور نبی کریم ﷺ نے **کبش الکتیبہ**، یعنی لشکر کا مینڈھا کا خطاب دیا) صف سے نکل کر مسلمانوں کو چیلنج دینے لگا۔یہ شخص قریش کا انتہائی طاقتور شہسوار تھا۔وہ پکار کر کہنے لگا ''مسلمانو! تم سمجھتے ہو کہ ہم میں سے جو تمھارے ہاتھوں مر جاتا ہے۔وہ جلد دوزخ میں پہنچ جاتا ہے اور تم میں سے جو ہمارے ہاتھوں مر جاتا ہے، وہ جلد بہشت میں پہنچ جاتا ہے۔کیا تم میں کوئی ہے جس کو میں جلد بہشت میں پہنچا دوں یا وہ مجھے جلد دوزخ میں پہنچا دے۔''اس کی حد سے بڑھی ہوئی جسارت کی وجہ سے عام صحابہ کرامؓ نے خاموشی اختیار فرمائی لیکن حضرت زبیرؓ (رسولِ پاک ﷺ کی پھوپھی حضرت سیدہ صفیہؓ کے فرزند) نہ رہ سکے۔انھوں نے اسے للکار کر کہا: ''اللہ کی قسم! جب تک اللہ تعالیٰ میری تلوار کے ذریعے تجھے فوراً آگ میں نہ پہنچا دے یا تیری تلوار کے ذریعے سے مجھے جنت میں نہ پہنچا دے، میں ہرگز پیچھے نہ ہٹوں گا۔''

پھر وہ آگے بڑھے اور شیر کی طرح جست لگا کر حریف کے اونٹ پر جا چڑھے۔ انھوں نے اسے اپنی گرفت میں لے کر زمین پر پھینک دیا، پھر خود اونٹ سے کودے اور تلوار کے ایک ہی وار سے اسے ذبح کر ڈالا۔اللہ کے دشمن **کبش الکتیبہ** (لشکر کا مینڈھا) کی

ہلاکت کا یہ منظر دیکھ کر حضور رسالت مآب ﷺ بہت خوش ہوئے۔ فرطِ مسرت سے آپ ﷺ نے بلند آواز میں ''اللہ اکبر'' کہا۔ آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرامؓ نے بھی پرجوش آواز سے ''اللہ اکبر'' کا نعرہ لگایا۔ جب حضرت زبیرؓ نے اس مشرک علمبردار کو قتل کر دیا تو اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر زبیرؓ اس کے مقابلہ میں نہ نکلتے تو میں خود اس کے مقابلہ میں نکلتا کیونکہ میں نے لوگوں کو اس سے جھجکتے دیکھا ہے۔

اس موقع پر نبی ﷺ نے حضرت زبیرؓ کی تعریف کی اور فرمایا:

❑ ''ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔''

یاد رہے کہ یہ وہی حضرت زبیرؓ ہیں کہ ایک دن مکہ میں ایک وحشت اثر خبر پھیل گئی کہ (نعوذباللہ) حضور نبی کریم ﷺ کو مشرکین نے گرفتار کرلیا ہے اور کچھ کا کہنا تھا کہ حضور ﷺ شہید کر دیے گئے ہیں۔ بنو ہاشم سخت غیظ وغضب کے عالم میں تھے اور ابھی کوئی قدم اٹھانے کے بارے میں سوچ ہی رہے تھے کہ نوعمر زبیرؓ بن عوام کے کانوں میں بھی اس خبر کی بھنک پڑ گئی۔ اس سولہ سالہ کشیدہ قامت اور قوی الجثہ نوجوان کو رحمت عالم ﷺ سے والہانہ محبت تھی۔ یہ خبر سنتے ہی تڑپ کر اٹھے، کھونٹی سے تلوار اتار کر اس کا نیام زمین پر پٹخ دیا اور شمشیر بکف مکہ کی گلیوں میں کود گئے۔ اُن کا رخ مکہ کے بالائی حصے میں واقع حضور سرور عالم ﷺ کے کاشانۂ اقدس کی جانب تھا۔ اس وقت فرطِ جوش سے ان کا چہرہ تمتما رہا تھا اور وہ نہایت تیزی سے گلیاں طے کر رہے تھے۔ جلد ہی وہ حضور ﷺ کی مبارک اقامت گاہ پر پہنچ گئے اور یہ دیکھ کر ان کی مسرت کی انتہا نہ رہی کہ رسالت مآب ﷺ خیر و عافیت کے ساتھ وہاں رونق افروز ہیں۔

حضور ﷺ شمشیر بکف نوجوان کو دیکھ کر متبسم ہو گئے اور فرمایا ''زبیر! خیر تو ہے، اس وقت تم شمشیر برہنہ سونت کر کیسے آ رہے ہو؟''

زبیرؓ نے عرض کی، ''یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، میں نے سنا تھا کہ آپ ﷺ کو دشمنوں نے گرفتار کرلیا ہے یا شاید آپ ﷺ شہید کر دیے گئے ہیں۔''

ارشاد ہوا: ''اچھا تو یہ بات ہے، اور اگر واقعی ایسا ہو جاتا تو تم کیا کرتے؟''

زبیرؓ نے بے ساختہ عرض کی، ''یارسول اللہﷺ! اللہ تعالیٰ کی قسم، میں آپﷺ کے دشمنوں سے لڑ مرتا اور مکہ میں خون کی ندیاں بہا دیتا۔'' یہ جواب سن کر رحمت دو عالمﷺ کے روئے انور پر بشاشت پھیل گئی۔ آپﷺ نے ان کے جذبہ فدائیت کی تحسین فرمائی اور ان کے حق میں دعائے خیر کی بلکہ ان کی تلوار کو بھی دعا دی کہ یہ پہلی تلوار تھی جو رسول برحقﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ میں بلند ہوئی۔

در دلِ مسلم مقام مصطفیٰﷺ ست

آبروئے ما ز نام مصطفیٰﷺ ست

کاش! اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسا جذبہ عطا فرمائے کہ اس کے بغیر زندگی محض شرمندگی ہے۔

کبش الکتیبہ کی ہلاکت کے بعد میدان احد میں جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے۔ جنگ کا زیادہ زور پرچم تھامے ہوئے کفار کے قبیلے بنوعبدالدار پر تھا۔ طلحہ کی موت کے بعد اس کے بھائی مشرک جنگجو ابوشیبہ عثمان بن ابی طلحہ نے علَم اٹھایا اور رجز پڑھتے ہوئے آگے بڑھا۔

"انا علیٰ اھل اللواء حقا ان یخضبوا الصعدۃ او تندقا

بے شک علَم بردار پر فرض ہے کہ وہ لڑتا ہی رہے، حتیٰ کہ لڑتے لڑتے اس کا نیزہ خون سے سرخ ہو جائے یا ٹوٹ جائے۔''

یہ سن کر حضرت حمزہؓ نے حضورﷺ سے اجازت طلب فرمائی۔ جناب حفیظ جالندھریؒ نے اس واقعہ کی کیا خوب منظر کشی کی ہے۔

یہ سن کر شیر حق نے جانبِ ہادی نظر ڈالی

کہ شاید پھر مجھی کو اِذن بخشیں حضرتِ عالی

کہ اتنے میں جنابِ حضرت حمزہؓ نے عجلت سے

نکل کر صف سے مانگا اِذن میداں شانِ رحمت سے

گزارش کی کہ اے سچے رسول اے ہادی کامل
جہاد فی سبیل اللہ میں ایک بوڑھا بھی ہے شامل
مدینے میں خبر جس روز اس حملے کی آئی تھی
اسی دن یہ قسم اس بندہ عاجز نے کھائی تھی
کہ جب تک فیصلہ کوئی سر میدان نہ ہو جائے
جہادِ حق سے یا حمزہؓ کی جاں قرباں نہ ہو جائے
مجھے اس وقت تک منزل کٹھن ہے اپنے جینے کی
مجھے سوگندھ ہے اس زندگی میں کھانے پینے کی
مرا روزہ ہے اے محبوبِ باری تیسرے دن سے
نہ کھولوں گا یہ روزہ جنگ جب تک کر نہ لوں ان سے
مقید ہے مری ہستی تمنائے شہادت سے
میں خود حامل نظر آتا ہوں آج اپنی سعادت میں
سر میداں مبارز کو ہے زعم اپنی جوانی کا
یہ مرد پیر ہی دے گا جواب اس لن ترانی کا
سہی جاتی نہیں مجھ سے یہ ناشائستہ گفتاری
کہ میرے قلب پر تیغ زباں کی ضرب ہے کاری
میری جانب سے اب حد ہو چکی ہے بردباری کی
اجازت دیجیے بہر خدا میدان داری کی

حضور خاتم النبیین ﷺ نے ان کے شوق جہاد کا یہ عالم دیکھا تو انھیں بخوشی اجازت مرحمت فرمادی۔

اجازت عم پیغمبر نے اس انداز سے مانگی
کہ حیرت سے تکنے لگا زور یداللّٰہی
صدائے مرحبا و حبّذا تھی بر لبِ حیدرؓ
شہادت گاہ کی جانب چلا تھا عمِ پیغمبر

جلالت دیدنی تھی مصطفیٰ کے عمِ عالی کی
جمال ہاشمی تھا آج ایک صورت سوالی کی
وہ حمزہؓ ناز تھا اہلِ عرب کو جس کی طاقت پر
فدا ہونے چلا تھا اب بھتیجے کی صداقت پر
رسول پاک ﷺ جن کے چہرے سے ایک رقت نمایاں تھی
وہ رحمت تھی کہ جس کی کوئی غایت تھی نہ پایاں تھی
نگاہیں مضطرب ہلکا تبسم روئے زیبا پر
تصور مطمئن تھا مرضی عرش معلیٰ پر
ہوا ارشاد اے عمِ خجستہ فام بسم اللہ
خدا حافظ ہے کیجیے نصرت اسلام بسم اللہ
یہ اقدام شہادت بر سبیل حسن نیت ہے
محمد ﷺ اس پہ راضی جو اللہ کی مشیت ہے
فراق عارضی سب کے لیے اک دن مقرر ہے
ملاقات اب لواء الحمد کے نیچے مقدر ہے
یہ فرما کر دکھائی انتہائی شان رحمانی
کہ بڑھ کر چوم لی سرکار نے حمزہؓ کی پیشانی
وفور نور حق سے چہرِہ حمزہؓ چمک اٹھا
جلا کندن نے پائی یہ زرِ خالص دمک اٹھا

اجازت ملتے ہی حضرت حمزہ لشکر قریش کے علم بردار پر صاعقہ ربانی بن کر جھپٹے اور اپنی جوہردار تلوار اس کے شانہ پر اس زور سے ماری کہ جسم چیرتی ہوئی سرین تک اتر آئی۔ علم اس کے ہاتھ سے گر گیا اور تھوڑی ہی دیر میں وہ جہنم واصل ہوگیا۔ اس کے ساتھ ہی آپؓ نے نعرہ لگایا:

’’**انا ابن ساقی الحجیج**...... میں ساقی حجاج (عبدالمطلب) کا بیٹا ہوں۔‘‘

قریش کا علم اٹھا کر نکلنے والے جب کچھ اور آدمی بھی مسلمانوں کے ہاتھوں یکے بعد دیگرے مارے گئے تو مشرکین نے عام ہلا بول دیا۔ حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابو دجانہؓ، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، حضرت طلحہؓ، حضرت سعدؓ بن معاذ، حضرت اسیدؓ بن حضیر اور بہت دوسرے سرفروش صحابہؓ قریشی لشکر کے قلب میں گھس گئے اور دشمن کی صفوں کی صفیں الٹ کر رکھ دیں۔ خاص طور پر حضرت حمزہؓ کی دھاڑ، چنگھاڑ اور وار کے آگے کوئی نہ ٹھہرتا۔ آپؓ نے روباہ صفت کفار کے ٹڈی دل میں گھس کر کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ آپ بپھرے ہوئے شیر کی طرح کفار کی صف بستہ قطاروں کو تہ تیغ کرتے چلے جا رہے تھے۔ آپؓ جدھر رخ کرتے، دشمن کو تہس نہس اور تتر بتر کر دیتے اور بڑے بڑے مشرک سورماؤں پر آپ کی ہیبت طاری ہو جاتی۔ غرض اس مردانگی اور جوش سے لڑے کہ تنہا بہت سے کفار کو واصل جہنم کر دیا۔

عثمان بن ابی طلحہ کی موت کے بعد اس کے بھائی ابو سعد نے پرچم اٹھایا، لیکن اس مرتبہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے ایسا تیر نشانے پر چھوڑا کہ وہ ٹھیک اس کے گلے پر لگا، جس سے اس کی زبان باہر آ کر لٹکنے لگی اور وہ اسی حالت میں مر گیا۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے کئی پرچم بردار کافر قتل ہوئے۔ آخر یہ پرچم ارطاۃ بن شرحبیل نے سنبھالا، مگر حضرت حمزہؓ نے اسے بھی مار گرایا۔ اس کے بعد پرچم اٹھانے والے قبیلے کے مزید افراد قتل ہوئے، حتیٰ کہ دس افراد کی ہلاکت کے بعد سارا قبیلہ ختم ہو گیا اور پرچم اس قبیلے کے غلام صواب کے ہاتھ آ گیا۔ وہ اپنے آقاؤں کے مقابلے میں خاصا سخت جان ثابت ہوا اور اس وقت تک لڑتا رہا اور پرچم کو گرنے نہ دیا جب تک اس کا دایاں، پھر بایاں ہاتھ نہ کاٹ دیا گیا۔ اس کے باوجود اس نے گھٹنے کے بل بیٹھ کر سینے اور گردن کی مدد سے پرچم پکڑے رکھا، مگر پھر قتل کر دیا گیا۔

حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ ”غزوۂ اُحد میں ایک کافر بڑھ چڑھ کر مسلمانوں پر حملہ کر رہا تھا اور اس نے کافی نقصان پہنچایا تھا۔ اس صورتحال کو دیکھ کر حضور

اقدس ﷺ نے مجھے فرمایا:

- **یا سعد! ارم فداک أبی و أمی**

''اے سعد! تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، تیر چلاؤ۔''

(بخاری رقم الحدیث 4059، مسلم رقم الحدیث 2411)

سیدنا حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کے لیے اپنے ماں باپ قربان کرنے کے الفاظ مبارک نہیں کہے سوائے سعد بن ابی وقاصؓ کے۔ (بخاری و مسلم)

احد کے روز سیدنا حضرت سعدؓ نے ایک ہی تیر سے تین مشرکین مکہ کو جہنم رسید کیا تھا۔ امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ اس روز سیدنا حضرت سعدؓ نے لشکر کفار پر ایک ہزار تیر برسائے۔ مشرکین کے مشہور تیر اندازوں میں سے ایک شخص حبان بن عرقہ تھا۔ اُس کا ایک تیر رسول اللہ ﷺ کی خادمہ ام ایمنؓ کے دامن پر آ لگا جس سے پردہ اُٹھ گیا۔ وہ اس وقت زخمی مجاہدوں کو پانی پلا رہی تھیں۔ اللہ کے دشمن حبان نے ایک مسلمان خاتون کی ہتک پر قہقہہ لگایا تو رسول اللہ ﷺ بے حد آزردہ اور بے قرار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حضرت سعدؓ کو پھل کے بغیر ایک تیر دیتے ہوئے حکم فرمایا: **ارم به** ''اسے چلاؤ۔'' حضرت سعدؓ نے وہ تیر چلایا تو وہ سیدھا حبان کے گلے پر جا لگا جس سے وہ گر گیا اور اس کے ستر سے پردہ اُٹھ گیا۔ اب رسول اللہ ﷺ کے لب مبارک پر ایسا تبسم ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک نظر آنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

- **استقاد لها سعد، أجاب الله دعوتک و سدد رمیتک**

''سعد نے اس (ام ایمنؓ) کا بدلہ لے لیا۔ اللہ تعالیٰ تیری دعا قبول فرمائے اور تیرا ہر تیر نشانے پر بیٹھے۔'' (سبل الھدی والرشاد جلد 4، صفحہ 201)

حضرت حمزہؓ بپھرے ہوئے شیر کی طرح دشمن پر اس طرح حملہ آور تھے کہ ان کے سامنے بڑے بڑے سورما پیٹھ دکھا رہے تھے۔ مشرکین پر لرزہ طاری تھا کہ کس شیر سے ان کا پالا پڑا ہے۔ حضرت حمزہؓ اس شان سے لڑ رہے تھے کہ دو دستی تلواریں چلاتے جاتے اور کہتے جاتے تھے۔

❑ انا اسد اللّٰہ و اسد رسولہ

میں اللہ تعالیٰ کا شیر ہوں اور میں رسول اللہ کا شیر ہوں۔

حضرت حمزہؓ میدان جنگ میں چوکھی لڑائی کے بے حد ماہر تھے۔ آپؓ کے سامنے کوئی مشرک جنگجو دم نہیں مارتا تھا۔ آپ مشرکین کے جنگجوؤں کو اپنے مقابلہ میں یوں چکر دیتے تھے جیسے ہوا اپنے آگے خشک پتے کو چکر دیتی ہے۔ اس لیے بڑے بڑے سورما آپ کو دیکھتے ہی ہیبت زدہ ہو جاتے۔ غزوہ احد میں مشرکین کے علمبرداروں کو ڈھیر کرنے کے علاوہ بھی آپ نے بڑے زبردست کارنامے انجام دیے۔ اس جنگ میں مکہ کا ایک بہت بڑا رئیس مشرک شہسوار سباع بن عبدالعزیٰ الغبشانی بھی شامل تھا۔ دوران جنگ وہ حضرت حمزہؓ کے سامنے آیا اور کہنے لگا۔

"ھل من مبارز"

میرا مقابلہ کرنے والا کوئی ہے؟''

حضرت حمزہؓ نے اس سے مخاطب ہو کر غضب ناک لہجے میں کہا۔

''اے سباع، اے عورتوں کا ختنہ کرنے والی امِ انمار مضغہ نجس کے بچے! کیا تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑنے آیا ہے؟''

سباع مشرک کی ماں کا نام ام انمار تھا۔ وہ اخنس کے باپ، شریق بن عمرو بن وہب ثقفی کی آزاد کردہ لونڈی تھی اور مکہ میں ختنے کیا کرتی تھی، اسی لیے سیدنا حمزہؓ نے اسے اس نام سے پکارا۔ جبیر بن مطعم کے غلام وحشی کا کہنا ہے: اللہ کی قسم! میں حمزہؓ کی تلوار کی طرف دیکھ رہا تھا جو دشمنوں کے خون کی پیاسی تھی۔ جب سباع بن عبدالعزیٰ آگے بڑھا تو سیدنا حضرت حمزہؓ اپنی شمشیر خارا شگاف تولتے ہوئے اس کے مقابلہ میں آئے اور اسے ایک ہی وار میں جہنم واصل کر دیا۔

مسرت کا عجب عالم تھا اسلامی غضنفر پر
کہ لہراتا تھا ایک بال شتر مرغ آپؓ کے سر پر

لڑائی میں یہ حمزہؓ کا نشانِ امتیازی تھا
کہ حمزہؓ شیر دل تھا، نازشِ مردانِ غازی تھا

اب تو کفارِ مکہ حضرت حمزہؓ کے تیوروں سے گھبرا گئے۔ان کے ہاتھ پاؤں پھول چکے تھے۔ایسے عالم میں ابو شیبہ کو حضرت حمزہؓ سے مقابلہ کے لیے تیار کیا گیا۔جب ابو شیبہ حضرت حمزہؓ کے مقابلے پر آیا تو ان دونوں کے درمیان کچھ اس طرح سے گفتگو ہوئی۔

کہا، تو شکوہ کرتا تھا علیؓ کی نوجوانی کا
تجھے مقتول طلحہ پر گماں تھا ناتوانی کا
مناسب تھا کوئی بوڑھا، جواں کے سامنے آئے
تقابل تاکہ محروم توازن ہی نہ رہ جائے
بہادر بن کے استعمال کر زورِ جوانی کو
کہ حاضر ہے یہ مردِ پیر تیری قدر دانی کو
ابوشیبہ کو اس شائستہ گفتاری پہ حیرت تھی
یہی طرز شریفانہ تھی جو شایانِ غیرت تھی
جواب اس نے دیا اے حمزہؓ تو مرد دلاور ہے
بہادر ہے، جری ہے، بحر جرأت کا شناور ہے
کیا ہے قتل تونے بدر میں قرشی جوانوں کو
پچھاڑا ہے عرب کے اچھے اچھے پہلوانوں کو
ہماری قوم تیرے خون کی پیاسی ہے مدت سے
گھروں میں بال بچے کانپتے ہیں تیری دہشت سے
بہت اچھا کیا تو خود ہی میداں میں نکل آیا
مرے ہاتھوں سمجھ لے آج پیغامِ اجل آیا
تری بدقسمتی نے تجھ کو میداں میں نکالا ہے
تجھے خونریزیوں کا آج بدلہ ملنے والا ہے

تو اپنی نرم باتوں سے مجھے بہلا نہیں سکتا
جواں ہو یا کہ بوڑھا مجھ سے بچ کر جا نہیں سکتا
کہا حمزہؓ نے خیر اب بند کر یہ قیل و قال اپنی
میں تیرے سامنے موجود ہوں حسرت نکال اپنی
میں خود ہی دیکھ لوں گا، جو مرا اللہ دکھائے گا
یقیں رکھ بھاگتا میداں سے تو مجھ کو نہ پائے گا
یہ میداں ہے یہاں مہلت نہیں باتیں بنانے کی
دکھا جوہر کہ ساعت ہے یہی جوہر دکھانے کی
تو زور آور ہے اپنے زور کا اظہار کر مجھ پر
قدم آگے بڑھا مردانگی سے وار کر مجھ پر
شہادت سے ڈرا سکتا نہیں تو مرد مومن کو
کہ مومن ڈھونڈنے آتا ہے دنیا میں اسی دن کو

حضرت حمزہؓ کی باتیں سن کر ابوشیبہ بھڑک اٹھا اور آگے بڑھ کر ان پر حملہ کر دیا۔

بڑھی اس گفتگو سے اب جو کافر کی غضبنا کی
کیا غافل سمجھ کر وار نیزے کا بہ چالاکی
وہ غافل ان کو سمجھا تھا مگر ہشیار تھے حمزہؓ
یہ گھاتیں جانتے تھے آزمودہ کار تھے حمزہؓ
وہیں قائم رہے بس اک ذرا سا جسم لہرایا
اسی جنبش سے یہ نیزہ بغل کے درمیاں آیا
سنانِ نیزہ بائیں ہاتھ سے تھامی، دیا جھٹکا
ابوشیبہ سے نیزہ چھین کر کچھ دور دے پٹکا
کہا بانکے جواں، بے دل نہ ہو اوسان قائم رکھ
نکال اب میان سے تلوار اپنی شان قائم رکھ

بھڑک اٹھا یہ سن کر شعلہ کی مانند ابوشیبہ
ہوا کچھ اور بھی اب چاق اور چوبند ابوشیبہ
اُدھر کافر کا پنجہ قبضۂ شمشیر پر آیا
اِدھر دستِ مسلماں خامہ تقدیر پر آیا
اُدھر بھی تیغ لنگر دار باہر میان سے نکلی
اِدھر بھی ایک چھوٹی سی پری زندان سے نکلی
اُدھر گویا دہانِ غار سے اک اژدہا نکلا
اِدھر روشن ہوئی دنیا کہ موسیٰ کا عصا نکلا
پڑا اب سایہ شمشیر دامن وار حمزہؓ پر
ابو شیبہ نے قوت سے کیا اک وار حمزہؓ پر
اٹھا کر تیغ حمزہؓ نے بھی گانٹھی تیغ دشمن سے
صدا سب نے سنی آہن کے ٹکرانے کی آہن سے
اچانک دست چابکدست نے ہلکی سی دی تھپکی
دو لشکر دیکھتے تھے دھوپ میں اک کوند سی لپکی
جھکایا ہاتھ کو پھرتی سے اک ٹھوکا دیا ہٹ کر
زمیں پر جا گرا تیغ ابوشیبہ کا پھل کٹ کر
شکستِ تیغ سے کافر کے منہ پر چھا گئی زردی
لگی راہ فرار اب ڈھونڈنے اس کی جواں مردی
برابر کی لڑائی کا نہ پایا جب کوئی یارا
شکستہ تیغ کا قبضہ سر حمزہؓ پر دے مارا
جناب حمزہؓ کا روئے مبارک اک طرف سرکا
اور اس کے ساتھ ہی نعرہ ہوا اللہ اکبر کا
زمین و آسماں پر ایک ہیبت ہوگئی طاری
اِدھر نوری بڑھا آگے، اُدھر ہٹنے لگا ناری

اُدھر انبوہ بڑھتا آ رہا تھا گھیرنے والا
اِدھر تنہا کھڑا تھا فوج کا منہ پھیرنے والا

اس کے بعد لڑائی کا اگلا منظر کیا بنا؟......حضرت حمزہؓ نے ابوشیبہ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟......اور کفر کے منصوبوں کو کس طرح خاک میں ملایا۔

کیا حمزہؓ نے پھر اک نعرہ شیرانہ میداں میں
بڑھے آگے دکھائی ہمت مردانہ میداں میں
ابوشیبہ ابھی تک قربِ لشکر میں نہ تھا پہنچا
کہ لے کر موت کا پیغام عزرائیل آ پہنچا
کہا اے نوجواں اک پند پیرانہ تو لیتا جا
جہنم کی طرف جاتا ہے پروانہ تو لیتا جا
ابوشیبہ رکا امداد ملنے کے بھروسے پر
جمائے پھر قدم اس نے نکالا ڈاب سے خنجر
پہنچ جائیں گے امدادی بڑی امید تھی اس کو
مگر حمزہؓ کی تیغ تیز نے مہلت نہ دی اس کو
گری شمشیر پر تنویر ابوشیبہ کے مغفر پر
یہ مغفر کٹ گیا اپنی مصیبت ٹال دی سر پر
پڑی سر پر تو سر نے بھی بتائی راہ گردن کی
اسے دیکھا، تو گردن نے بھی کھڑکی کھول دی تن کی
سر و گردن سے کیا لینا تھا اس تیغ ہلالی کو
کہ یہ تو آئی تھی تیغ و جگر کی دیکھ بھالی کو
بڑی خوبی سے اس نے سر کو توڑا حلق کو چیرا
کٹا سینہ، ترشتا ہے چھری سے جس طرح کھیرا
یہ قطع راہ کر کے سینہ پُر کینہ میں آئی
کلیجے پر نظر کی اور ناپی دل کی گہرائی

جو صورت چاہ میں چاہی وہ خاطر خواہ پیدا کی
گھری ظلمت کدے میں آپ اپنی راہ پیدا کی
زرہ بکتر کی ہر الجھن کو سلجھا کر نکل آئی
بزیر ناف سیدھا راستہ پا کر نکل آئی
دکھایا عدل اس نے سامنے ہر دوست دشمن کے
صفائی سے برابر کے دو ٹکڑے کر دیے تن کے

یہ دیکھ کر ابوشیبہ کی مدد کے لیے جو دستہ آ رہا تھا، اس نے ایک دم ہلا بول دیا۔

اٹھا تھا زعم یکتائی میں جو عقل و خرد کھو کر
پڑا تھا خاک پر وہ منکر توحید دو ہو کر
نہ ہونے پایا تھا بد بخت کا لاشہ ابھی ٹھنڈا
تڑپتے تھے ادھر ٹکڑے ادھر تھا سرنگوں جھنڈا
کہ یورش کر کے پہنچے دس سپاہی فوج دشمن کے
مقابل ہوگئے روباہ مرد شیر افگن کے
یہ قربِ فوجِ دشمن تھا اکیلے تھے یہاں حمزہؓ
غضنفر تھے مگر ان بکریوں کے درمیاں حمزہؓ
دکھا دی لشکروں کو شان فن جنگ حمزہؓ نے
کہ جس پر ہاتھ مارا کر دیا چورنگ حمزہؓ نے
وہ کھیلے جنگ کی بازی اکیلے اس جماعت میں
گرا دیں سات نا مردوں کی لاشیں ایک ساعت میں
جو باقی تھے انھیں بھی دھر لیا اب تیغ کے آگے
یہ عالم دیکھ کر تینوں کے تینوں چیخ کر بھاگے

یہ صورت حال دیکھ کر عام جنگ شروع ہوگئی۔ حضورﷺ نے حضرت حمزہؓ کی مدد کے لیے مجاہد بھیجے۔

یہ فرما کر بڑھایا فوج کو محبوبﷺ داور نے
کیا اقدام میداں ہر مجاہد ہر دلاور نے

وہاں حمزہؓ پہ نرغہ ہو گیا تھا فوج اعدا کا
تھپیڑا سہہ رہا تھا شیر حق ہر موج دریا کا
اٹھا اک نعرہ تکبیر میدانِ شہادت میں
بڑھی فوج مسلماں اپنے ہادیﷺ کی قیادت میں
ادھر سے جھوم کر برسے قریشی فوج کے بادل
احد کی سر زمیں پر چھا گیا تھا اک ٹڈی دل
کمال شان ایماں دیدنی تھی اس نظارے میں
کہ حمزہؓ غوطہ زن تھے عین اس قلزم کے دھارے میں
جدھر اٹھتا تھا پائے حمزہؓ دشمن ہٹتے جاتے تھے
ابھرتا تھا جہاں خورشید بادل چھٹتے جاتے تھے

ادھر حضرت حمزہؓ کافروں کی لاشوں پر لاشیں گراتے جا رہے تھے۔ آج ان کا جلال اپنے عروج پر تھا۔

جلال حضرت حمزہؓ مثال مہر تاباں تھا
شہادت گاہ ان کی راہ میں گویا خیاباں تھا
سر دشمن جدھر اللہ کا یہ شیر بڑھتا تھا
الٹتی تھیں صفیں کوئی بھی ان کے منہ نہ چڑھتا تھا
جہاں غالب نظر آتا تھا انبوہ قریش ان کو
بپھر کر اس پہ جا پڑتے تھے آ جاتا تھا طیش ان کو
حرارت اور بڑھ جاتی تھی ان کی التہاب آسا
چمکتے تھے شہاب آسا جھپٹتے تھے عقاب آسا
قدم جس سمت بڑھتے تھے انہی کے ہاتھ میداں تھا
نظر میں طیش پا کر جیش جیش ان سے گریزاں تھا
نماز صبح سے اک رنگ تھا اس مرد غازی کا
یہ قرب ظہر تھا وقت آ چکا تھا اب نمازی کا

......اور ادھر جبیر بن مطعم کا حبشی غلام ابو دسمہ وحشی بن حرب ایک چٹان کے پیچھے گھات لگائے ان کے انتظار میں بیٹھا تھا کہ کب حضرت حمزہؓ اس کی زد میں آئیں اور وہ اپنا ہتھیار ان پر پھینکے۔ وحشی کو جبیر بن مطعم نے اپنے چچا طیعمہ بن عدی کا انتقام لینے کے لیے حضرت حمزہؓ کے قتل پر مامور کیا تھا اور اس کام کے بدلے میں اسے آزاد کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ طیعمہ بن عدی کو حضرت حمزہؓ نے بدر میں قتل کیا تھا۔ وحشی بن حرب فنِ حربہ میں بڑا ماہر اور مشاق تھا۔ وہ اپنے چھوٹے نیزے (جس کو حربہ کہتے ہیں اور یہ حبشیوں کا ایک خاص ہتھیار ہوتا ہے) سے وار کرتا تو شاذ و نادر ہی اس کا شکار بچ پاتا۔ جنگ شروع ہو چکی تھی۔ فریقین ایک دوسرے پر حملے کر رہے تھے۔ اتفاق سے وحشی کو جلد ہی وار کرنے کا موقع مل گیا۔ حضرت حمزہؓ دیوانہ وار آگے بڑھتے جا رہے تھے کہ یکایک ان کا پاؤں پھسلا اور وہ پیٹھ کے بل زمین پر گر پڑے۔ اسی وقت وحشی نے تاک کر اپنا چھوٹا سا نیزہ تانا، حبشیوں کی طرح نیزے کو اونچے بازو پر تولا، توازن کیا اور اپنی پوری قوت سے حضرت حمزہؓ کے جسم میں تراز و کر دیا جو ناف میں لگا اور پار ہو گیا۔ حضرت حمزہؓ نے شدید زخمی ہونے کے باوجود اٹھ کر اس پر حملہ کرنا چاہا، مگر وہ ایک گڑھے میں لڑکھڑا کر گر پڑے۔ اس کے باوجود آگے بڑھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے ہی لمحے حضرت حمزہؓ الرفیق الاعلیٰ سے جا ملے اور شہادت عظمیٰ کے عظیم درجے پر فائز ہو گئے۔ بہادری اور جوانمردی کی انتہا دیکھئے کہ آخری وقت میں بھی آپ کے قدم آگے ہی بڑھے، پیچھے نہیں ہٹے۔ حضرت حمزہؓ نے بروز ہفتہ 15 شوال 3 ہجری بمطابق 23 مارچ 625ء کو جام شہادت نوش کیا۔ اس وقت آپؓ کی عمر 57 یا 59 سال تھی۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

گڑھے کھودے گئے تھے جو گذشتہ رات میداں میں
اجل بیٹھی تھی ان میں اب لگا کر گھات میداں میں
مڑا اک موڑ پر وحشی تو ساتھ اس کے پھرے حمزہؓ
قدم پھسلا اچانک اک گڑھے میں جا گرے حمزہؓ
عقاب روح پہلے ہی سے تھا پرواز آمادہ
اڑا سوئے فلک اب چھوڑ کر یہ جسم افتادہ

یہ جنگ و حربہ و ضرب جرأت اک بہانہ تھا
حقیقت میں نشان حق زمانے کو دکھانا تھا
بتانا تھا کرشمہ عاشقوں کے فوق عادت کا
جمانا تھا دلوں پر نقش اس حسن شہادت کا
زمیں سے آسماں تک ایک نورانی غبار اٹھا
فرشتہ لے کے جان بندۂ پروردگار اٹھا
زمیں پر رہ گیا باقی فقط ایک خوں چکاں لاشہ
فروغ زخم بے حد سے بہار بے خزاں لاشہ

یہ حضور نبی کریم ﷺ کے خواب کی تعبیر تھی جو آپ نے جنگ سے پہلے دیکھا تھا کہ آپ کی تلوار ذوالفقار کی دھار میں دندانہ پڑ گیا ہے۔ حضرت حمزہؓ کی شہادت پر مشرکین کو بے انتہا خوشی ہوئی اور ان کی عورتوں نے خوشی کے ترانے گائے۔

جنگ احد میں ہونے والے ناقابل تلافی نقصانات کی بنیادی وجہ فوجی ڈسپلن کی خلاف ورزی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی کم تعداد والی فوج کو جمع کرنے کے لیے نہایت عمدہ جگہ کا انتخاب کیا تھا۔ پشت میں اُحد کا سلسلہ خود ایک قدرتی دیوار تھا جو فوج کو گھیرے ہوئے تھا۔ بالائی سطح سے حضور نبی کریم ﷺ کو نیچے کی طرف سے دشمن کی نقل و حرکت صاف صاف دکھائی دیتی تھی اور حملہ کرنے میں بھی آسانی تھی۔ اس پوزیشن کی وجہ سے مسلمانوں کا کم نقصان ہوا۔ اگر جبل الرماۃ والوں سے اجتہادی غلطی نہ ہوتی تو شاید یہ نقصان صفر کے برابر ہوتا۔ اس جنگ کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ اسلام کے اولوالعزم جانباز اور امام الابطال حضرت حمزہؓ شہید ہو گئے۔ اس روز اسلام کو اس قسم کے نڈر بہادر کی اشد ضرورت تھی، کیونکہ فوجی خطرات اسلام کی نئی دعوت کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس روز حضرت حمزہؓ کا شہید ہونا مسلمانوں کے لیے بہت بڑا فوجی نقصان تھا جس کا شدید احساس خود نبی کریم ﷺ کو بھی ہوا۔ مسلمانوں نے ایک ایسا بہادر جنگجو کھو دیا جو جنگوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سب سے بڑا بازو تھا۔ آپؓ کی جنگی شہرت اور شوق قتال کے ڈر سے بڑے بڑے مشرک سورما گھبرا

جاتے تھے۔ وہ سب بدر کے روز کا بدلہ لینے کے لیے بے تاب تھے، چونکہ وہ براہ راست یا مبارزت کے ذریعے حضرت حمزہؓ سے بدلہ نہ لے سکتے تھے، اس لیے انھوں نے انھیں دھوکے اور فریب سے قتل کیا۔

اُدھر میدان کا یہ حال تھا کہ مشرکین شکست کھا کر ہٹتے گئے یہاں تک کہ صحابہ کرامؓ ان کی لشکر گاہ میں داخل ہو گئے۔ کہاں میدان جنگ اور کہاں دشمن کا کیمپ! ابتدا میں مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا۔ دشمن کی فوج میں ابتری پھیل چکی تھی اور وہ سراسیمہ و ہراساں ہو کر جنگ سے قریباً منہ موڑ چکے تھے۔ وہ اپنی جانیں بچاتے ہوئے ساز و سامان چھوڑ کر بھاگ رہے تھے، کہ اسی اثنا میں اس ابتدائی کامیابی کو کامل فتح کی حد تک پہنچانے کے بجائے چند مسلمانوں سے یہ خطا ہو گئی کہ انھوں نے دشمن کے فرار کو فتح کامل سمجھ کر مورچہ چھوڑ دیا۔ دراصل اسلامی لشکر میں کچھ ایسے ناآزمودہ سپاہی بھی تھے جو تازہ تازہ ایمان لائے تھے اور پہلے کسی اسلامی جنگ میں شریک بھی نہ ہوئے تھے۔ اس لیے اسلامی مزاجِ استغناء اور جذبہ اطاعت سے بھرپور آشنا نہ تھے۔ سب سے پہلے انہی لوگوں نے مال غنیمت اکٹھا کرنا شروع کیا۔

جبل عینین پر سے تیر انداز بھی جنگ کا نظارہ دیکھ رہے تھے۔ انھوں نے تقریباً ایک میل دور سے دیکھا کہ دشمنوں کا سارا لشکر پسپا ہو کر بھاگ اُٹھا اور اُن کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ مسلمان مال غنیمت اکٹھا کرنے میں محو ہیں۔ چنانچہ وہ بھی حصول غنیمت کے لیے چوٹی سے نیچے اُتر آئے۔ ہر چند کہ انھیں حضرت عبداللہ بن جبیرؓ نے بہت سمجھایا، رسول کریم ﷺ کی اہم ہدایات کی یاد دہانی کرائی اور کسی حال میں جگہ نہ چھوڑنے کی تلقین کی مگر اکثریت نے ان کی ایک نہ سنی بلکہ کمان و ترکش اپنی پشت پر ڈالے اور مال غنیمت کی طرف لپکے! دوسری طرف خالد بن ولید بھی اپنا دستہ لیے منڈلا رہا تھا۔ چنانچہ اُس نے جب سامنے آ کر ٹیلہ کی طرف ایک نگاہ ڈالی تو ٹیلہ کو خالی پایا، جہاں اب گنتی کے سات آٹھ تیر انداز ہی رہ گئے تھے جو اس کا حملہ روکنے پر کسی طرح قادر نہیں ہو سکتے تھے، لہٰذا ایک ساعت بھی گنوائے بغیر خالد نے مسلمانوں پر پشت سے غیر متوقع یلغار کر دی۔

ادھر سے خالد نے حملہ کیا، ادھر سے کفار پلٹ آئے اور کم تعداد اور غیر مسلح مجاہدین ان کے نرغے میں آ گئے۔ پھر کفار نے حضور نبی کریم ﷺ پر یورش کر دی۔ جو مسلمان حضور ﷺ کے قریب تھے، وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حفاظت کے لیے اکٹھے ہو گئے۔ اس وقت عتبہ بن ابی وقاص نے اونچائی سے ایک وزنی پتھر پھینکا جو سرور کونین ﷺ کے سر اقدس پر اس زور سے لگا کہ آہنی خود کی دو کڑیاں رخسار میں پیوست ہوگئیں۔ ہونٹوں پر ضرب آئی اور دو دندانِ مبارک شہید ہوگئے۔ (میرے نزدیک یہ ایسا نقصان تھا جس کے لیے اگر ساری کائنات کو قربان کر دیا جائے تو بھی تلافی ممکن نہیں) اس کے باوجود آپ ﷺ سنبھلے رہے اور اپنے صحابہؓ کی معیت میں فراز کی جانب چلے۔ اس وقت حضور ﷺ راستے میں ایک گڑھے میں گر گئے جسے دشمن نے کھود کر اوپر سے پاٹ دیا تھا۔ تاہم آپ ﷺ صحابہؓ کی مدد سے نکلے، احد کے مشرقی حصے میں بلندی پر پہنچ گئے اور ایک غار میں پناہ لی۔ یہاں بھی شیر دل اُم عمارہؓ، حضرت ابودجانہؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ آپ کے لیے ڈھال بنے رہے۔ اسلامی علَم اٹھائے ہوئے مجاہد شہید ہوتا تو دوسرا مجاہد علم تھام لیتا۔ حضور ﷺ نے زخمی اور انتہائی ماندہ ہونے کے باوجود بھالے کے ساتھ دشمن سے لڑائی کی اور مسلمانوں کے حوصلے بڑھائے کہ دشمن بالآخر چھٹ گیا۔ اس اڑے وقت میں مجاہدین نے جان نثاری کی شاندار مثالیں قائم کیں اور حضور ﷺ کو دشمن کے تیروں سے بچائے رکھا۔ ان جانبازوں نے اپنی کمر اور سینوں کو حضور ﷺ کے لیے ڈھال بنا دیا لیکن حضور ﷺ پر آنچ نہ آنے دی۔ ہم ان جلیل القدر اور شجاع صحابہ کرامؓ کی بہادری، استقامت اور ایثار کو سلام پیش کرتے ہیں۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ جنت ہے فقط صابر و جانباز کی میراث۔

میں یہاں ایک تاریخی غلطی کا ازالہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ غزوہ احد میں مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ یہ بات جنگی نقطہ نظر سے بالکل غلط ہے۔ سب سے پہلے ہمیں لفظ ''شکست'' کی تعریف متعین کرنی چاہیے اور پھر جنگ کے تمام حالات و واقعات کو عمیق نظری سے پرکھنا چاہیے۔ اس بات پر تو سب کا اتفاق ہے کہ

خالد بن ولید کے غیر متوقع حملے سے پہلے کفار کو بدترین شکست ہو چکی تھی۔ سیرت انسائیکلوپیڈیا (دارالسلام ریسرچ سنٹر) کے مطابق ''مسلمان قلیل تعداد کے باوجود اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر کامل یقین واعتماد کے ساتھ مشرکین سے برسر پیکار رہے اور مشرکین کے مقابلے میں مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا۔ جب قریش مکہ مسلمانوں کے تابڑ توڑ حملوں کے سامنے بے بس ہو گئے تو ان کے حوصلے جواب دینے لگے، چنانچہ وہ میدان جنگ سے بدکنے لگے، خاص کر جب صواب نامی غلام قتل ہوا تو کسی کو اپنا گرا ہوا خاک آلود جھنڈا اٹھانے کی بھی ہمت نہ ہوئی۔ اب انھیں اپنے وقار اور مجد وشرف کے دعوے سراب محسوس ہونے لگے۔ بدر کا بدلہ لیتے لیتے انھیں خود اپنی جان کے لالے پڑ گئے اور وہ پسپا ہونے لگے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنی مدد نازل کی اور ان سے اپنا وعدہ پورا کیا، چنانچہ مسلمانوں نے مشرکین کی ایسی ٹھکائی کی کہ وہ اپنے کیمپ سے بھی بھاگ کھڑے ہوئے اور بلاشبہ انھیں شکست فاش ہوئی۔ سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں: میرے والد نے فرمایا: ''واللہ! میں نے دیکھا کہ ہند بنت عتبہ اور اس کی ساتھی عورتوں کی پنڈلیاں نظر آ رہی تھیں۔ وہ کپڑے اٹھائے بھاگی جا رہی تھیں۔ ان کی گرفتاری میں ہرگز کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔'' صحیح بخاری میں سیدنا براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ جب مشرکین سے ہماری ٹکر ہوئی تو مشرکین میں بھگدڑ مچ گئی یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ عورتیں پنڈلیوں سے اوپر کپڑے اٹھائے پہاڑ پر تیزی سے بھاگی چلی جا رہی ہیں۔ ان کی پازیبیں نظر آ رہی ہیں۔ اس بھگدڑ کے عالم میں مسلمان مشرکین پر تلوار چلاتے اور مال سمیٹتے ہوئے ان کا تعاقب کر رہے تھے۔

صفوان بن امیہ کا غلام نسطاس، جو اس وقت مسلمان نہیں ہوا تھا اور مشرکین مکہ کے ساتھ لڑائی کے لیے آیا تھا، کہتا ہے: میں غلام تھا اور مجھے کیمپ میں پیچھے رکھا گیا تھا۔ اس دن غلاموں میں سے صرف وحشی اور صواب ہی نے جنگ میں حصہ لیا تھا۔ ابوسفیان نے قریش سے کہا: اپنے غلاموں کو اپنے سامان کی حفاظت کے لیے کیمپ ہی میں مقرر کر دو۔ نسطاس کہتے ہیں کہ پھر انھوں نے ہمیں اکٹھا کر دیا۔ ہم نے اونٹ باندھ دیے۔ اس

کے بعد اہل مکہ لڑائی کے لیے چلے گئے۔ جب ہمارے لوگوں کو شکست ہونی شروع ہوئی تو بعض صحابہ کرامؓ ہمارے کیمپ میں داخل ہو گئے۔ ہم اپنے خیموں ہی میں تھے کہ انھوں نے ہمیں گھیرے میں لے لیا۔ لوگوں کے ساتھ مجھے بھی قید کر لیا گیا۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے پوچھا: صفوان بن امیہ کا مال کہاں ہے؟ میں نے کہا: اس کا کوئی خاص مال نہیں۔ اس کا مال جو کچھ بھی ہے، اُسی کی سواری میں پڑا ہے۔ وہ مسلمان مجھے ساتھ لے کر آگے چلا یہاں تک کہ اس نے صفوان کی سواری کی زنبیل سے سونا نکالا اور چلا گیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ دو صحابیوں کے علاوہ کسی کے پاس مشرکین کا مال نہیں ملا۔ ایک عاصم بن ثابت بن ابی الافلحؓ جنھوں نے مشرکین کے کیمپ سے پچاس دینار حاصل کیے اور دوسرے عباد بن بشرؓ جنھوں نے 13 مثقال سونا حاصل کیا۔ دونوں احد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ آپ ﷺ نے ان کے لائے ہوئے مال میں سے خمس نہیں نکالا بلکہ یہ مال انھی کو عطا کر دیا۔'' (سیرت انسائیکلو پیڈیا ص229)

رسول اللہ ﷺ نے مجاہدین اسلام کو نہایت منظّم طریقے سے بچا کر پہاڑ کا درّہ عبور کیا۔ رستے میں کئی جھڑپیں ہوئیں لیکن ان تمام جھڑپوں میں مسلمان کامیاب رہے۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے مخصوص ساتھیوں نے مشرکین کے سواروں پر غلبہ پایا۔ رسول اللہ ﷺ جبل احد کی پہاڑیوں میں سے ایک بلند ترین پہاڑی پر پہنچ گئے۔ وہاں آپ ﷺ نے از سر نو نہایت مضبوط دفاعی اسکیم بنائی۔ اس اسکیم کے تحت مجاہدین نے مشرکوں کے وہ سارے حربے بے کار کر دیے جو انھوں نے مسلمانوں کی تباہی کے لیے اختیار کیے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی اس کامیاب ترین حکمت عملی سے مسلمانوں کو بڑی تقویت ملی۔ ان کے زخم خوردہ حوصلوں اور ولولوں میں ایک نئی جان پڑ گئی۔ تیر اندازوں کی غلطی سے مجاہدین اسلام جس ہلاکت بار فضا میں گھِر گئے تھے، اب وہ اس سے باہر نکل آئے اور مشرکوں پر نئے سرے سے حملہ کرنے کے قابل ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے احد کے ایک اونچے پہاڑ کے دہانے کو منتخب فرما کر وہاں مضبوط ہیڈ کوارٹر بنا لیا، اس پہاڑی درے کو بہت سی پہاڑیوں نے گھیر رکھا تھا۔ یہ درہ ایک

مضبوط قلعہ بن گیا، مجاہدین یہاں پہنچ کر بالکل محفوظ ہو گئے۔ مشرکین پر دوبارہ مایوسی کا چھینٹا پڑ گیا اور وہ نامراد ہو کر پلٹ گئے۔

جب رسول اللہ ﷺ پہاڑ پر پہنچ گئے تو ادھر ادھر جانے والے مسلمان آپ کے پاس جمع ہونے لگے، اس طرح مسلمانوں کی حالت بہتر ہو گئی اور ان کی قوت میں اضافہ ہونے لگا۔ رسول اللہ ﷺ پہاڑ کی ایسی جگہ پر قلعہ بند ہوئے جہاں مشرکین کا پہنچنا محال تھا۔ جونہی مشرکین ادھر کا رخ کرتے، مسلمانوں کے تیر انھیں ہلاک کر دیتے تھے جیسا کہ سیدنا سعدؓ کے تیروں نے مشرکین کو ہلاک کیا تھا۔ مجاہدین اپنی قیادت کی سرپرستی میں اس جگہ بالکل محفوظ تھے۔ یہاں سے مشرکین صاف نظر آرہے تھے۔

ابوسفیان نے آخری مرتبہ فیصلہ کن حملے کی کوشش کی لیکن وہ خائب و خاسر رہا اور مایوس ہو گیا، دیگر قائدین قریش بھی مایوس ہو گئے۔ انھیں یقین ہو گیا کہ مسلمانوں کے دوبارہ منظّم ہو جانے اور رسول اللہ ﷺ کے گرد محفوظ پناہ گاہ میں جمع ہو جانے کے بعد اب ان سے از سر نو مقابلہ کرنا ممکن نہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ مکی لشکر کے لوگ بری طرح تھک چکے تھے۔ اس کے علاوہ انھیں جنگ کے پہلے مرحلے میں مسلمانوں کے ہاتھوں ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا تھا جس کی بنا پر مکی فوج کے دلوں میں مسلمانوں کا دبدبہ بیٹھ گیا تھا کیونکہ مسلمانوں نے مکی لشکر کے علمبرداروں کا صفایا کر دیا تھا اور مشرکین کو شکست دے کر بھگا دیا تھا۔ یوں قائدین قریش مسلمانوں کو مزید نقصان پہنچانے کی سکت سے محروم اور مایوس ہو گئے۔ ابوسفیان نے جنگ ختم کر کے کوچ کرنے کو حکم دے دیا۔ اس طرح جنگ ختم ہو گئی۔ اور احد کے علاقے میں فوجی کارروائیاں بند ہو گئیں۔

خالد بن ولید کے حملہ کے بعد بلاشبہ مسلمانوں کا خاصا نقصان ہوا۔ لیکن اس کے باوجود جنگ کا آخری منظر ملاحظہ کیجیے کہ سب سے پہلے مشرکین نے میدان جنگ خالی کیا بلکہ اپنی جان چھڑا کر میدان سے بھاگے۔ ان کے حوصلے ٹوٹ چکے تھے۔ انھوں نے کسی مسلمان کو قید کیا نہ انھیں میدان جنگ سے کوئی مال ملا۔ اس کے برعکس مسلمانوں کے حوصلے بلند تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے اگلے روز 16 شوال بروز اتوار کو حضور نبی

کریم ﷺ نے اپنی زرہ پہنی۔ جو کچھ جنگ میں آپ پر گزری، اس کے آثار آپ ﷺ کے چہرے پر نمایاں تھے۔آپ کا رخسار، آپ کی پیشانی اور آپ کا ہونٹ مبارک جو زخمی ہوگیا تھا، ابھی تک سوجے ہوئے تھے۔آپ کے دو دانتوں کا شہید ہو جانا آپ کے لیے تکلیف کا باعث بنا اور آپ کا دایاں کندھا جس پر ابن قمیہ کی تلوار اچھل کر پڑی تھی، شدت سے دکھنے لگا۔اس کندھے نے آپ کو پورے ایک ماہ تک درد میں مبتلا رکھا۔حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے مؤذن بلالؓ کو بلایا اور فرمایا کہ وہ مومنوں کو جنگ کے لیے بلائیں۔اس صبح کی تقریب میں شریک ہونے کی صرف انہی لوگوں کو اجازت تھی جو پچھلے روز کی جنگ میں شامل تھے۔ بلالؓ کی گرج دار آواز مدینے کی گلیوں میں گونج اٹھی اور اس آواز نے ہر مسلمان کے گھر تک نبی رحمت ﷺ کا پیغام پہنچا دیا۔ جب مسلمانوں نے جنگ کے لیے جمع ہونے کے احکامات نبوی ﷺ سنے تو وہ اپنی اپنی چٹائیوں سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ان میں اکثریت زخمیوں کی تھی جن میں بعض کو نسبتاً شدید زخم آئے تھے۔ وہ درد اور اذیت کے مارے رات بھر سو نہیں سکے تھے۔عورتیں تمام رات ان سپاہیوں کی تیمارداری کرنے، ان کے زخم دھونے اور ان کی مرہم پٹی کرنے میں مصروف رہی تھیں۔ان لوگوں کی تعداد زیادہ نہیں تھی جنھیں جنگ کے قابل کہا جا سکتا، تاہم مسلمان اپنی اپنی چٹائیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ درد سے کراہنے یا بلبلانے کی ایک بھی آواز نہیں آئی، بعض لنگڑا کر چلنے لگے، بعضوں نے عجلت میں تیاری کی۔بعض حضرات نے عارضی بیساکھیوں سے کام لیا اور بعض اپنے احباب کا سہارا لینے کے لیے ان کی کمر میں ہاتھ ڈال کر چلنے لگے۔ وہ لنگڑاتے اور لڑکھڑاتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ انھوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو پرجوش آواز میں کہا ''لبیک یارسول اللہ''۔ پھر یہ تھکے ماندے، زخمی مسلمان، اپنے تھکے ماندے اور زخمی رسول ﷺ کی قیادت میں، کفار سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہو پڑے، ان کی تعداد تقریباً 500 تھی۔ جب مسلمان جنگ کے لیے جمع ہو رہے تھے تو روحاء کے مقام پر قریش کے پڑاؤ میں اندھا دھند بحث جاری تھی۔عکرمہ جو گزشتہ دن کی نسبت کچھ کم آمادہ

پیکار نہیں تھا، اس دلیل کی بنا پر پلٹ کر جنگ کرنے پر مصر تھا کہ لڑائی کے نتیجے میں مسلمان بے حال ہیں اور اس سے قبل کہ وہ اس دھچکے سے دوبارہ سنبھلنے پائیں، ان پر حملہ کر کے انھیں بالکل ملیا میٹ کر دیا جائے۔ ''اتنا ہی کافی ہے'' صفوان بن امیہ نے جواب دیا، ہم نے جنگ جیت لی ہے اور ہمیں اس فتح پر اکتفا کرنا چاہیے۔ اگر مسلمان بے حال ہیں تو ہماری حالت بھی کچھ اتنی اچھی نہیں، ہمارے بہت سے گھوڑے اور متعدد آدمی زخمی ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ اگلے حملے میں اگر اس میں ہم اپنی موجودہ جمعیت کے ساتھ حصہ لیں تو ہم اتنے خوش قسمت ثابت نہ ہوں جتنے کل تھے''۔

اب تک قریش کے سردار 300 بھگوڑے منافقین کے بارے میں سن چکے تھے۔ انھیں یہ خدشہ پریشان کر رہا تھا کہ ان 300 آدمیوں کا پشیمان ہو کر دوبارہ حضور نبی کریم ﷺ سے آ ملنے کا بھی امکان تھا اور اس صورت میں مسلمانوں کی تعداد میں تازہ دم سپاہ کا اضافہ ہو جاتا۔ جب یہ بحث جاری تھی تو قریش کے سپاہیوں کو دو مسلمان مخبروں کا جنھیں آپ ﷺ نے قریش کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے بھیجا تھا، علم ہو گیا۔ انھوں نے مخبروں کو گرفتار کر لیا اور انھیں فوراً قتل کر دیا گیا لیکن ان کی موجودگی نے صفوان اور ابوسفیان کے ان خدشات کی تصدیق کر دی کہ مسلمان جارحیت کی طرف مائل اور جنگ کے متمنی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ ابھی راستہ میں تھے کہ قریش کی معروف کاروباری شخصیت معبد الخزاعی جو ادھر (حمراء الاسد) سے گزر کر روحاء میں پہنچا اور ابھی مشرف بہ اسلام نہ ہوا تھا۔ ابوسفیان نے اس سے اسلامی لشکر کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کہا ''حضور نبی کریم ﷺ ایسا لشکر لے کر آ رہے ہیں جس کی مثال آج تک دیکھنے میں نہیں آئی۔ اس فوج میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو احد میں شریک نہ ہوئے تھے۔ انتقام کے جوش میں ان کی تلواریں میان سے نکلی ہوئی ہیں''۔ یہ سن کر ابوسفیان طرح طرح کے تفکرات میں غرق ہو گیا۔ کبھی اسے خیال گزرتا کہ احد کی فتح یابی کے بعد (حضرت) محمد ﷺ کے مقابلہ سے فرار بہتر ثابت ہوگا۔ مبادا مقابلہ کرنے کی صورت میں جیتی ہوئی بازی ہارنا پڑے۔ عرب خصوصاً میرے رفقاء ہی مجھے ملامت کریں گے۔ اسے

یہ وہم بھی گزرتا کہ شکست کی صورت میں ہمارے خلاف قضا وقدر کا یہ آخری فیصلہ ہوگا جس کے بعد ہم کبھی نہ سنبھل سکیں گے۔ آخر ہمیں کیا کرنا چاہیے جس سے ملک میں سرخ رو رہ سکیں؟ ابوسفیان کو ایک تدبیر سوجھی۔ جب قبیلہ عبدالقیس کا ایک کارواں مدینہ کی طرف جاتے ہوئے اس نے دیکھا اور اسی کی زبانی حضور رسالت مآب ﷺ کی طرف یہ تہدید پہنچانے کی سازش بنائی۔ جونہی قبیلہ مذکور حمراء الاسد (منزل گاہ رسول اللہ ﷺ) میں پہنچا تو انھوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنی طرف سے کہا: ''ابوسفیان آندھی کی طرح آ رہا ہے تاکہ مسلمانوں کو جڑ سے اکھاڑ کر نابود کر دے''۔ رسول اللہ ﷺ نے سنا تو اظہار ضعف و عجز کے بغیر اپنے قدموں پر جمے رہے اور قریش کے سامنے (انھیں دکھانے کی غرض سے) اپنا استقلال ثابت کرنے کے لیے مسلسل تین شب تک آگ کا بہت بڑا الاؤ جلائے رکھا۔ ابوسفیان بھی آلاؤ کو جلتا ہوا دیکھتا رہا۔ آخر اس کی ہمت دوسرا مقابلہ کرنے سے جواب دے گئی۔ ابوسفیان نے اسی وقت مکہ کی طرف کوچ کرنے کے احکام دیئے اور لشکر قریش روانہ ہوگیا۔ اسلامی لشکر اس مقام پر چار راتیں گزارنے کے بعد واپس مدینہ لوٹ آیا۔ اسے غزوہ حمراء الاسد کہتے ہیں۔ غزوہ احد میں مسلمانوں کا مقصد اپنے شہر اور دین اسلام کی سلامتی تھا، وہ انھوں نے حاصل کر لیا۔ کفار کی جنگ کا مقصد مسلمانوں کو نیست و نابود کرنا تھا، اس میں وہ بری طرح ناکام رہے۔ اب خود فیصلہ کر لیں کہ اس جنگ میں کون جیتا اور کون ہارا؟ اور ایک اہم بات کہ جنگ کے اختتام پر ابوسفیان نے چیلنج دیا تھا کہ اگلے سال بدر میں پھر تم سے جنگ کا معرکہ ہوگا۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: ہاں! یہ ہمارا تمھارا وعدہ ہے۔ ان شاء اللہ! ابوسفیان کے اس چیلنج کا کیا نتیجہ نکلا، سیرت و تاریخ کا معمولی سا طالب علم بھی اس سے بے خبر نہیں۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے شیر سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت یوم احد کے اہم ترین اور الم ناک واقعات میں سے ایک ہے۔ یہ واقعہ جنگ کے کس مرحلے میں پیش میں آیا، اس کے بارے میں وثوق سے کچھ کہنا مشکل ہے۔

امام بخاری، ابو داؤد الطیالسی، ابن اسحاق اور دیگر اہل تحقیق نے آپؓ کی

شہادت کا واقعہ آپؓ کے قاتل وحشی کی زبان سے یوں نقل کیا ہے:

''جنگ بدر میں سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طعیمہ بن عدی کو قتل کیا تھا۔ جب قریش مکہ جنگ احد کے لیے روانہ ہوئے تو میرے مالک جبیر بن مطعم نے مجھے کہا۔ ''اگر تم میرے چچا طعیمہ کے عوض حضور ﷺ کے چچا حمزہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قتل کر دو تو تم آزاد ہو۔'' (یاد رہے کہ جبیر بن مطعم بعد میں مسلمان ہو گئے تھے) چنانچہ میں بھی کفار کے لشکر میں شامل ہو کر احد کی جانب روانہ ہو گیا۔ چونکہ میں حبشی النسل تھا اور حربہ (چھوٹا نیزہ) مارنے میں کمال مہارت رکھتا تھا۔ شاذ و نادر ہی میرا وار کبھی خطا جاتا تھا۔ اس لیے جب جنگ شروع ہوئی اور دونوں فریق ایک دوسرے سے مصروفِ پیکار ہو گئے، تو میں صرف حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرگرمیوں کو تاڑتا رہا۔ آپ ایک خاکستری اونٹ کی طرح نظر آ رہے تھے۔ جہاں سے گزرتے، اپنی تلوارِ آب دار سے صفوں کو الٹ پلٹ کے رکھ دیتے۔ آپؓ کے مقابلہ میں کھڑا ہونے کی کسی میں جرأت نہ تھی۔ میں نے پوچھا۔

''یہ کون ہے جو جس طرف سے گزرتا ہے، لوگ بھاگ کھڑے ہوتے ہیں؟''

لوگوں نے مجھے بتایا۔

''یہی حمزہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔''

میں نے انھیں اب پہچان لیا تھا، اس لیے اب ان پر ضرب لگانے کی تیاری کرنے لگا۔ اسی اثناء میں سباع بن عبدالعزیٰ الغبشانی سامنے آ نکلا۔ جب حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دیکھا، تو للکارتے ہوئے کہا۔

''**هلم الى يا ابن مقطعة البظور** ...... اے شرم گاہ کی چمڑی کاٹنے والی کے چھوکرے! آ میری طرف دو دو ہاتھ ہو جائیں۔ **أتحاد الله و رسوله صلى الله عليه وسلم** ...... تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے دشمنی رکھتا ہے۔''

(صحیح بخاری رقم الحدیث 4072، مسند احمد رقم الحدیث 16077)

اتنا کہہ کر آپؓ نے اس پر حملہ کر دیا اور آن واحد میں اسے موت کی آغوش میں

دے دیا اور اس کے بے جان لاشہ سے زرہ اتارنے کے لیے جھکے۔ میں ایک چٹان کی اوٹ میں تاڑ لگائے بیٹھا تھا۔ اسی اثنا میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں پھسلا، تو زرہ سرکنے سے آپ کا پیٹ ننگا ہوگیا۔ میں نے اپنے چھوٹے نیزے کو پوری قوت سے اپنی گرفت میں لہرایا۔ جب مجھے تسلی ہوگئی، تو میں نے تاک کر وہ نیزہ آپؓ کے شکم پر دے مارا، جو ناف کے نیچے سے اندر گھسا اور پار نکل گیا۔ آپؓ نے غضب ناک شیر کی طرح مجھ پر جھپٹنا چاہا، لیکن زخم کاری تھا، آپؓ اٹھ نہ سکے۔ میں وہاں سے چلا آیا۔ جب آپؓ کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی، تو میں وہاں گیا اور اپنا نیزہ اٹھالیا۔"

وحشی کا کہنا تھا۔

"مجھے اس سے زیادہ جنگ میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ میں نے اپنی آزادی کا راستہ ہموار کرلیا تھا۔ چنانچہ واپس آکر ایک کونے میں بیٹھ گیا اور لوگوں کی جنگ کا تماشہ دیکھتا رہا۔ جب جنگ ختم ہوئی، تو میں اپنے مالک کے ساتھ واپس آگیا۔ اس نے حسبِ وعدہ مجھے آزاد کر دیا۔ اس کے بعد میں مکہ میں رہائش پذیر ہوگیا۔ جب مکہ فتح ہوا، تو میں بھاگ کر طائف آگیا، لیکن جب اہلِ طائف کا وفد اسلام قبول کرنے کے لیے جانے لگا، تو مجھ پر دنیا تاریک اور زمین کی وسعتیں تنگ ہونے لگیں۔ میں اپنی زندگی سے مایوس ہوگیا۔ پھر مجھے خیال آیا کہ میں کیوں نہ یمن، شام یا کسی اور ملک کی طرف چلا جاؤں اور باقی زندگی آرام سے گزاروں۔ میں اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ ایک شخص نے مجھے کہا۔

"اللہ کی قسم! رسول رحمت ﷺ ایسے شخص کو ہرگز قتل نہیں کرتے جو آپ کے دین میں داخل ہوجائے اور حق کی شہادت دے۔"

اس کی یہ بات سن کر میں نے یہی فیصلہ کیا کہ مدینہ طیبہ جا کر اپنے آپ کو حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں پیش کر دوں۔ چنانچہ میں طائف سے روانہ ہوکر مدینہ منورہ پہنچا۔ لوگوں نے جب مجھے دیکھا، تو نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں میری آمد کی اطلاع دی۔ اس داعی حق ﷺ نے اپنے بہادر اور از حد عزیز چچا کے قاتل کو اپنے قابو میں پا کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے وہی بات

نکلی، جو ہادیِ برحق کی شان رفیع کے شایاں تھی، فرمایا۔

''اسے چھوڑ دو، اسے کچھ نہ کہو۔ ایک آدمی کا اسلام قبول کرنا، مجھے اس بات سے زیادہ عزیز ہے کہ میں ایک ہزار کفار کو تہ تیغ کروں۔''

حضور ﷺ نے مجھے اپنے بالکل قریب کھڑے ہوئے کلمہ شہادت **اشھدان لا اله الا اللّٰہ و اشھدان محمدا عبدهٗ ورسوله** پڑھتے دیکھا، تو آپ ﷺ کو بہت حیرت ہوئی۔ دریافت فرمایا۔

''کیا تم وحشی بن حرب ہو؟''

میں نے عرض کیا۔

''جی ہاں، یا رسول اللہ ﷺ!''

فرمایا۔

''بیٹھ جاؤ اور مجھے سناؤ کہ تم نے حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس طرح شہید کیا؟''

میں نے (نہایت افسوس اور شرمندگی کی حالت میں) تفصیل سے سارا واقعہ سنایا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا۔

- **فھل تستطیع أن تغیب وجھک عنی؟** (بخاری رقم الحدیث 4072)

''کیا تو میرے سامنے سے اپنا چہرہ اوجھل کر سکتا ہے؟''

یعنی کیا تم ایسا کر سکتے ہو کہ میرے سامنے نہ آیا کرو کیونکہ تمھیں دیکھ کر میرے چچا کا غم تازہ ہو جاتا ہے۔

یہ سن کر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے آ گیا۔'' حضور نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی میں پھر حضرت ابودسمہ وحشیؓ بن حرب سامنے نہیں بیٹھتے تھے بلکہ محفل میں چھپ کر بیٹھتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابودسمہ وحشیؓ بن حرب کہتے ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میرے لیے دعائے مغفرت کیجیے! حضور ﷺ نے تین بار میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا:

❑ **"یا وحشی! اخرج فقاتل فی سبیل اللّٰہ، کما قاتلت لتصد عن سبیل اللّٰہ"**

''اے وحشی! جاؤ اور اب اللہ کی راہ میں بھی اسی طرح لڑو جس طرح (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکنے کے لیے لڑا کرتے تھے۔'' (المعجم الکبیر للطبرانی، مجمع الزوائد)

حضرت صدیق اکبرؓ کے عہد میں جب ختم نبوت کے انکار کے فتنہ کی آگ عرب کے بعض علاقوں میں بھڑک اٹھی، تو ایک لشکرِ اسلام حضرت خالد بن ولیدؓ کی قیادت میں جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لیے نجد بھیجا گیا۔ اس میں حضرت وحشیؓ بھی شامل تھے۔ انھوں نے سوچا کہ اگر اس جنگ میں میرے ہاتھوں مسیلمہ کذاب ہلاک ہو جائے تو حضرت حمزہؓ کی شہادت کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ اسی سوچ کے ساتھ اس جنگ میں اترے۔ اس جنگ میں بڑے گھمسان کا رن پڑا۔ مسلمانوں کے سخت محاصرے اور جانبازی کو دیکھ کر کفار گھبرا گئے اور مسیلمہ سے پوچھنے لگے کہ مسلمانوں کی ایک مٹھی بھر فوج نے جو ہمارے ہزاروں کی تعداد کے مقابلے میں بالکل بے حقیقت ہے، ہماری فوجوں کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ ہزاروں اب تک تلوار کے گھاٹ اتر چکے ہیں اور سیکڑوں اتر رہے ہیں، بیشمار پڑے زخمی کراہ رہے ہیں۔ وہ وقت قریب ہے کہ مسلمان اس باغ کو بھی بزور طاقت ہم سے چھین لیں، تمھارا وعدہ نصرتِ ملائک اب کہاں ہے اور خدا کی مدد کب آئے گی؟ یہاں تو ہماری جان پر آ بنی ہے، کیا امداد الٰہی اس وقت آئے گی جبکہ ہماری جانیں لقمۂ اجل بن چکی ہوں گی؟ لیکن مسیلمہ کذاب ان کے اس یاس انگیز سوال کا کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکا جس سے لوگ اور مایوس ہو گئے اور حوصلہ ہار بیٹھے۔ اب کفار نے باغ میں پناہ نہ دیکھ کر قلعے کا رخ کیا اور باغ سے نکلنے لگے۔ مسیلمہ بھی لباس تبدیل کر کے باغ سے نکلنے لگا لیکن ایک انصاری مسلمان نے دُور سے پہچان کر حضرت وحشیؓ بن حرب کو جو دروازے پر کھڑے تھے، بلند آواز سے پکار کر کہا کہ یہی مسیلمہ کذاب ہے، جانے نہ پائے۔ حضرت وحشیؓ نے یہ سنتے ہی فوراً ایسا تُلا ہوا نیزہ مارا کہ مسیلمہ وہیں گر کر ڈھیر ہو گیا اور ایک مجاہد صحابیہؓ حضرت ام عمارہؓ نے فوراً مسیلمہ کا سر اپنے بیٹے عبداللہ بن زید کی مدد سے کاٹ لیا۔ مسیلمہ کے مرتے ہی کفار نے بالکل حوصلہ

چھوڑ دیا۔ مسیلمہ کے محل کے بالائی حصے سے ایک لڑکی نے چیخ و پکار کرتے ہوئے کہا:

"وا امیر المؤمنین قتله العبد الاسود." ہائے افسوس! امیر المؤمنین مسیلمہ کو ایک حبشی غلام نے قتل کر دیا۔ اس آواز کا بلند ہونا تھا کہ بنوحنیفہ کے لوگ جان بچانے کی غرض سے بھاگنے لگے۔ اب مرتدین بھاگ رہے تھے اور مسلمان ان کو قتل کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ پورا علاقہ اور قلعہ صاف ہو گیا۔ قریب تھا کہ یمامہ میں ایک آدمی بھی زندہ نہ بچتا لیکن وہاں کے سنجیدہ لوگوں نے امن کی درخواست کی اور اس طرح ایک بڑے کافر کا بڑا فتنہ، جہادِ مقدس کے ذریعہ سے ختم ہوا۔ صحابۂ کرامؓ پر اللہ تعالیٰ کی کروڑ ہا رحمتیں ہوں!!!

اس کے بعد وحشیؓ کہا کرتے تھے:

❑ **"فان كنت قتلته فقد قتلت خير الناس بعد رسول الله ﷺ وقتلت شر الناس"**

"اگر میں نے اس شخص (سیدنا حضرت حمزہؓ) کو قتل کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے بعد بہترین آدمی تھا تو اس (مسیلمہ کذاب) کو بھی ہلاک کیا ہے جو بدترین خلائق تھا۔"

صحیح بخاری میں ہے کہ مسیلمہ کذاب کے قتل میں حضرت وحشیؓ کے ساتھ ایک انصاری بھی شریک ہوئے تھے۔ واقدی، اسحاق بن راہویہ اور حاکم کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زید بن عاصم مازنیؓ تھے اور بعض عدی بن سہیل اور بعض ابو دجانہ اور بعض زید بن الخطاب کا نام بتلاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ شن بن عبداللہ تھے جیسا کہ ذیل کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے۔

الم ترانی ووحشیهم ضربنا مسیلمة المفتن
فلست بصاحبه دونه ولیس بصاحبه دون شن

کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ میں اور وحشی دونوں نے مل کر مسیلمہ فتنہ پرواز کو مارا ہے۔ لوگ مجھ سے مسیلمہ کذاب کے قتل کی بابت دریافت کرتے ہیں کہ کس نے مارا؟ میں نے جواب دیا کہ میں نے تلوار ماری اور وحشی نے نیزہ مارا۔ پس حاصل یہ کہ مسیلمہ کا

مستقل قاتل نہ تو میں ہوں اور نہ وحشی کو بغیر شن کی شرکت کے مستقل قاتل کہا جا سکتا ہے۔

(فتح الباری جلد 7، صفحہ 284، 285)

حضرت ابودسمہ وحشیؓ بن حرب بنی نوافل کے موالی میں سے تھے۔ دور جاہلیت میں ان کا شمار موالی کے بہادروں میں ہوتا تھا۔ انھوں نے کئی جنگوں میں مسلمانوں کے ساتھ مل کر کفار کے خلاف جہاد کیا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں حضرت وحشیؓ شام کے میدان جہاد میں گئے اور رومیوں کے خلاف یرموک کی خونیں جنگ میں دادِ شجاعت دی۔ قیاس یہ ہے کہ انھوں نے اور معرکوں میں بھی حصہ لیا ہوگا۔ شام کی فتح کے بعد انھوں نے حمص میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور وہیں حضرت عثمان غنیؓ کے عہدِ خلافت 25ھ میں وفات پائی۔ ان کی قبر معروف صحابی رسول حضرت ثوبانؓ کی قبر کے نزدیک واقع ہے۔

حضرت وحشیؓ بن حرب سے یہ حدیث مروی ہے:

''رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہم کھانا کھاتے ہیں مگر سیر نہیں ہوتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شاید تم الگ الگ بیٹھ کر کھانا کھاتے ہو۔ صحابہؓ نے عرض کی، جی ہاں! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اکٹھے مل کر اللہ کا نام لے کر کھایا کرو تو کھانے میں برکت ہوگی۔''

(ابوداؤد رقم الحدیث 3764، ابن ماجہ رقم الحدیث 3286)

غزوہ احد میں سید الشہدا حضرت حمزہؓ نے تیغ زنی کے وہ جوہر دکھائے، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بلا مبالغہ جنگ کے ہیرو تھے۔ انھوں نے ثابت کر دیا کہ وہ واقعی اسد اللہ اور اسد الرسول ہیں۔ دو دھاری تلوار ہاتھ میں لیے ان کے لپکنے، جھپٹنے، جھپٹ کر پلٹنے کو جن لوگوں نے دیکھا، عش عش کر اُٹھے۔ چمکتے تھے شہاب آسا جھپٹتے تھے عقاب آسا بدر کے بعد ایک عرصہ تک ان کی شمشیر بازی کے قصے لوگوں میں دہرائے جاتے رہے۔ مشرکین کے دلوں میں ان کی ہیبت طاری تھی۔ اس روز ابوشیبہ اور سباع بن عبدالعزیٰ

سمیت کئی کفار آپؓ کی شمشیر قاہرہ شگاف کی زد میں آ کر لقمہ اجل بنے۔

کفار اتنے بزدل تھے کہ حضرت حمزہؓ کا سامنا کرتے ہوئے بھی لرزتے تھے۔ وہ جنگ بدر کا بدلہ لینے کے لیے ان سے علی الاعلان لڑنے کا حوصلہ ہی نہیں رکھتے تھے۔ اسی لیے انھوں نے حضرت حمزہؓ کو فریب دے کر انتہائی بزدلی سے قتل کرنے کا حربہ اپنایا، یعنی وحشی کو ان کے پیچھے لگا دیا اور خود حمزہؓ کا سامنا کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔ محمد حسین ہیکل لکھتے ہیں:

''اللہ کے شیر حمزہؓ شہید ہو گئے، انھیں اس طرح شہید نہیں کیا گیا جس طرح بہادر ایک دوسرے کے آمنے سامنے آ کر قتل کرتے اور قتل ہوتے ہیں بلکہ کفار نے آپ کو اس طرح مارا جیسے شرفاء کو اندھیرے میں فریب سے قتل کر دیا جاتا ہے۔ کیا عرب کے تمام سورماؤں میں سے کوئی ایک بھی حضرت حمزہؓ کا ہم پلہ نہ تھا؟ کیا کوئی سمجھتا تھا کہ وہ معرکے میں موت کی صفوں سے بصد ناز گزرنے والے سیدنا حمزہؓ کی موت کو دیکھ سکے گا؟ جب تاریکیٔ شب میں چھپ کر قتل کی پر فریب کارروائی کی جاتی ہے تو شجاعت و شرافت کچھ کام نہیں آتی اور بہادر آدمی جان کی بازی ہار جاتا ہے۔'' (موسوعۃ الغزوات الکبریٰ لباشمیل)

جنگ احد میں ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ اور اس کی ساتھی عورتوں نے مسلمان شہدا کی لاشوں کا مثلہ کیا۔ انھوں نے شہید صحابہؓ کے کان ناک کاٹ ڈالے۔ اس نے ان کٹے کانوں کی مالائیں اور پازیبیں بنائیں اور اپنی باندیوں اور خادماؤں میں بانٹ دیں۔ اس نے سیدنا حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی کو کٹے اعضا کے ہار اور بالیاں پیش کیں۔ ہند نے حضرت حمزہؓ کا پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکالا اور چبانے کی کوشش کی، لیکن نگل نہ پائی اور تھوک دیا۔ پھر وہ ایک بلند ٹیلے پر چڑھ گئی اور بلند آواز میں یہ اشعار پڑھنے لگی:

نحن جزینا کم بیوم بدر والحرب بعد الحرب ذات سعر

ماکان عن عتبۃ لی من صبر ولا أخی وعمہ وبکری

شفیت نفسی و قضیت نذری شفیت وحشی غلیل صدری

ترجمہ: ہم نے تم سے بدر کے دن کا بدلہ لے لیا، پہلی جنگ کے بعد کی جانے والی دوسری

جنگ زیادہ بھڑکنے والی ہوتی ہے۔ مجھے اپنے باپ عتبہ کی طرف سے قرار تھا نہ اپنے بھائی ولید، اس کے چچا شیبہ اور اپنے پلوٹھے حنظلہ بن ابوسفیان کی طرف سے صبر تھا۔ میں نے اپنے جی کو ٹھنڈا کیا اور اپنی نذر پوری کر لی۔ او وحشی، تو نے میرے سینے کی آگ بجھا دی۔

حضور نبی کریم ﷺ کو جب یہ خبر ملی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ نے آگ پر حرام کر دیا ہے کہ حمزہؓ کا گوشت بھی چکھ سکے۔ اگر ہند کے پیٹ میں کلیجہ چلا جاتا تو اس پر بھی آگ حرام ہو جاتی۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ ہند بنت عتبہ نے حضرت حمزہؓ کے اعضا سے دو کنگن، دو بازو بند اور دو پازیبیں بنائیں، انھیں اور آپ کے کلیجے کو مکہ لے گئی۔ ابوسفیان حضرت حمزہؓ کے لاشے کے پاس سے گزرا تو ان کے چہرے پر نیزے کی انی چبھوئی اور کہا: او نافرمان، اپنے عمل کا مزہ چکھ لے۔ حلیس بن زبان نے دیکھ لیا اور کہا: اے بنو کنانہ، دیکھو، قریش کا سردار اپنے چچا زاد سے کیا سلوک کر رہا ہے؟ ابوسفیان نے کہا: کسی کو مت بتانا، مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ میں نے مثلہ کرنے کا حکم دیا نہ روکا، پسند کیا نہ برا سمجھا، مثلہ کرنا مجھے برا لگا ہے، اچھا نہیں لگا (مسند احمد، رقم 4414)۔ احد کے شہدا کی اکثریت کی لاشیں قطع و برید سے سلامت نہ رہی تھیں۔ ایک حضرت حنظلہؓ بن ابوعامر کی نعش کا مثلہ نہ کیا گیا تھا، کیونکہ ان کا باپ مشرکوں کی صف میں شامل تھا، اس لیے اسے چھوڑ دیا گیا۔

غزوہ احد میں جب جنگ ختم ہوگئی، تو حضور ﷺ بار بار پوچھتے۔

- **ما فعل عمی؟ ما فعل عمی؟**

''میرے چچا جان نے کیا کیا ہے؟ مجھے میرے چچا جان کا کارنامہ بتاؤ۔''

ایک صحابیؓ نے عرض کی۔

''جب لشکرِ اسلام میں بھگدڑ مچی، تو میں نے انھیں ان چٹانوں کے پاس دیکھا، وہ کہہ رہے تھے۔

- **''انا اسد اللّٰہ و اسد رسولہ.''**

میں اللہ کا شیر ہوں اور اس کے رسول ﷺ کا شیر ہوں۔

بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا کی میت پر نگاہ ڈالی۔ آپ ﷺ نے اس قدر بھیانک منظر کبھی نہ دیکھا تھا۔ شفیق چچا کا جسد اطہر دیکھ کر آپ ﷺ اس قدر روئے کہ ہچکی بندھ گئی۔ اللہ کی توحید کے اعلان اور محبت رسالت ﷺ کے جرم میں حضرت حمزہؓ کی لاش کا مثلہ کر دیا گیا تھا۔ ناک، آنکھیں، کان، پیٹ، دل، سینہ سب کاٹ دیا گیا تھا۔ آہ! یہ کتنا رُوح فرسا اور کیسا الم انگیز منظر تھا جسے دیکھ کر صبر واستقامت کے کوہ گراں سیّد کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسوؤں کے گوہر ہائے تاجدار ٹپ ٹپ گرنے لگے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا جان کی لاش پر آخری نگاہ ڈالی اور رنج وقلق میں ڈوبے ہوئے لہجے میں ارشاد فرمایا:

❑ **"رحمة اللّٰہ علیک، فانک کنت ماعلمتک الا فعالا للخیرات و صولا للرحم"**

''(اے میرے شفیق چچا جان!) آپ پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ بہت بھلائیاں کرنے والے اور خوب صلہ رحمی کرنے والے تھے۔''

حضرت حمزہؓ کی دردناک شہادت پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بے حد غمگین اور غصے کی حالت میں تھے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار ﷺ سیدنا حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلبؓ پر جس طرح روئے، اس طرح میں نے ان کو کبھی روتے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ اس طرح روئے کہ آواز بلند ہوگئی۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ حضرت حمزہؓ کی لاش پر آ کر ٹھہرے تو اسے دیکھ کر آپ ﷺ نے (بچشم تر) فرمایا ''ایسی مصیبت جیسی حمزہؓ پر پڑی، دنیا میں کسی پر نہ پڑی ہوگی۔'' آپ ﷺ بار بار فرما رہے تھے کہ مجھے کسی بھی موقع پر اتنا غصہ نہیں آیا جتنا آج آیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

(اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکین پر غلبہ دیا تو) میں اپنے چچا کے بدلے میں ان کے ستر آدمیوں کا مثلہ کروں گا۔''

اس پُر ملال موقع پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے مجروح دل کی تسکین کے لیے

یہ آیت نازل فرمائی:

❑ وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خير للصٰبرينo واصبر وما صبرک الا باللّٰه ولا تحزن عليهم ولا تک فی ضيق مما يمكرون

(النحل:126، 127)

ترجمہ: ''اور اگر تم (انھیں) سزا دینا چاہو، تو انھیں سزا دو لیکن اس قدر جتنی تمھیں تکلیف پہنچائی گئی ہے اور اگر تم (ان کی ستم رانیوں پر) صبر کرو تو یہ صبر ہی بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لیے۔ اور آپ صبر فرمائیے اور نہیں ہے آپ کا صبر مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اور رنجیدہ نہ ہوا کریں ان کی (ہٹ دھرمی) پر اور نہ غمزدہ ہوا کریں اُن کی فریب کاریوں سے۔''

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صبر اختیار فرمایا، مشرکین کی کسی لاش کا مثلہ نہیں کیا اور اپنے امتیوں کو بھی مثلے کی ممانعت فرما دی اور قسم کا کفارہ دے دیا۔ ایسے جذبات تقاضائے فطرت کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اگر ایسے جذبات پیدا ہی نہ ہوں تو پھر صبر وضبط اور استقلال و استقامت کی اہمیت ہی ختم ہو جاتی ہے۔ ایسے جذبات کا نہ ہونا کمال نہیں بلکہ کمال تو یہ ہے کہ ایسے جذبات برانگیختہ ہوں مگر قابو میں رہیں اور حکم شریعت اور فرمان خداوندی پر اس طرح عمل ہو جیسے فطری جذبہ پر ہوتا ہے۔ یہی کیفیت حضور رحمت عالم ﷺ اور آپ کے جاں نثار صحابہ کرامؓ کے مذکورہ بالا جذبہ میں کارِفرما تھی۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب سیدنا حمزہؓ کی لاش دیکھی تو رو پڑے۔ اس قدر روئے کہ ہچکی بندھ گئی۔ بعدازاں فرمایا:

❑ ''سيد الشهداء عند اللّٰه تعالىٰ يوم القيامة حمزة''

''قیامت کے دن اللہ کے نزدیک تمام شہیدوں کے سردار حمزہؓ ہوں گے۔''

(مستدرک حاکم)

ایک روایت کے مطابق نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

❑ ''حمزة خير الشهداء حمزہ بہترین شہید ہیں۔''

اسی اثناء میں حضرت حمزہؓ کی حقیقی بہن حضرت سیدہ صفیہؓ بنت عبدالمطلبؓ لڑائی کا حال معلوم کرنے مدینہ سے نکلیں۔ انھیں میدان جنگ کی طرف آتے دیکھ کر آپ ﷺ کو اندیشہ ہوا، مبادا وہ اپنے بھائی کی نعش کو اس پراگندہ حالت میں دیکھ کر صبر کا دامن چھوڑ دیں اور انتہائی دکھی اور پریشان ہو جائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے بیٹے سیدنا حضرت زبیرؓ بن العوام کو حکم دیا:

’’آپ اپنی والدہ ماجدہ کے پاس جائیں اور انھیں وہیں سے واپس بھیج دیں تا کہ وہ اپنے بھائی کو نہ دیکھ سکیں کہ اُن کی کیا حالت ہوگئی ہے۔‘‘

حضرت زبیرؓ نے انھیں لاش کے پاس جانے سے منع کیا، تو وہ بولیں۔

’’میں نے اپنے بھائی کا ماجرا سن لیا ہے، لیکن اللہ کی راہ میں یہ کوئی بڑی قربانی نہیں۔ میں اس مصیبت پر صبر کروں گی اور اس کے ثواب کی امید رکھوں گی۔ ان شاءاللہ‘‘

جب اس بات کا علم حضور ﷺ کو ہوا، تو انھوں نے اجازت دے دی۔ صبر و استقامت کی پیکر یہ خاتون لاش پر گئیں۔ عزیز بھائی کو ٹکڑے ٹکڑے دیکھ کر آنکھوں سے سیل اشک بہ نکلا، لیکن زبان سے صرف **انا للّٰہ و انا الیه راجعون** نکلا۔ اس موقع پر انھوں نے نہایت حزن و ملال کی کیفیت میں یہ اشعار پڑھے۔

دعاہ اله الحق ذو العرش دعوۃ   الی جنۃ یحیابھا و سرور

سچے معبود عرش والے نے انھیں ایک (سچی) بات کی طرف (یعنی) جنت کی طرف (اور جنت کی) خوشیوں کی طرف بلایا جس کے ذریعے وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔‘‘
(مسند احمد، ابن ماجہ)

ہوا حمزہؓ کی میت پر گزر شان رسالت کا
تاثر دیدنی تھا مہرتاباں کی جلالت کا
صفیہؓ بنت عبدالمطلبؓ ہمشیرہ حمزہؓ کی
بہت تھی ان کے دل میں عزت و توقیر حمزہؓ کی
یہاں تشریف لائیں اپنے بھائی کی زیارت کو
خدا کے اور ملت کے فدائی کی زیارت کو

زبیر ابن العوامؓ ان کے پسر تھے پاس حضرت ﷺ کے
ہوئے ان پر ہویدا اس گھڑی احساس حضرت کے
کہا رو کر میری پھوپھی کو میت پر نہ آنے دو
دل زخمی کو ان کے یہ نیا چرکا نہ کھانے دو
الم انگیز ہے قطع و برید چہرہ حمزہؓ
بہن کو رنج دے شاید یہ دید چہرہ حمزہؓ
پسر نے جا کے مادر کو مگر جس وقت سمجھایا
تو قلب مسلمہ ہر حال میں صبر آشنا پایا
گئیں وہ میت حمزہؓ پہ روئیں نہ چلائیں
نظر چہرے پر ڈالی فاتحہ پڑھ کر چلی آئیں

خونِ شہادت کے چھینٹے اللہ تعالیٰ کے یہاں مشک وعنبر سے بھی کہیں زیادہ عطر افشاں اور بے حد قیمتی ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے انھیں دھونے کی اجازت نہیں۔ شہدا کے اسی اعزاز اور امتیاز کو برقرار رکھتے ہوئے حضور رحمتِ عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ شہدا کو غسل نہ دیا جائے، اُن کے خون میں لت پت کپڑے نہ اتارے جائیں بلکہ انہی کپڑوں میں دفن کیا جائے۔ نیا کفن نہ دیا جائے، ہاں اگر جسم پر موجود کپڑے کفن مسنون سے کم ہو جائیں تو انھیں پورا کر دیا جائے۔ جب کہ مرد کے لیے مسنون کفن تین کپڑوں پر مشتمل ہے۔ شہدائے اُحد کی تجہیز وتکفین میں بھی اسی اصول کو ملحوظ رکھا گیا۔ لیکن سید الشہدا سیدنا حضرت حمزہؓ اور علمبردار مہاجرین سیدنا مصعب بن عمیرؓ کی لاشوں کے ساتھ مشرکین نے جو بہیمانہ اور وحشیانہ سلوک کیا تھا، اس سے ان کے وجود پر کپڑے بھی پورے باقی نہیں رہے تھے۔ اس وجہ سے انھیں کفن دیا گیا مگر اس کفن کی نوعیت کیا تھی؟ یہ حدیث غم بھی سینہ تھام کر دل کے کانوں سے سننے کے لائق ہے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت صفیہؓ دو سفید چادریں ساتھ لائیں تھیں۔ کہنے لگیں کہ یہ دونوں چادریں میں بھائی کے لیے لائی ہوں۔ مجھے ان کے شہید ہونے کی اطلاع مل گئی تھی۔ انھیں ان چادروں کا کفن دے کر دفنا دیجیے۔ ہم وہ دونوں چادریں لے

گئے تا کہ حمزہؓ کو کفنا دیا جائے۔لیکن ہماری نظر سیدنا حضرت حمزہؓ کے پہلو میں گئی تو دیکھا کہ ایک انصاری حضرت سہیلؓ کے ساتھ بھی مشرکین نے ویسا ہی سلوک کیا تھا جیسا سیدنا حضرت حمزہؓ سے کیا گیا تھا۔ہمیں بڑی شرم آئی کہ ہم انصاری کی لاش تو بے کفن رہنے دیں اور سیدنا حضرت حمزہؓ کو دو چادروں میں کفنا دیں، چنانچہ ہم نے ایک چادر حمزہؓ کے لیے اور ایک چادر شہید انصاریؓ کے لیے مخصوص کر دی۔

حضرت انسؓ روایت فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حضرت حمزہؓ کو ایک سیاہ دھاریوں والی چادر کا کفن دیا۔(چونکہ حضرت حمزہؓ کی جسامت بھاری اور قد لمبا تھا، اس لیے اگر) ہم اس سے سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے تھے اور پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا تھا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا:

❏ **أن يمدوها على راسه ويجعلوا على رجليه من الاذخر**

''چادر کے ذریعے سے ان کا سر ڈھانپ دو اور ان کے دونوں پاؤں پر اذخر (خوشبودار) گھاس ڈال دو۔'' (مستدرک حاکم، مسند احمد)

حضرت حارثہ بن مضربؓ کہتے ہیں میں حضرت خبابؓ کے (مرض الموت میں) حاضر ہوا، اُن کے لیے (مکمل) کفن لایا گیا تو حضرت خبابؓ دیکھ کر رونے لگے اور فرمانے لگے ''حضرت حمزہؓ کو تو پورا کفن بھی میسر نہ آ سکا، سوائے ایک چھوٹی سی چادر کے، جب اُسے سر پر ڈالا جاتا تو پاؤں سے ہٹ جاتی اور جب اُن کے قدموں پر ڈالی جاتی تو سر سے سرک جاتی۔ بالآخر اسے سر کی طرف پورا کیا گیا اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈالی گئی۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

بقول حفیظ جالندھری:

شہادت کا مبشر شاہد حال شہیداں تھا
کہ چادر تک نہ تھی پوری زمانہ تنگ داماں تھا
تھے خون و خاک ہی ملبوس اجسامِ شہیداں کے
گیاہِ خشک نے حکم نبی ﷺ سے ان کے تن ڈھانکے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ حضرت حمزہؓ اور حضرت حنظلہ بن راہبؓ کو غسل دے رہے ہیں''۔ (طبرانی، معجم کبیر)

ایک دوسری روایت میں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ''عم رسول حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ شہید کر دیئے گئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ''فرشتوں نے ان کو غسل دیا۔'' (مستدرک حاکم، طبقات ابن سعد)

سیرت نگاروں کا کہنا ہے کہ اس جنگ میں ستر مسلمان شہید ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی گئی۔ اس کے بعد ایک ایک جنازہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے کے ساتھ رکھ کر نماز جنازہ پڑھائی جاتی رہی اور یوں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ ستر بار اور ایک دوسری روایت کے مطابق بہتر بار پڑھائی گئی۔ یاد رہے کہ اس فضیلت میں کوئی اور شریک نہیں۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں: حضور نبی کریم ﷺ جس کسی جنازے پر تکبیر کہتے تو اس پر چار بار تکبیر کہتے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حمزہؓ پر ستر بار تکبیر کہی۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے حضرت حمزہؓ کی نماز جنازہ پڑھی تو سات تکبیرات کہیں، پھر جس شہید کو بھی لایا گیا اُس کے ساتھ نبی پاک ﷺ نے حضرت حمزہؓ کی بھی نماز جنازہ پڑھی حتیٰ کہ حضور ﷺ نے حضرت حمزہؓ پر بہتر بار نماز جنازہ پڑھی۔

بعض مسلمانوں نے اپنے شہدا کو مدینہ منورہ میں دفنانے کی غرض سے اُٹھا لیا تو حضور اکرم ﷺ نے اس سے منع کرتے ہوئے فرمایا: ''جس جگہ انھیں شہید کیا گیا ہے، انھیں وہیں دفناؤ۔''

غزوۂ اُحد میں شہید افراد میں سے دو، دو کو ایک قبر میں دفنایا جا رہا تھا، حضور ﷺ کا حکم تھا کہ جسے قرآن زیادہ یاد ہو، اُس شہید کو لحد میں مقدم رکھو۔

شہیدوں میں نبی ﷺ کے یوں تو سب یارانِ ہمدم تھے
جنھیں قرآن زیادہ یاد تھا اس دَم مقدم تھے

نبی ﷺ نے اس طرح ستر خزانے دفن فرمائے
کہ اک اک قبر میں دو دو یگانے دفن فرمائے

حضرت حمزہؓ کو قبر میں اتارنے کے لیے سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت زبیرؓ قبر میں اترے تھے۔ اِس موقع پر سیدنا حضرت حمزہؓ کے متعلق سیدنا حضرت کعب بن مالکؓ نے درج ذیل اشعار کہے تھے:

صفية! قومي ولا تعجزي
وبكي النساء على حمزةؓ
ولا تسأمي أن تطيلي البكا
على اسد الله فى الهزة
فقد كان عزا لأيتامنا
وليث الملاحم فى البزة
يريد بذلك رضا احمد
ورضوان ذى العرش والعزة

''اے صفیہ! اُٹھو، کمزوری کا مظاہرہ نہ کرو اور جا کر عورتوں سے مل کر حمزہؓ پر آنسو بہاؤ۔ اور ہاں! حمزہؓ پر تھوڑی دیر نہیں بلکہ بہت دیر تک رونا۔ وہ بہادری کا مجسمہ تھے۔ وہ اللہ کے شیر تھے۔ ہمارے یتیموں کا آسرا تھے۔ ہتھیار پہن لیتے تو شیرِ غاب لگتے تھے۔ ان کے جنگوں میں کفار سے لڑنے کا واحد مقصد محض حضرت محمد ﷺ اور اللہ رب العزت کی رضا جوئی تھا۔'' (سیرت ابن ہشام)

سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے شدید رنج وملال کا اظہار فرمایا اور نہایت غمگین ہوگئے، یہاں تک کہ آپ کی چشمان مقدس سے آنسو رواں ہوگئے۔ شرح مسند ابوحنیفہ، ذخائر عقبی اور سیرت حلبیہ میں روایت ہے:

ترجمہ: حضرت ابن شاذانؒ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ ہم نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو کبھی اتنا اشک بار نہیں دیکھا جتنا کہ آپ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر اشک بار ہوئے، آپ ﷺ نے

انھیں قبلہ کی جانب رکھا، پھر آپ جنازہ کے سامنے قیام فرما ہوئے، آپ اس قدر اشک بار ہوئے کہ سسکیاں بھی لینے لگے، قریب تھا کہ رنجیدگی کے سبب آپ پر بیہوشی طاری ہو جائے، آپ یہ فرماتے جاتے: اے حمزہؓ! اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے چچا، اے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے شیر! اے حمزہؓ! اے نیکیوں کو انجام دینے والے! اے حمزہؓ! اے مصیبتوں کو دور کرنے والے! اے حمزہؓ! اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب سے دفاع کرنے والے، حضور ﷺ جب نماز جنازہ ادا فرماتے تو چار مرتبہ تکبیر فرماتے اور آپ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ستر (70) مرتبہ نمازِ جنازہ ادا فرمائی۔

تدفین کے وقت اللہ کے رسول ﷺ نے خود انھیں لحد میں قبلہ رخ رکھا اور حضرت عبداللہؓ بن جحش (امیمہ بنت عبدالمطلبؓ کے بیٹے) کے ساتھ دفن کیا۔ یہ ان کے بھانجے اور رضاعی بھائی تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اُحد کے دن عبداللہؓ بن جحش نے مجھے کہا کہ آؤ ایک کونہ میں جا کر دعا مانگیں۔ میں دعا مانگوں گا، اس پر آپ آمین کہیں۔ پھر آپ دعا مانگیں، اس پر میں آمین کہوں گا۔ اس قبولیت کی گھڑی میں ہماری التجائیں قبول ہوں گی۔ چنانچہ ہم الگ ایک گوشہ میں چلے گئے۔ پہلے میں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور عرض کی: اے میرے رب! کل جب دشمن سے ہمارا مقابلہ ہو تو میرے مقابلہ میں ایک طاقتور اور ماہر جنگجو کو بھیج تا کہ میں تیری رضا کے لیے اس سے جنگ کروں اور وہ مجھ سے جنگ کرے، پھر مجھے اس پر غلبہ دے تا کہ میں اس کو قتل کر دوں۔ حضرت عبداللہؓ نے میری دعا پر کہا آمین! پھر حضرت عبداللہؓ بن جحش نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور عرض کی: الٰہی میرے مقابلہ میں ایک ایسا کافر بھیج جو بڑا قوی اور تنومند ہو اور فن حرب کا ماہر ہو۔ میں تیری رضا کے لیے اس سے جنگ کروں اور وہ مجھ سے جنگ کرے، آخر کار وہ مجھے قتل کر دے۔ پھر وہ مجھے پکڑے، میری ناک اور میرے کان کاٹ دے اور جب میں روز قیامت تجھ سے اس حالت میں ملاقات کروں تو تُو فرمائے ''اے میرے بندے کس جرم میں تیری ناک اور تیرے کان کاٹے

گئے؟'' تو میں جواب میں عرض کروں۔ "**فِیکَ وَفِیْ رَسُوْلِکَ** کہ تیری اور تیرے محبوب ﷺ کی محبت کے جرم میں۔'' تو تُو فرمائے ''اے میرے بندے: تم سچ کہہ رہے ہو۔'' (اسی وجہ سے انھیں ''المجدع فی سبیل اللہ'' کہا جاتا ہے)

یہ بیان کرنے کے بعد حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہؓ بن جحش کی دعا میری دعا سے بدرجہا بہتر تھی۔ چنانچہ دونوں کی دعائیں قبول ہوئیں اور حضرت عبداللہؓ بن جحش کے ساتھ یہی سلوک کیا گیا۔......کیا آج بھی محبتِ مصطفےٰ ﷺ کی سرشاری میں کوئی ہے جو ایسی دعا مانگے!

حضرت حمزہؓ نے مشرکین کے چالیس بڑے بڑے نامورسورماؤں کو قتل کیا جن میں معروف کفار مندرجہ ذیل ہیں:

1- عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس
2- شیبہ بن ربیعہ بن عبدشمس (حضرت علیؓ کے اشتراک سے)
3- زمعہ بن اسود بن مطلب (حضرت علیؓ کے اشتراک سے)
4- عقیل بن اسود بن مطلب (حضرت علیؓ کے اشتراک سے)
5- ابوقیس بن ولید بن مغیرہ
6- اسود بن عبدالاسد بن ہلال
7- ابوقیس بن فاکہ (بعض حضرات کے نزدیک اسے حضرت علیؓ نے قتل کیا)
8- عائذ بن سائب بن عویمر (حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے اشتراک سے)
9- نبیہ بن حجاج بن عامر
10- حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب (حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کے اشتراک سے)
11- طیمہ بن عدی (حضرت علیؓ کے اشتراک سے)
12- ارطاۃ بن عبدشرحبیل
13- عثمان بن ابی طلحہ
14- سباع بن عبدالعزیٰ الغبشانی

غزوہ احد میں رتبہ شہادت پر فائز ہونے والے صحابہ کرامؓ کی تعداد کے بارے میں محدثین اور سیرت نگاروں میں اختلاف ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک سرفروشان احد کی تعداد 70 یا 71 ہے بعض اسے 72 یا 75 بتاتے ہیں۔ بعض کے نزدیک یہ تعداد 96 ہے۔ بعض نے ان میں بارہ یا تیرہ ناموں کا اضافہ کیا ہے۔ اس طرح غزوہ احد میں جام شہادت نوش کرنے والوں کی کل تعداد ایک سو سے زیادہ بنتی ہے۔ دارالسلام کی طرف سے گیارہ جلدوں پر مشتمل ''سیرت انسائیکلوپیڈیا'' (جلد ششم صفحہ 338) نے نہایت تحقیق اور عرق ریزی سے شہدا احد (109) کی مکمل فہرست مرتب کی ہے جو میرے نزدیک مستند اور قابل قبول ہے۔ ذیل میں غزوہ احد میں شہید ہونے والے صحابہ کرامؓ کے اسمائے گرامی درج کیے جا رہے ہیں:

غزوۂ احد میں شہید ہونے والے چھ مہاجرین کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

1- حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلبؓ: رسول اللہ ﷺ کے پیارے چچا تھے۔

2- حضرت مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبدمناف العبدریؓ

3- حضرت عبداللہؓ بن جحش رئاب بن یعمر بن صبرہ......بن دودان بن اسد بن خزیمہ اسدیؓ

4- حضرت شماس بن عثمان بن شرید مخزومی قرشیؓ

5- حضرت سعد بن خولی بن سبرہ کلبیؓ

6- حضرت ثقیف بن عمرو اسلمیؓ

ذیل میں انصار شہدائے احد کے اسمائے گرامی حروف تہجی کے اعتبار سے درج کیے جاتے ہیں:

7- حضرت ابواسیرہ (ابوہبیرہ) بن الحارث بن علقمہ بن عمرو بن کعب بن مالک انصاری خزرجی نجاریؓ

8- حضرت ابوحبہ (ابوحنہ) مالک بن عمرو بن ثابت بن کلفہ بن ثعلبہؓ

9- حضرت ابوسفیان بن حارث بن قیس بن زید بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن

عمرو بن عوف انصاری اوسیؓ

-10 حضرت انس بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی نجاری انصاری خزرجیؓ

-11 حضرت انیس بن قتادہ انصاری اوسیؓ

-12 حضرت اوس بن ارقم بن زید بن قیس بن نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن کعب انصاری خزرجیؓ

-13 حضرت اوس بن ثابت نجاری خزرجیؓ

-14 حضرت اوس بن سلامہ بن وقشؓ

-15 حضرت ایاس بن اوس بن عتیک بن عمرو...... بن جشم بن عبدالاشہل انصاری اشہلی اوسیؓ

-15 حضرت ایاس بن عدیؓ

-16 حضرت ثابت بن عمرو بن زید بن عدی بن سواد بن عصمہ اشجعی انصاری نجاریؓ

-17 حضرت ثابت بن وقش انصاریؓ

-18 حضرت ثعلبہ بن حاطب بن عمرو بن عبید...... بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف اوسی انصاریؓ

-19 حضرت ثعلبہ بن سعدؓ

-20 حضرت ثقف بن فروہ بن البدن (البدی) انصاری ساعدیؓ

-21 حضرت حارثہ بن عمرو انصاری ساعدیؓ

-22 حضرت حارثہ بن سہل بن حارثہ بن قیس بن عامر بن مالک بن لوذان بن عمرو بن عوف انصاریؓ

-23 حضرت حارث بن انس اوسی انصاریؓ

-24 حضرت حارث بن اوس بن معاذ بن نعمان...... بن عبدالاشہل انصاری اوسیؓ

-25 حضرت حارث بن ثابت بن سعید بن عدی بن امراؤ القیس بن مالک بن

ثعلبہ بن کعب بن خزرج خزرجی انصاریؓ

26- حضرت حارث بن ثابت بن عبداللہ بن سعد بن عمرو بن قیس بن عمرو بن امراؤ القیس خزرجیؓ

27- حضرت حارث بن سلیم بن ثعلبہ بن کعب بن حارثہؓ

28- حضرت حارث بن عدی بن خرشہ بن خطمہ اوسی انصاریؓ

29- حضرت حارث بن عقبہ المزنیؓ

30- حضرت حباب بن قیظی انصاریؓ

31- حضرت حبیب بن زید بن تمیم بن اسید بن خفاف انصاری البیاضیؓ

32- حضرت حسیل بن جابر عبسیؓ

33- حضرت حنظلہ بن ابی عامر انصاری اوسیؓ

34- حضرت خارجہ بن زید بن ابی زہیرؓ

35- حضرت خلاد بن عمرو بن الجموحؓ

36- حضرت خیثمہ بن حارث بن مالک انصاری اوسیؓ

37- حضرت ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ انصاری خزرجیؓ

38- حضرت رافع بن مالک بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق الزرقی انصاری خزرجیؓ

39- حضرت رافع بن یزید (زید) بن کرز بن سکن زعوراء بن عبدالاشہل انصاریؓ

40- حضرت رافع مولیٰ غزیہ بن عمروؓ

41- حضرت رفاعہ بن عمرو بن نوفل انصاریؓ

42- حضرت رفاعہ بن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہلؓ

43- حضرت زیاد بن سکن انصاریؓ

44- حضرت سبیع بن حاطب بن قیس بن ہیشہ ...... بن عوف بن عمرو بن عوف انصاری اوسیؓ

45- حضرت سعد بن خارجہ بن زیدؓ

46- حضرت سعد بن ربیع انصاری خزرجیؓ

47- حضرت سعد بن سوید بن قیس انصاری خدری خزرجیؓ

48- حضرت سلمہ بن ثابت بن وقش اشہلی انصاریؓ

49- حضرت سلیط بن ثابت بن وقش انصاریؓ

50- حضرت سلیط بن عمرو بن زیدؓ

51- حضرت سلیم بن حارث سلمی انصاریؓ

52- حضرت سلیم بن عمرو (عامر) بن حدیدہ بن عمرو بن غنم بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری سلمیؓ

53- حضرت ابوایمن سلیم سلمی خزرجیؓ

54- حضرت سہل بن رومی بن وقش اشہلی انصاریؓ

55- حضرت سہل بن عدی بن زید بن عامر بن جشم بن حارث بن خزرج خزرجی انصاریؓ

56- حضرت سہل بن قیس بن ابی کعب بن قیس سلمہ انصاری خزرجی سلمیؓ

57- حضرت صیفی بن قیظی بن عمرو بن سہل اشہلیؓ

58- حضرت ضمرہ بن عمرو جہنیؓ

59- حضرت عامر بن امیہ بن زید بن الحسحاس بن مالک بن عدی ...... بن نجار انصاری خزرجیؓ

60- حضرت عامر بن مخلد بن حارث انصاری نجاریؓ

61- حضرت عامر بن یزید بن سکن اوسی انصاریؓ

62- حضرت عبادہ بن خشخاش بلویؓ

63- حضرت عباد بن سہل بن مخرمہ...... بن عبدالاشہل انصاری اشہلیؓ

64- حضرت عباس بن عبادہ بن نضلہ انصاری خزرجیؓ

65- حضرت عبدالرحمٰن بن الہبیب لیثی کنانیؓ

66- حضرت عبداللہ بن جبیر بن نعمان انصاری اوسیؓ

67- حضرت عبداللہ بن سلمہ بن مالک بلوی انصاریؓ

68- حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام انصاری خزرجی سلمیؓ

69- حضرت عبداللہ بن عمرو دوسیؓ

70- حضرت عبداللہ بن عمرو بن وہب بن ثعلبہ......بن طریف بن خزرج بن ساعدہ انصاری ساعدیؓ

71- حضرت عبداللہ بن قیس انصاریؓ

72- حضرت عبداللہ بن نصلہ بن مالک انصاری خزرجیؓ

73- حضرت عبداللہ بن ہبیب بن اُہیب......بن سعد بن لیث کنانی لیثیؓ

74- حضرت عبید بن التیہان بن مالک اشہلی اوسی انصاریؓ

75- حضرت عبید بن مسعود ساعدیؓ

76- حضرت عبید بن معلّٰی بن لوذان خدری زرقی انصاریؓ

77- حضرت عتبہ بن ربیع بن رافع......بن ابجر خدریؓ

78- حضرت ابوالیمان عقربہ جہنیؓ

79- حضرت عمارہ بن زیاد بن سکن اشہلی انصاریؓ

80- حضرت عمارہ بن مخلد بن حارث انصاری نجاری خزرجیؓ

81- حضرت عمرو بن ایاس انصاریؓ

82- حضرت عمرو بن ثابت بن وقش انصاریؓ

83- حضرت عمرو بن جموح انصاری سلمیؓ

84- حضرت عمرو بن قیس بن زید بن سواد انصاری نجاریؓ

85- حضرت عمرو بن قیس بن مالک بن کعب بن عبدالاشہل انصاریؓ

86- حضرت عمرو بن مطرف بن عمروؓ

87- حضرت عمرو بن معاذؓ

88- حضرت عمیر بن ثابت بن نعمان بن امیہؓ

89- حضرت عنترہ بن عمرو انصاریؓ

90- حضرت قیس بن عمرو بن قیس انصاری نجاری خزرجیؓ

91- حضرت قیس بن مخلد بن ثعلبہ انصاری نجاریؓ

92- حضرت کیسان انصاریؓ

93- حضرت مالک بن ایاس انصاریؓ

94- حضرت مالک بن ثابت ابن نمیلہ انصاری مزنیؓ

95- حضرت مالک بن خلف بن عوف بن دارم......بن سلامان بن اسلمؓ

96- حضرت مالک بن سنان خدری انصاریؓ

97- حضرت مجذر بن ذیاد بن عمرو بلویؓ

98- حضرت مخیّریق:

99- حضرت نعمان بن خلف بن عوف بن دارمؓ

100- حضرت نعمان بن مالک بن ثعلبہ المعروف ابن قوقل انصاری اوسیؓ

101- حضرت نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنمؓ

102- حضرت نعمان بن عبد عمرو بن رفاعہ انصاریؓ

103- حضرت نعمان بن عبد عمرو بن مسعود بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار انصاری خزرجیؓ

104- حضرت نوفل بن ثعلبہ بن عبداللہ خزرجی انصاریؓ

105- حضرت وہب بن قابوس مزنیؓ

106- حضرت یزید بن حاطب بن امیہ بن رافع اوسی انصاریؓ

107- حضرت یزید بن سکن بن رافع ......بن عبدالاشہل انصاری اشہلیؓ

108- حضرت یزید بن قیس بن نعمان بن ثعلبہ بن کعب انصاری خزرجیؓ

نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: **شہید کے لیے بارگاہ الٰہی میں چھ فضیلتیں ہیں۔**

-1 جب شہید کے خون کا پہلا چھینٹا زمین پر گرتا ہے تو اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس وقت جنت میں اس کو اپنی جگہ دکھا دی جاتی ہے۔

-2 اسے عذاب قبر سے نجات دے دی جاتی ہے۔

-3 روزِ قیامت کی بڑی گھبراہٹ سے اسے چھٹکارا مل جاتا ہے۔

-4 اس کے سر پر عزت و وقار کا تاج سجا دیا جاتا ہے۔ اس تاج کا ایک یاقوت دنیا و مافیہا سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔

-5 اس کا نکاح موتی، سیاہ وسفید آنکھوں والی بہتر (72) حوروں سے کر دیا جاتا ہے۔

-6 اسے اپنے ستر (70) قریبی رشتہ داروں کی شفاعت کرنے کی اجازت دے دی جاتی ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

موت کی جملہ اقسام میں شہادت کی موت سب سے اعلیٰ، افضل اور اکمل ہے۔ ''شہادت'' انسانی عظمت کا عظیم شاہکار ہے۔ غزوہ اُحد میں شہید ہونے والے صحابہ کرامؓ نے اپنے مقدس خون سے گلشن اسلام کو لازوال بہاروں سے رونق بخشی اور جان عزیز کا نذرانہ پیش کر کے پرچم اسلام کو تا ابد سرفراز کر دیا۔ انھوں نے جذبہ حریت وسرفروشی کے ایسے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں جن سے راہنمائی حاصل کر کے مجاہدین اسلام ہمیشہ فائز المرام ہوتے رہیں گے۔

غزوۂ احد میں شہید ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خصوصی حیات سے متعلق حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں جنت میں امتیازی مقام ومرتبہ عطا فرمایا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں سے استفادہ کر رہے ہیں جیسا کہ مسند امام احمد میں حدیث شریف ہے: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب جنگ احد میں تمھارے بھائی شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو سبز پرندوں کے قالبوں میں

رکھا، وہ حضرات سیرابی کے لیے جنت کی نہروں پر آتے ہیں، وہ جنت کے پھل تناول کرتے ہیں اور عرش کے سایہ میں سونے کی قندیلوں میں آرام کرتے ہیں، جب انھوں نے اپنے کھانے پینے کی چیزوں کا ذائقہ چکھا اور اپنے بہترین ٹھکانے کو دیکھا تو کہنے لگے: اے کاش! ہمارے بھائی بھی جان لیتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے کیا کیا نعمتیں تیار کر رکھی ہیں، تاکہ وہ جہاد سے بے رغبتی نہ کریں اور میدان جنگ سے پیچھے نہ ہٹیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تمھاری جانب سے یہ خوش خبری میں ان تک پہنچاتا ہوں۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں شہید کیے گئے، انھیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ زندہ ہیں اور ان کو رزق مل رہا ہے۔

(سورۃ آل عمران:169، مسند الامام احمد، مسند عبداللہ بن عباسؓ، حدیث نمبر 2430)

سب صحابہؓ سے عیاں ہے رنگ وبوئے مصطفیٰ ﷺ
برگ گل میں جس طرح سے بوئے گل پوشیدہ

ابن سعد اور ابن ہشام نے لکھا ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کو اپنے محبوب چچا کی جدائی سے شدید صدمہ پہنچا تھا۔ جب آپ ﷺ میدانِ احد سے واپس مدینہ منورہ تشریف لائے، تو بنو عبدالاشہل اور بنوظفر کے گھروں سے عورتوں کے رونے کی آواز آئی، جو اپنے اپنے مقتولوں پر گریہ کناں تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے جو چہرہ اقدس پر گرے۔ پھر آپ ﷺ نے شدت الم اور حسرت انگیز لہجے میں فرمایا۔

- **"لکن حمزة لا بواکی له"**

''آج حمزہؓ پر رونے والا کوئی نہیں ہے۔''

جب حضرت سعد بن معاذؓ اور اسیدؓ بن حضیر نے یہ بات سنی، تو انھوں نے اپنی عورتوں کو ہدایت کی۔

''ہر انصاری عورت اپنے متوفی پر رونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے ہاں جا کر حضرت حمزہؓ پر روئے۔''

چنانچہ سب انصاری خواتین نے آستانہ نبوی ﷺ پر پہنچ کر بڑے درد کے ساتھ حضرت حمزہؓ پر رونا شروع کر دیا۔ اسی حالت میں حضور ﷺ کی آنکھ لگ گئی۔ تھوڑی دیر بعد بیدار ہوئے، تو دیکھا کہ انصاری خواتین بدستور گریہ وزاری اور نالہ وشیون میں مشغول ہیں۔ آپ ﷺ نے انھیں حکم دیا۔

''اب واپس جاؤ اور آج کے بعد کسی مرنے والے پر رونے یا نوحہ کرنے کے بجائے صبر سے کام لیا کرو۔''

طبقات ابن سعد میں ہے: ''پھر آپ ﷺ واپس ہوئے، صبح کو منبر پر کھڑے ہو کر اس طرح نوحے سے قطعاً منع کر دیا جس طرح بڑی شدت سے کسی ناجائز شے سے منع کرتے تھے۔ فرمایا ہر محاسن بیان کر کے رونے والی جھوٹی ہے سوائے حمزہؓ کے محاسن بیان کر کے رونے والی کے۔''

لشکرِ اسلام کی مدینہ واپسی پر سب سے پہلے حضور ﷺ کے سامنے ایک خاتون حمنہ بنت جحشؓ آئیں۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا۔

''یا حمنة ! احتسبی.

اے حمنہ! اپنی مصیبت کا اجر اپنے رب سے طلب کرو۔''

انھوںؓ نے پریشان ہو کر پوچھا۔

''من یارسول اللّٰه (ﷺ)!

کس کی موت پر صبر کا اجر اپنے رب سے طلب کروں؟''

ارشاد فرمایا۔

''خالک حمزہؓ بن عبدالمطلب.

تیرے ماموں حمزہؓ بن عبدالمطلبؓ شہید ہو چکے ہیں۔''

یہ اندوہ ناک خبر سن کر اس خاتون نے پڑھا۔

''انا للّٰه و انا الیه راجعون. غفر اللّٰه له وهنیأ له الشهادة.

اللہ تعالیٰ انھیں بخشے اور یہ شہادت انھیں خوش گوار ہو۔''

اسی طرح حضرت حمزہؓ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا لشکر جوق در جوق آ رہا ہے۔ انھوں نے اپنے والد کو ہر طرف دیکھا، لیکن وہ نہ ملے۔ انھوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے پوچھا۔

''میرے والد کہاں ہیں، لشکر میں دکھائی نہیں دے رہے۔''

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا دل جل اٹھا اور آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے، فرمایا۔

''حضور ﷺ کے ساتھ آ رہے ہیں۔''

وہ آگے بڑھیں اور حضور ﷺ کی سواری کی لگام پکڑ کر عرض کی۔

''یارسول اللہ ﷺ! میرے والد کہاں ہیں؟''

حضور ﷺ نے فرمایا۔

''تمھارا باپ میں ہوں۔''

انھوں نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! اس بات سے خون کی بو آ رہی ہے۔''

اتنا کہتے ہوئے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ یہ دیکھ کر نبی مکرم ﷺ کی آنکھوں سے بھی چشمہ پھوٹ نکلا۔ پھر حضرت فاطمہؓ نے عرض کی۔

''میرے والد کی شہادت کی کیفیت بیان فرما دیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا۔

''بیٹی! اگر میں وہ کیفیت و حالات بیان کر دوں، تو تمھارے دل کو اس کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہوگی۔''

بعض جید مفسرین و محدثین کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے حبیب مکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پیارے چچا جان حضرت حمزہؓ کے متعلق کئی آیات نازل فرمائیں جن میں اُن کا بالواسطہ یا بلاواسطہ ذکرِ خیر ہے۔ اِن میں چند آیات ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ تفصیل کے لیے تفاسیر سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔

❑ **ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتا بل احیآء عند ربھم یرزقون** (آل عمران:169)

ترجمہ: اور ہرگز یہ خیال نہ کرو کہ وہ جو قتل کیے گئے ہیں اللہ کی راہ میں، وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس (اور) رزق دیے جاتے ہیں۔

❑ **فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقتلوا وقتلوا لا کفرن عنھم سیاتھم ولادخلنھم جنت تجری من تحتھا الانھار ثوابا من عنداللّٰہ واللّٰہ عندہٗ حسن الثواب** (آل عمران:195)

''پس وہ لوگ جنھوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے، پھر میری راہ میں ستائے گئے پھر جنگ کی اور شہید کیے گئے، میں اُن کے گناہ ضرور مٹاؤں گا اور انھیں ضرور داخل کروں گا اس جنت میں جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ یہ اُن کے لیے ثواب ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ کے پاس تو بہترین ثواب ہے''۔

❑ **اولئک الذین ھدی اللّٰہ فبھدھم اقتدہ** (الانعام:90)

ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جنھیں ہدایت دی تھی اللہ نے، تو انھیں کے طریقہ کی پیروی کرو۔

❑ **او من کان میتا فاحیینہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمت لیس بخارج منھا ط کذلک زین للکفرین ما کانوا یعملون**

(الانعام:122)

ترجمہ: کیا وہ جو (پہلے) مردہ تھا پھر زندہ کیا ہم نے اُسے اور بنا دیا اس کے لیے نور، چلتا ہے جس کے اُجالے میں لوگوں کے درمیان، وہ اس جیسا ہوسکتا ہے جو اندھیروں میں پڑا ہو، نہیں نکلنے والا اُن سے یونہی آراستہ کر دیئے گئے کافروں کے لیے وہ اعمال جو وہ کیا کرتے تھے۔

❑ **والسبقون الاولون من المھجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللّٰہ عنھم و رضوا عنہ واعدلھم جنت تجری تحتھا الانھر**

خلدین فیھا ابدا ذلک الفوز العظیم (التوبہ:100)

ترجمہ: اور سب سے آگے آگے، سب سے پہلے پہلے ایمان لانے والے مہاجرین اور انصار سے اور جنھوں نے پیروی کی ان کی عمدگی سے، راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان سے اور راضی ہو گئے وہ اس سے اور اس نے تیار کر رکھے ہیں ان کے لیے باغات، بہتی ہیں ان کے نیچے ندیاں، ہمیشہ رہیں گے ان میں ابد تک، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

- ❑ **افمن یعلم انما انزل الیک من ربک الحق کمن ھو اعمی انما یتذکر اولوا الالباب** (الرعد:19)

ترجمہ: تو کیا جو شخص جانتا ہے کہ جو نازل کیا گیا ہے آپ کی طرف، آپ کے رب کی جانب سے، وہ حق ہے، وہ اس جیسا ہوگا جو اندھا ہے۔ نصیحت صرف وہی قبول کرتے ہیں جو عقلمند ہیں۔

- ❑ **والذین ھاجروا فی اللّٰہ من بعد ماظلموا لنبوئنھم فی الدنیا حسنۃ ولاجر الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون** (النحل:41)

''اور وہ لوگ جنھوں نے ظلم برداشت کرنے کے بعد اللہ کی راہ میں ہجرت کی، ہم انھیں دنیا میں بہترین ٹھکانہ مہیا کریں گے اور آخرت میں اجر کبیر سے نوازیں گے، کاش لوگ جان لیں۔

- ❑ **وضرب اللّٰہ مثلا رجلین احدھما ابکم لا یقدر علی شئ وھو کل علے مولاۂ اینما یوجھہ لا یات بخیر ھل یستوی ھو ومن یامر بالعدل وھو علی صراط مستقیم** (النحل:76)

ترجمہ: اور بیان فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک اور مثال، دو آدمی ہیں ان میں سے ایک تو گونگا ہے کسی چیز کی قدرت نہیں رکھتا اور وہ بوجھ ہے اپنے آقا پر، جہاں کہیں وہ اس (نکمے) کو بھیجتا ہے تو وہ واپس نہیں آتا کسی بھلائی کے ساتھ۔ کیا برابر ہو سکتا ہے یہ اور وہ شخص جو حکم دیتا ہے عدل کے ساتھ اور وہ راہِ راست پر گامزن ہے۔

- ❑ **وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ ولئن صبرتم لھو خیر للصٰبرینo**

واصبر وما صبرک الا باللّٰہ ولا تحزن علیھم ولا تک فی ضیق مما یمکرون (النحل:126،127)

ترجمہ: ''اور اگر تم (انھیں) سزا دینا چاہو، تو انھیں سزا دو لیکن اس قدر جتنی تمھیں تکلیف پہنچائی گئی ہے اور اگر تم (ان کی ستم رانیوں پر) صبر کرو تو یہ صبر ہی بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لیے۔ اور آپ صبر فرمائیے اور نہیں ہے آپ کا صبر مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اور رنجیدہ نہ ہوا کریں ان کی (ہٹ دھرمی) پر اور نہ غمزدہ ہوا کریں اُن کی فریب کاریوں سے۔''

- **ھذن خصمن اختصموا فی ربھم فالذین کفروا قطعت لھم ثیاب من نار یصب من فوق رء وسھم الحمیم (الحج:19)**

ترجمہ: یہ دو فریق ہیں جو جھگڑ رہے ہیں اپنے رب کے بارے میں۔ تو وہ لوگ جنھوں نے کفر اختیار کیا، تیار کر دیے گئے ہیں ان کے لیے کپڑے آتش (جہنم) سے، انڈیلا جائے گا ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی۔

- **افمن وعدنه وعدا حسنا فھو لاقیه کمن متعنه متاع الحیوة الدنیا ثم ھو یوم القیمة من المحضرین (القصص:61)**

ترجمہ: (تم خود سوچو) آیا وہ (نیک بخت) جس کے ساتھ ہم نے وعدہ کیا ہے بہت اچھا وعدہ اور وہ اس کے پانے والا بھی ہے۔ اس (بدبخت) کی مانند ہوسکتا ہے جسے ہم نے دنیوی زندگی کا سامان دیا ہے پھر وہ (اس چندروزہ) آسائش کے بعد روزِ قیامت (مجرموں کے کٹہرے میں) پیش کیا جائے گا۔

- **من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللّٰہ علیه ج فمنھم من قضی نحبه و منھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا (الاحزاب:23)**

ترجمہ: اہل ایمان میں سے ایسے جوانمرد ہیں جنھوں نے سچا کر دکھایا جو وعدہ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا۔ ان جوانمردوں سے کچھ تو اپنی نذر پوری کر چکے اور بعض (اس ساعتِ سعید کا) انتظار کر رہے ہیں (جنگ کے مہیب خطرات کے باوجود) ان کے

رویہ میں ذرا تبدیلی نہیں ہوئی۔

❑ **افمن شرح اللّٰہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ** (الزمر:22)

ترجمہ: بھلا وہ (سعادتمند) کشادہ فرما دیا ہو اللہ نے جس کا سینہ اسلام کے لیے اور وہ اپنے رب کی طرف سے دیئے ہوئے نور پر ہے۔

❑ **لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقتل ط آولئک اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقتلوا** (الحدید:10)

ترجمہ: تم میں سے کوئی برابری نہیں کر سکتا اُن کی جنھوں نے فتح مکہ سے پہلے (راہِ خدا میں) مال خرچ کیا اور جنگ کی۔ اُن کا درجہ بہت بڑا ہے اُن سے جنھوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچ کیا اور جنگ کی۔

❑ **والذین امنوا باللّٰہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھدآء عند ربھم ط لھم اجرھم و نورھم** (الحدید:19)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر وہی (خوش نصیب) اللہ کی جناب میں صدیق اور شہید ہیں، ان کے لیے (خصوصی) اجر اور ان کا (مخصوص) نور ہے۔

❑ **للفقرآء المھجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلا من اللّٰہ ورضوانا وینصرون اللّٰہ ورسولہٗ اولٓئک ھم الصادقون o والذین تبووالدار و الایمان من قبلھم یحبون من ھاجرا الیھم ولایجدون فی صدورھم حاجة ممآ اوتوا یؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصة ومن یوق شح نفسہ فاولٓئک ھم المفلحون** (الحشر:8،9)

مال فے ان فقیر مہاجرین کے لیے ہے جو اپنے گھروں اور مال و دولت سے (صرف اس لیے) نکال دیئے گئے کہ وہ اللہ کا فضل اور رضا مندی چاہتے ہیں اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، وہی سچے لوگ ہیں۔ وہ مال اُن لوگوں کے لیے بھی ہے جو مہاجرین کی آمد سے پہلے ہی مدینہ میں مقیم تھے اور ایمان لا چکے تھے۔ وہ مہاجرین سے

محبت کرتے ہیں اور مال غنیمت میں سے جو کچھ مہاجرین کو دیا جائے، اُس پر وہ اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہیں کرتے اور انھیں اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں خواہ وہ خود تنگی میں ہوں اور جو نفس کی بخیلی سے بچا لیا گیا پس وہی فلاح پانے والے ہیں“۔

- **یایتھا النفس المطمئنہ o ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃo فادخلی فی عبدی o وادخلی جنتی** (الفجر:27 تا30)

ترجمہ: اے نفسِ مطمئن! واپس چلو اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی (اور) وہ تجھ سے راضی۔ پس شامل ہو جاؤ میرے (خاص) بندوں میں اور داخل ہو جاؤ میری جنت میں۔

سید الشہدا سیدنا حضرت حمزہؓ کے اخلاقِ کریمانہ، زہد و تقویٰ، ایثار و سخاوت، صلہ رحمی اور ناقابل تسخیر شجاعت کے تذکرہ سے رحمت عالم ﷺ رطب اللسان رہے اور ان کے محاسن و مناقب بیان کرنے میں فخر محسوس فرماتے تھے جس کا دل آویز اور ایمان افروز تذکرہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت حمزہؓ نے نبی برحق ﷺ کی خدمت بابرکت میں درخواست کی کہ وہ وحی الٰہی کے امین، سدرۃ المنتہی کے مکین حضرت جبریل امین علیہ السلام کو ان کی حقیقی صورت میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے اس درخواست کو منظور فرمایا۔ جب روح الامین بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے تو سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اوپر دیکھو! سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جب نگاہ اٹھائی تو کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے حضرت جبریل علیہ السلام ہیں۔ امام بیہقیؒ نے ”دلائل النبوت“ میں روایت نقل کی ہے: حضرت عمار بن ابو عمارؓ سے روایت ہے کہ حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! مجھے جبریل امین علیہ السلام کا، ان کی حقیقی صورت میں دیدار کروا دیجیے، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آپ انھیں حقیقی صورت میں نہیں دیکھ سکتے۔ انھوں نے عرض کی: یقیناً میں نہیں دیکھ سکتا، لیکن آپ مجھے دکھائیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیٹھ جاؤ!

جب وہ بیٹھ گئے، تو حضرت جبریل علیہ السلام خانہ کعبہ کی اس لکڑی پر اتر آئے جس پر مشرکین طواف کے وقت اپنے کپڑے ڈالا کرتے تھے، پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنی نگاہ اٹھاؤ اور دیکھو! انھوں نے اپنی نگاہ اٹھائی اور حضرت جبریل علیہ السلام کے دونوں قدموں کو دیکھا جو زمرد کی مانند سبز کھیتی کی طرح دکھائی دے رہے تھے۔ تو (کثرت انوار وتجلیات کی وجہ سے) آپؓ پر بے خودی طاری ہوگئی۔

حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں درود وسلام پیش کرنا وہ حکم الٰہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اپنے بندوں کو اس کا حکم فرمایا بلکہ وہ خود اپنے حبیب ﷺ پر درود بھیجتا ہے، اسی لیے سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امت کو پیام دیا کہ کثرت سے درود شریف کا اہتمام کریں، کیونکہ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت بابرکت میں درود پیش کرنا میزان میں سب سے زیادہ وزنی عمل ہے۔ سفر معراج کے موقع پر سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے جنت میں ملاحظہ فرمایا کہ وہ حضور اکرم ﷺ کا استقبال فرمارہے ہیں اور ان سے ارشاد فرمایا کہ تمھاری نظر میں محبوب ترین عمل کونسا ہے؟ تو انھوں نے یہی عرض کی کہ ہدیہ درود ہی بہتر عمل اور نامہ اعمال میں سب سے اہم چیز اور قیمتی ذخیرہ ہے۔ جیسا کہ ''نزہت المجالس'' میں روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شب معراج جب میں جنت میں داخل ہوا تو حمزہؓ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے میرا استقبال کیا۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ وہ کونسا عمل ہے جس کو سب سے زیادہ فضیلت والا، اللہ تعالیٰ کے دربار میں محبوب ترین اور میزان میں سب سے زیادہ وزنی سمجھتے ہیں۔ انھوں نے عرض کی کہ آپ کی خدمت میں درود پیش کرنا اور آپ کی شان وعظمت بیان کرنا، نیز حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اللہ تعالیٰ سے درخواست رحمت کرنا۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی قرابت بافیض وصحبت بابرکت سے جنت کے اعلیٰ مقامات پر فائز فرمایا، جیسا کہ ابھی مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ آپ نے سفر معراج کے موقع پر جنت میں حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا استقبال کیا۔

اسی طرح امام حاکمؒ کی ''مستدرک'' اور امام جلال الدین سیوطیؒ کی ''جامع الاحادیث'' میں روایت ہے: سیدنا حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: گزشتہ شب جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ (حضرت) جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کر رہے ہیں اور (حضرت) حمزہؓ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایک عظیم تخت پر ٹیک لگائے بیٹھے ہیں۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کے بیان اور آپ کے مبارک تذکرہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ رفعت وعظمت اور قبولیت وبلندی عطا کی ہے کہ آپؓ کا تذکرہ صرف زمین والے ہی نہیں کرتے بلکہ آسمان والے بھی کرتے ہیں، جیسا کہ مستدرک علی الصحیحین میں روایت ہے: جب سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمانے لگے: آپ کی جدائی سے بڑھ کر میرے لیے کوئی اور صدمہ نہیں ہوسکتا۔ پھر آپ نے حضرت فاطمہ اور اپنی پھوپھی جان حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا:

- **أبشروا، جاء نی جبریل فأخبرنی أن حمزة مکتوب فی اهل السمٰوٰات السبع حمزةؓ بن عبدالمطلب أسد الله وأسد رسوله"**

خوش ہو جاؤ! ابھی جبریل امین علیہ السلام میرے پاس آئے تھے، انھوں نے مجھے خوشخبری سنائی کہ یقیناً حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا ساتوں آسمانوں میں یہ نام لکھا ہوا ہے: حمزہؓ بن عبدالمطلب، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے شیر ہیں۔

سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا جو اندوہناک واقعہ پیش آیا اور حق تعالیٰ نے آپ کو جو سرفرازی اور فضیلت عطا فرمائی، اس کا تذکرہ مختلف کتب حدیث وکتب تاریخ میں ملتا ہے۔ چنانچہ مستدرک علی الصحیحین، کنز العمال اور امام طبرانی کی معجم الاوسط میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس دن اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو جمع فرمائے گا، ان میں سب سے افضل انبیاء ومرسلین ہی رہیں گے اور رسولوں کے بعد سب سے افضل شہداء کرام ہوں گے اور یقیناً شہداء کرام میں سب سے افضل حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہونگے۔

مخبر صادق ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی عظیم شہادت سے متعلق ارشاد فرمایا کہ آپ شہداء امت کے سردار ہیں، جیسا کہ امام حاکمؒ نے روایت کی ہے: حضرت جابر بن عبد اللہؓ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حمزہؓ بن عبد المطلبؓ تمام شہیدوں کے سردار ہیں اور ایک وہ ہستی بھی سید الشہداء ہے جو کسی ظالم بادشاہ کے سامنے حق کا پرچم بلند کرے اور اسے بھلائی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور وہ بادشاہ اسے شہید کر دے۔ (مستدرک حاکم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت حمزہؓ بن عبد المطلبؓ شفاعت کرنے والوں کے سردار ہیں۔ (مستدرک حاکم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

❑ **"سید الشهداء عند الله تعالیٰ یوم القیامة حمزة"**

''قیامت کے دن اللہ کے نزدیک تمام شہیدوں کے سردار حمزہؓ ہوں گے۔''

(مستدرک حاکم)

حضرت عبد الرحمٰن بن عابس بن ربیعہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے چچاؤں میں سب سے بہتر حمزہ ہیں۔ (سبل الھدی والرشاد)

رسولِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے آگ پر حرام کیا ہے کہ وہ حمزہ کے کسی حصہ کو چکھے'' (سبل الھدی والرشاد)

حضور نبی انور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''اللہ کی یہ شان نہیں کہ حمزہ کے کسی حصہ کو آگ میں داخل فرمائے۔'' (الطبقات الکبریٰ)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہم چھ حضرات اولادِ عبد المطلب اہل جنت کے سردار ہیں: (1) میں (حضرت محمد ﷺ)، (2) میرے چچا جان حمزہؓ، (3،4) میرے بھائی علی المرتضیٰؓ اور جعفرؓ، (5،6) امام حسنؓ اور امام حسینؓ۔

حضرت علی المرتضیٰؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے پہلے ہر نبی کو سات معزز رفقا دیئے گئے تھے، جبکہ مجھے چودہ رفقا (یا نقبا، سات قریش سے اور سات باقی مہاجرین میں سے) کی معیت حاصل ہے۔ حضرت علیؓ سے پوچھا گیا: وہ کون ہیں؟ فرمایا: میں (علیؓ)، میرے دونوں بیٹے (حسنؓ و حسینؓ)، جعفرؓ، حمزہؓ، ابوبکرؓ، عمرؓ، مصعب بن عمیرؓ، بلالؓ، سلمانؓ، مقدادؓ، ابوذرؓ، عمارؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ۔ (ترمذی، رقم 3785)

رسول اللہ ﷺ کو اپنے چچا حضرت حمزہؓ سے بے پناہ محبت تھی۔ آپ ﷺ کو محض شفیق چچا کی شخصیت ہی سے پیار نہ تھا بلکہ ان کا اسم گرامی بھی بہت محبوب تھا۔ حضرت جابرؓ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: ہم میں سے ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا تو اس کے گھر والوں نے حضور رسالت مآب ﷺ سے پوچھا: اس کا نام کیا رکھیں؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

- **سموه بأحب الاسماء الی: حمزة بن عبدالمطلب**

''اس کا نام حمزہؓ بن عبدالمطلب کے نام پر رکھو کیونکہ ان کا نام مجھے سب ناموں سے زیادہ پیارا ہے۔'' (مستدرک حاکم)

ابن اثیرؒ نے ''اسد الغابہ'' میں حضرت حمزہؓ سے ایک حدیث بھی روایت کی ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تلقین کے انداز میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ہر دعا میں یہ کلمہ ضرور کہا کرو۔

- **اَللّٰهُمَ اِنِّیٓ اَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الْاَعْظَمِ وَ رِضْوَانِکَ الْاَکْبَرُ**

(المعجم الکبیر، طبرانی، رقم 2959)

''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے عظیم ترین نام (اسم اعظم) کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں اور تجھ سے تیری سب سے بڑی رضا کا سوال کرتا ہوں۔''

امام ابونعیم اصفہانی علیہ الرحمہ نے حضرت حمزہؓ سے منقول یہ حدیث پاک بھی بیان کی: حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک دن حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ کے گھر تشریف لے گئے لیکن آپ نے انھیں وہاں نہیں پایا تو اُن کی زوجہ محترمہ حضرت خولہؓ بنت قیس سے اُن کی بابت دریافت کیا۔ اُن کی زوجہ قبیلہ

بنونجار سے تھیں، انھوں نے عرض کی: میرے والد حضور ﷺ پر قربان ہوں! وہ ابھی ابھی آپ ﷺ ہی کی طرف گئے ہیں، میرے خیال میں بنی نجار کی گلیوں میں انھوں نے آپ کی زیارت نہیں کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ اندر تشریف نہیں لائیں گے؟ پھر رسول اکرم ﷺ اندر تشریف لائے تو حضور ﷺ کی بارگاہ میں ہریسہ پیش کیا گیا جسے آپ نے تناول فرمایا: پھر بی بی صاحبہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ کو بہت بہت مبارک ہو! مجھے ابوعمارہؓ نے خبر دی ہے کہ آپ ﷺ کو جنت میں ایک نہر عطا کی گئی ہے جس کا نام ''کوثر'' ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! اور اُس کا صحن یاقوت، مرجان، زبرجد اور موتی کا ہے۔ بی بی صاحبہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں چاہتی ہوں کہ آپ ﷺ خود مجھ سے اپنے حوض کا وصف بیان فرمائیں کہ میں آپ کی زبانی اُس حوض کے حالات کو سنوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اُس حوض کی لمبائی مقام ایلہ اور مقام صنعاء کے درمیانی فاصلے جتنی ہے۔ اُس میں ستاروں کی تعداد کی مثل آبخورے ہیں۔ اور اے بنتِ فہد! اُس حوض پر آنے والے افراد میں میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تمھاری قوم یعنی انصار ہیں۔

حضرت حمزہؓ کی زوجہ محترمہ حضرت خولہؓ بنت قیس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مال دل کو (لبھانے والا) سرسبز اور لذیذ ہوتا ہے جس نے اپنے حق میں اسے پایا، اسے برکت دی جاتی ہے اور بہت سے لوگ جو اپنے نفس کی خواہش سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے مال میں سے (ناجائز طور سے اسے حاصل کر کے) جمع کرتے ہیں، ان کے لیے قیامت کے دن سوائے آگ کے کچھ نہ ہوگا۔'' (مسند امام احمد بن حنبلؒ)

حضرت حمزہؓ کے محاسن و اخلاق میں قابل تقلید ایک خوبی یہ بھی ہے کہ آپؓ اپنی زندگی میں نیک امور کی طرف سے کبھی غافل نہ رہے۔ بالخصوص اپنے رشتہ داروں سے حسن سلوک میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ غفلتوں کے ہجوم میں کسے نیک کاموں کا خیال رہتا ہے اور قوت جوش میں کون کمزوروں کی اعانت کے لیے قدم اٹھاتا ہے لیکن سیدنا حضرت حمزہؓ کا یہ جذبہ زندگی بھر تروتازہ رہا۔ آج مسلمان اپنے قرابت داروں کا قطعی

خیال نہیں کرتے بلکہ ''**الاقارب کالعقارب**'' کے مصداق بنے ہوئے ہیں۔ حالانکہ اقربا سے حسن سلوک اتنا بڑا نیک کام ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر ہمیشہ عمل پیرا رہے اور اپنے چچا حضرت حمزہؓ کی اس خصوصیت کو بھی نمایاں طور پر سراہا۔ اس لیے سب سے بڑا قصیدہ حضور نبی مکرم ﷺ کا حضرت حمزہؓ کے لیے وہ خراجِ تحسین ہے، جو آپ ﷺ نے اپنے خصوصی اور قابل فخر الفاظ میں ادا فرمایا۔ نبی مکرم ﷺ نے شہدائے احد کے درمیان پڑے آپؓ کے جسم اطہر کے پاس کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا۔

❑ **"رحمته الله علیک فانک کنت ما علمت وصولا للرحم فعولا للخیرات.**

آپؓ پر اللہ کی رحمت ہو۔ جیسا کہ مجھے معلوم ہے، آپؓ رشتے داروں کی مدد کو پہنچنے والے تھے اور ہر نیکی کے لیے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے شخص تھے۔''

احادیث میں آتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ ہر سال کی ابتداء میں شہداء احد کی قبروں کی زیارت کے لیے تشریف لاتے۔ آپ ﷺ جب وہاں داخل ہوتے تو اس وادی کی طرف رُخ کر کے فرماتے:

❑ **السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار**

''سلامتی ہو تم پر کیونکہ تم نے صبر کیا، تو کیا ہی اچھا آخرت کا گھر ہے''

(مستدرک حاکم)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال شہدائے احد کی قبور پر تشریف لے جاتے اور وہاں بلند آواز سے فرماتے ''تم پر سلامتی ہو، تمھارا صبر اسی انعام کا مستحق تھا''

حضرت عبداللہؓ بن ابی فروہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ شہدائے احد کی زیارت کے لیے قبور پر تشریف لے گئے اور اس طرح فرمایا:

❑ **اللھم انی عبدک ونبیک وأشھدأن ھٰؤلآء شھدأء وانه من زارھم وسلم علیھم الی یوم القیامة ردوا علیه** (دلائل النبوۃ)

ترجمہ: ''اے اللہ میں تیرا بندہ اور نبی ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ شہداء ہیں

اور جس نے قیامت تک ان کی زیارت کی یا سلام کیا، یہ انھیں اس کا جواب دیں گے۔

ایک اور موقع پر حضور نبی کریم ﷺ غزوۂ احد کے شہیدوں کے پاس آ کر کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''میں سب کا گواہ ہوں۔ جو زخم بھی کسی کو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لگا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس زخم کو دوبارہ اسی حالت میں پیدا فرمائے گا کہ اس کا رنگ خون کے رنگ کی طرح ہوگا اور اس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی۔'' (المعجم الکبیر)

صحیح بخاری کی ایک روایت کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ غزوہ احد کے کافی عرصہ بعد جب شہدا کی قبور کے قریب سے گزرے تو آپ ﷺ پر بے اختیارانہ رقت طاری ہوگئی اور آپ ﷺ نے انھیں اس طرح مخاطب فرمایا جیسے کوئی زندوں کو مخاطب کرتا ہے۔

شہدائے احد وہ خوش نصیب جلیل القدر صحابہ کرامؓ ہیں جن کی نماز پورے آٹھ سال بعد حضور نبی رحمت ﷺ نے دوبارہ پڑھائی۔ ورنہ شہید کے لیے نمازہ جنازہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ نے ان شہداء کے مرتبہ اور محبت کی وجہ سے ان کی نماز جنازہ اتنی مدت بعد ادا کی۔ حدیث مبارکہ میں آتا ہے حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شہدأ احد کے شہید ہونے کے آٹھ برس بعد نماز جنازہ ادا کی۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے رسول اللہ ﷺ زندہ اور مردوں کو وداع کر رہے ہیں۔ نماز ادا کرنے کے بعد آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: میں تمھارا پیشرو ہوں۔ میں تم پر گواہ ہوں۔ بخدا میں یہاں بیٹھے ہوئے اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں، مجھے ساری زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئی ہیں۔ مجھے اس بات کا کوئی اندیشہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگ جاؤ گے لیکن مجھے یہ خوف ہے کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ حسد کرنے لگو گے۔''

(صحیح بخاری رقم الحدیث 1344، صحیح مسلم رقم الحدیث 2296، سنن نسائی رقم الحدیث 1954)

ایک اور حدیث مبارکہ میں آتا ہے: حضرت ربیعہ کہتے ہیں کہ طلحہ بن عبید اللہؓ کو رسول اللہ ﷺ سے ہرگز کوئی حدیث روایت کرتے ہوئے میں نے نہیں سنا ماسوائے ایک حدیث کے۔ میں نے کہا وہ کون سی ہے؟ کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قبورِ شہدا

کی زیارت کے لیے نکلے حتیٰ کہ ہم حرہ واقم ٹیلے پر چڑھ گئے۔ جب ہم اس سے اترے تو ایک طرف کچھ قبریں تھیں۔ ہم نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہمارے بھائیوں کی یہی قبریں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ہمارے ساتھیوں کی قبریں ہیں۔'' اور جب ہم شہداء (احد) کی قبروں کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ قبریں ہمارے بھائیوں کی ہیں۔'' (سنن ابی داؤد رقم الحدیث 2043، کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور و مسند الامام احمد رقم الحدیث 1387)

اسی طرح ہر سال حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ بھی باقاعدگی سے شہدائے احد کی قبور کی زیارت کیا کرتے۔ (تفسیر ابن کثیر، تفسیر روح المعانی) جب حضرت امیر معاویہؓ نے حج کیا اور مدینہ طیبہ حاضری دی تو انھوں نے بھی اس سنتِ شریفہ کی پیروی کی۔ (سبل الہدیٰ والرشاد) سیدۂ عالم، خاتون جنت حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہراؓ کا باقاعدگی سے معمول رہا کہ آپ باپردہ ہو کر سیدنا حضرت حمزہؓ کی قبر کی زیارت کے لیے جاتی تھیں، اس کی صفائی اور دیکھ بھال کرتیں اور جب ضرورت محسوس کرتیں تو اس کی مرمت بھی فرما دیتیں اور ان کی قبر پر بطور نشان ایک پتھر رکھا کرتیں۔

(وفا الوفاء، طبقات ابن سعد)

امام بیہقیؒ نے بہت سے صحابہ کرامؓ کے اسماء گرامی گنوائے ہیں جو شہداء احد کی قبور کی زیارت کے لیے حاضر ہوا کرتے تھے۔ ان میں خلفاء راشدینؓ کے علاوہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ، سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہراءؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ اور دیگر حضرات کے اسماء گرامی ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ خود سلام عرض کرتے پھر اپنے ہمراہیوں کی طرف متوجہ ہو کر انھیں کہتے۔ **الاتسلمون علی قوم یردون علیکم السلام**'' کیا تم اس قوم کو سلام عرض نہیں کرتے جو تمھیں سلام کا جواب دیتے ہیں۔'' امام بیہقیؒ نے متعدد ایسے واقعات لکھے ہیں کہ کئی لوگوں نے شہداء احد خصوصاً سید الشہدا حضرت حمزہؓ کو سلام عرض کی۔ آپؓ نے جواب دیا اور لوگوں نے سنا۔ (دلائل النبوۃ، للبیہقی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ قیامت تک جو بھی شہداء احد کی زیارت کے لیے حاضر ہوکر سلام پیش کرے گا، وہ اس کا جواب دیں گے۔

(تاریخ المدینۃ المنورہ ابن شبہ)

امام بیہقی نے روایت کیا کہ حضرت فاطمہ خزاعیہ بیان کرتی ہیں: میں حضرت حمزہؓ کی قبرانور کی زیارت کے لیے حاضر ہوئی اور مزار پر جا کرعرض کی: اے عم رسول ﷺ! آپؓ پرسلام ہو! میں نے مزاراقدس سے آواز آتی سنی: **وعلیکم السلام ورحمة الله**۔

البدایہ والنہایہ میں ہے کہ شہدأ احد کی قبروں بالخصوص حضرت حمزہؓ کی قبر پر جب بھی کوئی گیا، اسے بلا استثناء قبر سے مشک وعنبر کی خوشبو آتی محسوس ہوئی۔

بقول شخصے: ''اسلام کا چمنستان انہی عظیم شہداء کی قربانیوں سے گلزار وگلنار بنا ہوا ہے اور حضرت حمزہؓ تو بلا شبہ سید الشہد اء ہیں۔ انھوں نے اپنے خون سے کوہ احد پر لا الہ الا اللہ کانقش دوام ثبت کیا ہے۔ اس سے ہمارے ایمان ہمیشہ تازہ ہوتے رہیں گے۔ انھوں نے اپنی مضراب جان سے جس ساز کو چھیڑا تھا، ملت کے اس ساز سے خدا کی راہ میں تسلیم جاں کے نغمے اب تک نکل رہے ہیں ؎

تارِ ما از زَخمہ اَش لرزاں ہنوز
تازہ اَز تکبیر او ایماں ہنوز''

ابتدا میں حضرت حمزہؓ کو جبل الرماۃ کے دامن میں واقع وادی قناۃ کے جنوب میں سپرد خاک کیا گیا۔ یہ ایک خاص مقام تھا۔ وادی قناۃ، جبل رماۃ کے دونوں طرف سے یوں گذرتی تھی کہ جبل رماۃ اس کے درمیان میں آ جاتا۔ سید الشہد احضرت حمزہؓ، اُن کے رضاعی بھائی حضرت عبداللہؓ بن جحش اور حضرت مصعب بن عمیرؓ کی قبور وادی کے شمالی کنارہ پر تھیں۔ ایک دفعہ وادی میں سیلاب کے پانی کا بہاؤ اتنا تیز تھا کہ قبور کے متاثر ہونے کا خطرہ تھا، لہٰذا ان حضرات کے اجسام مبارکہ کو وہاں سے نکال کر دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا جو آج کل قبرستان کی چار دیواری کے درمیان میں ہے، نیز بعض دیگر صحابہ کرامؓ کی قبور کو بھی منتقل کیا گیا۔ وادی کی یہ شمالی شاخ ماضی قریب تک موجود تھی۔ حکومت

سعودیہ نے اس کو بند کر دیا اور جنوبی شاخ کو باقی رکھا تاکہ موجودہ قبرستان سے وادی کو ممکنہ حد تک دور کر دیا جائے نیز جبل رماۃ اور قبرستان کا درمیانی علاقہ زائرین کے لیے وسیع ہو جائے۔ 60 ہجری میں جب اہل مدینہ کو پانی فراہم کرنے کے لیے اُحد کی طرف نہر نکالنے کے لیے کھدائی کی گئی، تو ایک جگہ سے شہدا کی لاشیں برآمد ہوئیں جو بالکل تر و تازہ تھیں۔ ان کی قبروں سے مشک و عنبر کی خوشبو مہکتی تھی۔ اتفاق سے کھدائی کے دوران حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں میں بیلچہ لگ گیا، تو ان کے پاؤں مبارک سے لہو کے چھینٹے اس طرح اڑے جیسے زندہ آدمی کو زخم لگنے کے بعد اڑتے ہیں۔ حضرت امیر معاویہؓ نے اس سلسلے میں مدینہ طیبہ میں منادی کروا دی تھی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ورثا آکر اپنے ان پیاروں کا دیدار کر لیں جو راہِ حق میں شہید ہوئے تھے۔ سیدنا حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ہم نے انھیں اس جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا۔ ہم نے انھیں بالکل ایسا تر و تازہ پایا جیسے وہ کل ہی فوت ہوئے ہیں۔ یعنی جسم اس طرح تر و تازہ تھا جیسے زندہ انسان کا ہوتا ہے حتیٰ کہ رگوں میں خون بھی رواں دواں تھا۔ (الموطا امام مالکؒ)

بعض شہدائے کرامؓ کی تدفین نو ایسے مقامات پر کی گئی تھی جو عام حضرات کے علم میں نہیں ہے کیونکہ وہ ذرا فاصلے پر ایک بلند جگہ ہے۔ یہ قبورِ مبارکہ سید الشہداء حضرت حمزہؓ سکول کی دوسری جانب ایک چھوٹی سے گھاٹی پر ہیں جس کے گرد ترکوں نے ایک چار دیواری تعمیر کی تھی جو تا حال قائم ہے۔ اب اس چار دیواری کو مزید بلند کیا گیا ہے۔ یہاں حضرات عمرو بن جموحؓ، ان کے غلام، ان کے بھتیجے، عبداللہ بن عمر بن الحرامؓ، خارجہ بن یزیدؓ، سعد بن الربیعہؓ، نعمان بن مالکؓ، عبادہ بن خشخاش بلویؓ، ابوالیمنؓ اور خلاد بن عمرو بن جموحؓ مدفون ہیں۔

شہدائے احد کی تدفین کے 46 سال بعد ایک مرتبہ سیلاب کی وجہ سے حضرت عمرو بن الجموعؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی قبریں کھل گئی تھیں۔ یہ دونوں انصاری صحابہؓ غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے۔ ان کے وجود اس طرح تر و تازہ پائے گئے گویا کہ کل ہی دفن ہوئے تھے۔ بے شک شہیدوں کے جسم کو مٹی نقصان نہیں پہنچاتی۔ حضرت عمرو بن الجموعؓ

نے ہاتھ زخم پر رکھا ہوا تھا۔ جب ان کا ہاتھ اس زخم سے ہٹایا گیا تو فوراً خون بہنے لگا۔ چنانچہ دوبارہ ان کا ہاتھ واپس زخم پر رکھ دیا گیا۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے نئی قبر کھدوا کر انھیں دوبارہ دفن کیا۔ ؎ آسمان ان کی لحد پہ شبنم افشانی کرے

جبل احد کے دامن میں قبلہ کی طرف تقریباً 70 مربع گز ایک چار دیواری میں کئی شہدائے احد کی قبور واقع ہیں۔ اس چار دیواری میں لوہے کا بڑا سلاخوں والا گیٹ لگا ہوا ہے۔ اس دروازہ کے سامنے تقریباً بیس گز کے فاصلے پر دو قبور حضرت سیدنا حمزہؓ اور عبداللہؓ بن جحش کی ہیں۔ پھر ان قبور کے بعد ایک اندرونی چار دیواری جو بڑی چار دیواری کے اندر شمالی جانب ہے، میں حضرت مصعب بن عمیرؓ کے علاوہ دیگر شہدائے احد مدفون ہیں۔ سید الشہداء حضرت حمزہؓ کی قبر مبارک ایک ایسے شہید شہیر کی لحد ہے کہ ان کی شہادت بے مثال تھی جسے دیکھ کر حضور رسالت مآبؐ کا دل بھر آیا تھا اور آنکھ نم آلود ہو گئی تھی۔ یہ مدفن زیارت گاہ اہل عزم و ہمت ہے۔ یہ مزار منبع جذب و کیف ہے اور یہ حضرت حمزہؓ کی آخری آرام گاہ ہے جنھوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر مصیبت اور راحت میں مدد کی تھی۔ اپنی شجاعت اور شمشیر زنی سے اسلامی قوت میں اضافہ کیا تھا۔

مسنون دعا پڑھ کر حضرت حمزہؓ کی قبر مبارک پر یہ سلام پڑھیے!

السلام علیک یا سیدنا حمزۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنک السلام علیک یا عم المصطفیٰ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و رضی اللّٰہ عنکo السلام علیک یا اسد اللّٰہ و اسد رسولہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم و رضی اللّٰہ عنکo السلام علیک یا سید الشھداء السلام علیک یا سیدنا عبداللّٰہ ابن جحش السلام علیک یا مصعب ابن عمیر جزاکم اللّٰہ عنا وعن اھل الاسلام جمیعا ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ السلام علیکم یاشھداء احدا کافۃ و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہٗ

ترجمہ: اے حمزہؓ! آپ پر سلام ہو اور اللہ آپ سے راضی ہو۔ اے مصطفیٰ ﷺ کے چچا! آپ پر سلام ہو اور اللہ آپ سے راضی ہو۔ سلام ہو آپ پر اے اللہ کے شیر اور

اس کے رسول ﷺ کے شیر! درود بھیجے اللہ تعالیٰ آپ پر اور سلام اور اللہ آپ سے راضی ہو۔ اے شہیدوں کے سردار آپ پر سلام ہو، اے سیدنا عبداللہ بن جحشؓ سلام ہو آپ پر، اے مصعب بن عمیرؓ جزا دے اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے اور تمام اہل اسلام کی طرف سے اپنی رحمتیں اور برکتیں آپ پر نازل فرمائے۔ سلام ہو آپ پر اے شہدائے اُحد سب کے سب پر اور اللہ عزوجل کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

یہ بات نہایت اہم اور مستند ہے کہ حضرت حمزہؓ روحانی طور پر مدینہ کے والی اور حاکم ہیں (جبکہ مکۃ المکرّمہ میں روحانی طور پر حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ حاکم ہیں) یہی وجہ ہے کہ مدینہ طیبہ میں آج بھی کہیں جھگڑا ہو جائے اور دونوں فریق کسی نتیجہ پر نہ پہنچیں تو اس دوران اگر ایک فریق اپنی صفائی میں حضرت حمزہؓ کا نام لے لے تو دوسرا فریق فوراً حضرت حمزہؓ کے احترام میں اپنے موقف سے دستبردار ہو جاتا ہے اور یوں معاملہ طے پا جاتا ہے۔

اہل مدینہ کا قول ہے: ''**من ارادان یستشفع عند رسول اللّٰہ (ﷺ) فلیستشفع بعمہٗ**'' جو چاہے کہ رسول اکرم ﷺ کے یہاں کسی کا واسطہ لائے، اسے چاہیے کہ ان ﷺ کے عم اکرمؓ کا واسطہ لائے۔ چنانچہ اہل مدینہ کا قدیم سے یہ طریقہ چلا آ رہا ہے کہ جب کسی پر کوئی مصیبت پڑتی یا کوئی کسی مشکل میں گھِر جاتا ہے تو وہ سید الشہدا حضرت حمزہؓ کی بارگاہ میں فریاد لے کر حاضر ہو جاتا ہے اور یوں عرض کرتا ہے ''اے نبی کریم ﷺ کے محبوب چچا! میں اس حالت میں نہایت مشکلات میں گرفتار ہوں، اپنے رؤف ورحیم بھتیجے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں میری سفارش فرمائیں تا کہ میری مصیبت دور اور مشکل حل ہو جائے۔ پھر وہ سیدھا حرم نبوی شریف میں مواجہہ شریف کے سامنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کر کے التجا کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ کے فضل و کرم سے اس فریادی کی مشکل حل ہو جاتی ہے اور وہ اپنی مراد حاصل کر لیتا ہے۔

اے سید الشہدا، اے فاعل الخیرات، اے کاشف الکربات، اے ذاب عن وجہ رسول اللہ ﷺ، آپ پر تا قیامت لاکھوں سلام

اَے صبا اَے پیکِ دُور افتادگاں
اشکِ ما بَر خاکِ پاکِ اُو رَساں

اے بادِ صبا! اے دور افتادہ لوگوں کی قاصد! ہمارے آنسوؤں کا ہدیہ سید الشہدا حضرت حمزہؓ کے مرقد مقدس تک پہنچا دے۔

کتاب کے آخر میں سید الشہدا حضرت حمزہؓ کے حوالہ سے چند اہم باتوں کا تذکرہ نہایت ضروری ہے۔

1- خطا انسانی خمیر کے جزو کی حیثیت رکھتی ہے۔ بنابریں حضرات انبیاء علیہم السلام کی مقدس جماعت کے علاوہ ہر انسان سے غلطی کا صدور یقینی ہے۔ غلطی کا اعتراف کر کے اس سے اجتناب کر لینا بہت بڑا کمال ہے۔ حضور رحمت عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

ترجمہ: ''ہر آدمی خطا کار ہے اور خطا کرنے والوں میں سب سے بہتر توبہ کرنے والے ہیں''۔ (ابن ماجہ)

جب خطا کار انسان بارگاہِ ارحم الراحمین میں اپنے جرائم کا اعتراف کر کے معافی اور عفو کا خواستگار ہوتا ہے تو رحمت خداوندی کا سمندر جوش میں آ جاتا ہے اور غیب سے یہ دل آویز صدا آتی ہے۔

❑ کہہ دو (اللہ فرماتا ہے کہ) اے میرے بندو! جنھوں نے ظلم کیا ہے اپنی جانوں پر، مایوس نہ ہونا اللہ کی رحمت سے، بلاشبہ اللہ معاف فرما دیتا ہے سارے گناہ۔ (الزمر: 53)

قرآن و حدیث سے دو باتیں بڑی صراحت کے ساتھ معلوم ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے کسی بھی صحابی سے خواہ وہ متقدمین میں سے ہو یا متاخرین میں سے، کتنی ہی سنگین نوعیت کے جرائم یا گناہ سرزد ہوئے ہوں۔ لیکن اسلام کے دامن عافیت میں داخل ہونے کے ساتھ ہی سب کے سب معاف ہو جاتے ہیں۔ دوسری یہ بات بھی یقینی ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد کسی صحابیؓ سے بتقضائے بشریت کوئی لغزش ہو گئی ہو تو اسے بھی معاف کر دیا گیا۔ جس کی بہت سی مثالیں قرآن و حدیث میں موجود ہیں۔ بنابریں یہ حقیقت واشگاف ہو گئی کہ زمانہ جاہلیت میں اگر کسی آدمی سے کوئی جرم

سرزد ہوا تھا تو اسلام قبول کر لینے کے بعد اسے موردِ الزام ٹھہرانا، اسلام اور ایمان کے صریحاً خلاف ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ نے انھیں معاف فرما دیا اور اس کا اعلان بھی بار بار کر دیا گیا ہے تو اب کسی شخص کو ان پر اعتراض کرنے کا حق ہرگز نہیں پہنچتا۔ اسی اصول کی روشنی میں سید الشہدا سیدنا حضرت حمزہؓ کے قتل میں ملوث ہر تین شخصیات بھی اسلام کے دامن عافیت میں آ جانے کے بعد اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب مکرم ﷺ کی بارگاہ میں مغفور و مقبول بن گئیں۔ اگر ان سے انتقام ضروری ہوتا یا ان کے جرائم نا قابل معافی ہوتے تو رحمت کائنات ﷺ ان کا ایمان ہرگز قبول نہ کرتے اور انھیں سزا دیئے بغیر چین سے ہرگز نہ بیٹھتے۔ مگر آپ ﷺ نے سب کو اسلام کے دامن شفقت و رحمت میں سمیٹ لیا۔ لہٰذا ان پر انگشت نمائی کی مذموم جسارت سے اجتناب لازم ہے۔

حضرت حمزہؓ کے قتل کا افسوس مسلمانوں کو ہمیشہ خون کے آنسو رُلاتا رہے گا۔
حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے تین ذمہ داروں جبیرؓ بن مطعم (2)، ہندؓ بنت عتبہ (3) اور حضرت وحشیؓ نے حضور نبی کریم ﷺ سے نہایت شرمساری اور ندامت کے ساتھ اپنی سنگین ترین غلطی کی معافی مانگتے ہوئے جان کی پناہ مانگی اور عرض کی کہ انھیں اسلام قبول کرنے کی اجازت دی جائے۔ یہ حضرات آپ ﷺ کے دست مبارک پر نہ صرف مسلمان ہوئے بلکہ آپ ﷺ نے ان تینوں کو معاف بھی فرما دیا۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ جو شخص مسلمان ہو گیا، اُس کے زمانۂ کفر کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اِس کی وضاحت اِس حدیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرو بن عاصؓ سے فرمایا:

- ”اما علمت یا عمرو ان الاسلام یهدم ما کان قبله

(مسلم شریف، کتاب الایمان حدیث نمبر 173)

اے عمرو! کیا تم نہیں جانتے کہ اسلام پچھلے تمام گناہوں (خطاؤں) کو ختم کر دیتا ہے۔“

اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں اب کسی کے لیے بھی جائز نہیں کہ وہ مذکورہ

شخصیات کے متعلق زبان درازی کرے، ہرزہ سرائی کرے یا حقارت آمیز الفاظ کا استعمال کرے، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول مکرم ﷺ نے انھیں معاف کر دیا تو پھر کسی کو کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ ان کے خلاف سب وشتم کرے۔اب وہ حضرات صحابہؓ کا درجہ حاصل کر چکے ہیں۔قرآن مجید میں صحابہ کرامؓ کے متعلق ارشادِ خداوندی ہے:

- ترجمہ: اور سب سے آگے آگے اور سب سے پہلے پہلے ایمان لانے والے مہاجرین اور انصار سے اور جنھوں نے پیروی کی اُن کی عمدگی سے، راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ اُن سے اور راضی ہو گئے وہ اس سے اور اُس نے تیار کر رکھے ہیں اُن کے لیے باغات، بہتی ہیں اُن کے نیچے ندیاں، ہمیشہ رہیں گے اُن میں ابد تک، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔(التوبہ:100)

- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں کو جانچا تو تمام بندوں کے دلوں میں سے حضرت محمد ﷺ کے دل کو بہترین پایا اور اسے اپنے لیے چن لیا اور اسے اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ حضرت محمد ﷺ کے دل (کو منتخب کرنے) کے بعد دوبارہ بندوں کے دلوں کو جانچا تو صحابہ کرامؓ کے دلوں کو سارے بندوں کے دلوں سے بہتر پایا۔ چنانچہ انھیں اپنے نبی ﷺ کا مددگار بنا دیا۔ وہ اپنے دین کی خاطر لڑتے ہیں۔پس جس بات کو صحابہ کرامؓ اچھا جانیں، وہ اللہ کے ہاں بھی اچھی ہے اور جسے صحابہ کرامؓ برا جانیں، وہ اللہ کے نزدیک بھی بری ہے۔اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

- حضرت سعید بن زیدؓ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم کسی صحابی کا رسول اللہ ﷺ کے ایک غزوہ میں شریک ہونا جس میں (صرف) اس کا چہرہ غبار آلود ہو، تمھارے سارے اعمال سے افضل ہے خواہ تمھیں حضرت نوح علیہ السلام کے برابر عمر دی گئی ہو۔اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

- حضرت ابوسعیدؓ الخذری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے صحابہؓ کو بُرا نہ کہو، اگر تم میں (غیر صحابہ) سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے (تو بھی وہ اجر وثواب میں) صحابہؓ کے ایک مد یا آدھا مد (یہ ایک پیمانہ تھا جس کا وزن

قریب قریب ایک سیر کے برابر تھا) خرچ کیے گئے سونے کے برابر نہیں ہوگا۔"
(صحیح بخاری رقم الحدیث 3673، صحیح مسلم رقم الحدیث 2541)

❑ حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جہنم کی آگ ان مسلمانوں (صحابہؓ) کو چھو بھی نہ سکے گی، جنھوں نے مجھے دیکھا یا جس (تابعی) نے ان (صحابہؓ) کو دیکھا جنھوں نے مجھے دیکھا۔" (ترمذی شریف رقم الحدیث 3858)

❑ حضرت عبداللہؓ بن مغفل سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! میرے صحابہؓ کے بارے میں اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! میرے صحابہؓ کے بارے میں میرے بعد ان کو (سب وشتم اور اپنی تنقید کا) نشانہ نہ بنانا۔ جو شخص ان کو دوست رکھتا ہے، وہ میری محبت کی وجہ سے ان کو دوست رکھتا ہے اور جو اُن سے بغض رکھتا ہے وہ میرے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے اُن سے بغض رکھتا ہے۔ اور جس نے اُن کو ایذا دی، اس نے مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھ کو ایذا دی، اُس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی، قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو پکڑ لے۔" (مشکوٰۃ شریف)

❑ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب تم اِن لوگوں کو دیکھو جو صحابہؓ کو بُرا کہتے ہیں تو تم کہو "تمھارے شر وفساد پر خدا کی لعنت ہو۔" (ترمذی شریف)

❑ حضرت عمرؓ بن خطاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میرے صحابہؓ ستاروں کے مانند ہیں۔ تم اِن میں سے جس کی (بھی) پیروی کرو گے، ہدایت پاؤ گے۔ (رازین) رضی اللہ عنہم و رضو عنہ

2- عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ فخر کونین، باعث تخلیق کائنات، حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ (فداہ ابی و امی) ﷺ نے "سید الشہدا" کا معزز لقب صرف سیدنا حضرت حمزہؓ کو مرحمت فرمایا اور یہ اعزاز ان کے لیے مخصوص و منصوص ہے۔ لہٰذا کسی دوسرے صحابیؓ کو اس لقب سے مخاطب کرنا خلاف سنت ہے۔ میرے خیال میں ایسا درست نہیں ہے۔ خود محسن انسانیت ﷺ نے بعض دوسرے صحابہ کی شان میں بھی "سید الشہدا" فرمایا ہے۔ چنانچہ متقدمین محققین میں سے امام ابوبکر جصاصؒ، علامہ نور الدین علی

بن ابوبکر الھیثمیؒ اور امام جلال الدین سیوطیؒ نے حسب ذیل روایات نقل فرمائی ہیں۔

- حضرت جعفرؓ بن ابوطالب شہداء کے سردار ہیں جن کے ساتھ فرشتے تھے۔

(جامع الصغیر جلد 2 ص 34)

- ''حضرت بلالؓ کتنے اچھے آدمی ہیں اور وہ شہدا کے سردار ہیں''۔

(مجمع الزوائد جلد 9، صفحہ 300)

- ''حضرت حمزہؓ اور ہر وہ شخص سید الشہد اہے، جسے اعلان حق کی پاداش میں کوئی ظالم و جابر حکمران قتل کردے''۔ (مجمع الزوائد جلد 9، صفحہ 268)

یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ متعدد انبیاء علیہم السلام اور خلفائے راشدینؓ میں سے سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ، سیدنا حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کو بھی شہادت کا رتبہ نصیب ہوا جن کا مقام بے حد اعلیٰ وارفع ہے اور یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ حضور ﷺ کے ارشاد کا منشا یہ تھا کہ حضرت حمزہؓ، حضرت جعفرؓ اور حضرت بلالؓ شہید ہونے والے انبیاء اور خلفائے راشدینؓ کے بھی سردار ہیں۔ لہٰذا اس کی اقرب الی الصواب توجیہہ یہ کی جا سکتی ہے کہ غزوہ احد کے شہدا کے سردار سیدنا حضرت حمزہؓ اور غزوہ موتہ کے شہدا کے سردار سیدنا حضرت جعفرؓ تھے۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی ارباب علم و دانش کو دعوت فکر دیتی ہے کہ سیدنا حضرت بلالؓ جنھیں محسن انسانیت ﷺ نے ''سید الشہد ا'' کے لقب سے نوازا ہے، انھوں نے کسی جہاد میں جام شہادت نوش نہیں کیا بلکہ ان کا سانحۂ ارتحال عارضۂ طاعون سے ہوا تھا۔ (البدایہ والنہایہ جلد 7، صفحہ 102) انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ سیدنا حضرت بلالؓ جنھیں شہادت کا اعلیٰ رتبہ نصیب نہ ہونے کا باوصف ''سید الشہد ا'' کہا گیا اور کسی کو اس حدیث پر اعتراض بھی نہیں تو شہید کربلا سیدنا حضرت امام حسینؓ کو سید الشہد ا یا امام الشہد ا کہنے میں کیا حرج ہو سکتا ہے جبکہ ان کی شہادت کی خون آشام داستان خود نبی کریم ﷺ نے بارہا بیان فرمائی۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''حمزہ بن عبدالمطلبؓ سید الشہد اء ہیں اور وہ شخص بھی جو ظالم حکمران کے سامنے کھڑا ہوا، اور اسے نیکی کا حکم دیا، برائی سے روکا، اور حکمران نے اسے قتل کر

دیا''۔ (اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔) سیدنا حضرت امام حسینؓ بلاشبہ اس حدیث مبارکہ کے مصداق ہیں کیونکہ انھوں نے اپنے دور کے ظالم حکمران یزید کے خلاف کلمہ حق بلند کرتے ہوئے جہاد کیا جس کی پاداش میں انھیں نہایت بے دردی سے شہید کر دیا گیا۔ **(انا للّٰہ وانا الیہ راجعون)**

3- سید الشہدا سیدنا حضرت حمزہؓ کا مقام و مرتبہ دین اسلام میں بہت زیادہ ہے۔ ہر مسلمان اپنے دل میں ان سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتا ہے۔ آپؓ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب مکرم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے شیر ہیں۔ اہل بیت عظامؓ میں ان کا منفرد مقام ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ آپؓ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ آپؓ کی شہادت پر رسول رحمت ﷺ بے حد رنجیدہ، افسردہ اور غصے میں تھے۔ صحابہ کرامؓ کا کہنا تھا کہ آپ ﷺ کبھی اس قدر نہیں روئے جتنا حضرت حمزہؓ کی شہادت کے موقع پر۔ خدشہ تھا کہ کہیں سرکار دو عالم ﷺ شدت غم سے بے ہوش نہ ہو جائیں۔ حضرت حمزہؓ ایسی نابغہ روزگار ہستی اہل اسلام کے لیے تا قیامت ہیرو کا درجہ رکھتی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض لوگ یا ادارے محض پیسے کمانے کے لیے ایسی مقدس شخصیت پر فلمیں اور ڈرامے بنا کر گناہ کبیرہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ بالخصوص **1976**ء میں بنائی گئی فلم دی میسج **"The Message"** میں حضرت حمزہؓ کا فرضی کردار ہالی وڈ کے معروف عیسائی اداکار انتھونی کوئین **Anthony Quinn** نے ادا کیا۔ اندازہ لگائیں کہاں سید الشہدا، اسد اللہ واسد الرسول حضرت حمزہؓ اور کہاں اداکار **Anthony Quinn** انتھونی کوئین۔ اس طرح کئی اور فلموں اور ڈراموں میں بھی حضرت حمزہؓ کا فرضی کردار فلمایا گیا ہے۔ فلم ''دی میسج'' میں ایک اداکار کو ابوجہل جہل دکھایا گیا ہے جو نعوذ باللہ حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں نازیبا کلمات کہہ رہا ہے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں بدترین گستاخی و توہین کا ارتکاب ہے۔ یہ ناپاک حرکت خواہ نام نہاد مسلمانوں کی طرف سے ہو یا غیر مسلموں کی طرف سے، نہایت قابل مذمت ہے۔ حد تو یہ ہے کہ اب حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پر بھی فلمیں بننی شروع ہوگئی ہیں۔ ان فلموں میں کئی مقامات پر مختلف انبیاء کرام کے فرضی کردار ادا کرنے والے اداکاروں کو اے نبی، اے یوسف، اے

ابراہیم، اے نوح کہہ کر پکارا گیا ہے۔ کئی مقامات پر حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کرداروں پر نعوذ باللہ وحی لاتے دکھایا گیا ہے۔ اس سے زیادہ اسلام کی توہین اور کیا ہو سکتی ہے؟ اس قسم کی ویڈیوز اور سی ڈیز مارکیٹ میں کھلے عام فروخت ہو رہی ہیں بلکہ کئی ایک پرائیویٹ چینل اس گھناؤنے جرم میں پیش پیش ہیں۔ مقامی کیبل آپریٹرز بھی اس گناہ کبیرہ میں برابر کے شریک ہیں۔ قابل افسوس بات یہ ہے کہ ان فلموں بالخصوص ''دی میسج'' میں تاریخی واقعات مسخ کر کے پیش کیے گئے اور طرفہ تماشا یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ کے کردار و عمل کو پیش کرنے کے لیے مصنوعی اداکاری کا سہارا لیا گیا اور وہ بھی ایسے رذیل لوگوں سے جو زانی اور شرابی ہیں۔ (استغفر اللہ) اس سے بھی زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ اس گستاخانہ فلم میں 313 بدری صحابہ کرامؓ کا فرضی کردار بھی فلمایا گیا ہے۔

حضرات صحابہ کرامؓ تو ایسے خوش نصیب اور نیک بخت افراد ہیں جنھیں آقائے کائنات، سید المرسلین، خاتم النبین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زیارت، قرب اور خدمت کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان ایسے نفوس قدسیہ قیامت تک نہیں پیدا ہو سکتے۔ پھر بھلا کوئی شخص ان کا کردار ادا کرنے کے لیے کیسے ان کا روپ دھار سکتا ہے؟ ان نفوس قدسیہ کی عظمت و فضیلت قرآن و حدیث میں بیان ہوئی ہے اور یہ فضیلت لافانی اور لاثانی ہے، اسے متعارف کروانے کے لیے کسی فلم یا ڈرامہ کی ضرورت نہیں۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ایسی فلمیں اصلاح امت کے لیے ہیں جبکہ میرے نزدیک اس سے اصلاح نہیں بلکہ معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں: ''اس امت کے آخری طبقہ کی اصلاح صرف اسی طریقے سے ممکن ہے جس طرح پہلے طبقے کی اصلاح ہوئی''۔ جب اس امت کے پہلے طبقہ کی اصلاح ان فلموں اور ڈراموں کے ذریعے نہیں ہوئی تو موجودہ طبقہ کی اصلاح فلموں اور ڈراموں سے کیسے کی جا سکتی ہے؟ اسی طرح بعض نام نہاد دانشوروں کا کہنا ہے کہ یہ فلم بھلائی کی نیت سے تیار کی گئی ہے۔ یہ دلیل بھی نہایت مضحکہ خیز ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''بھلائی ہمیشہ بھلائی کے ذریعے ہی آتی ہے''۔ (آپ ﷺ نے تاکید کے طور پر یہ بات تین دفعہ دہرائی)۔ دین اسلام کی مقدس ہستیوں پر فلمیں بنانا کہاں کی بھلائی اور کہاں کی تبلیغ ہے۔ کفار نے مسلمانوں کو محض

دھوکہ دینے کے لیے تخریب کا نام تبلیغ اور برائی کا نام بھلائی رکھ دیا ہے۔ بدقسمتی سے کئی سادہ لوح مسلمان اس کا شکار ہو چکے ہیں۔ اس طرح کی فلمیں دیکھنے کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ ان صحابہ کرامؓ کا نام ذہن میں آتے ہی ان کرداروں کے خدوخال اور شبیہ سامنے آ جاتی ہے۔ ایک دفعہ فلم دیکھ لینے کے بعد ان کرداروں کو ذہن سے محو کرنا نہایت مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ایسی تمام فلموں کا مکمل بائیکاٹ کرے اور آئینی و قانونی دائرے میں رہتے ہوئے اس کے خلاف ضروری کارروائی کرے۔ لاہور ہائی کورٹ کے جناب جسٹس اعجاز الحسن نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بنام حکومت پاکستان کیس نمبر **W.P.No.23306/12** مورخہ **19** ستمبر **2012**ء میں اپنے ایک فیصلہ میں کہا کہ ایسی تمام فلمیں جن میں انبیاء کرام یا صحابہ کرامؓ کے فرضی کردار فلمائے گئے ہیں، غیر قانونی ہیں۔ انھوں نے اپنے فیصلہ میں ایسی تمام فلموں کی نمائش، سی ڈیز، ویڈیوز وغیرہ پر پابندی عائد کی اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو حکم دیا کہ اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔

-4 بہت سے نامور ہیروز کی طرح حضرت حمزہؓ بھی اپنی بے مثل شجاعت اور جانبازی کے پیش نظر اپنی شہادت کے بعد افسانوی عالم سے گزرے اور ایک عجیب و غریب، من گھڑت، دیومالائی اور عوامی عشقیہ داستان کا مرکزی کردار بن گئے جس کی طرف ہر طرح کی تخیلی مہمات منسوب ہوگئیں۔ یہ مہمات ایسے ممالک میں وقوع پذیر ہوئیں جہاں اصلی (حضرت) حمزہؓ کبھی نہیں گئے یعنی سیلون، چین، وسطی ایشیا اور روما۔ اس کی توجیہہ یہ کی گئی ہے کہ اس کا ماخذ ایک تصنیف تھی جو اب موجود نہیں ہے۔ اس کا نام قصہ مغازی حمزہ تھا، جس کا تاریخ سیستان میں ذکر پایا جاتا ہے۔ یہ تصنیف ایک شخص حمزہ بن عبداللہ (جسے ایک سازش کے تحت حضور نبی کریم ﷺ کا چچا ظاہر کیا گیا) کے کارناموں سے متعلق ہے جس نے ہارون الرشید اور اس کے جانشینوں کے خلاف ایک باغیانہ تحریک کی قیادت کی تھی۔ تاریخ سیستان کے مطابق حمزہ نے سندھ، ہندوستان اور سراندیپ (یعنی ہندوستان اور سیلون) میں مہمات انجام دیں۔ اس شخص کا اصل نام حمزہ بن آذرک تھا جسے عربی کتابوں میں ادرک یا اُترک لکھا گیا ہے۔ وہ سیستان کا باشندہ اور ایک دہقان کا بیٹا تھا۔

چونکہ خلیفہ کے ایک قریبی اور خاص آدمی نے اس کے نسب کے متعلق توہین آمیز فقرے کہے تھے، اس لیے اس نے ریاست کے خلاف بغاوت کر دی۔ حمزہ نے ہارون الرشید کے خلاف کامیاب بغاوت کی اور سیستان کے لوگوں کو خراج دینے سے روکا۔ اس کی بڑھتی ہوئی طاقت کے خلاف، والی خراسان علی بن عیسیٰ نے خلیفہ سے مدد کی درخواست کی اور خلیفہ بذات خود 192ھ/ 807، 808ء میں سیستان آیا۔ اگر چہ مؤخر الذکر نے تحفظ کا تحریری وعدہ دیا لیکن حمزہ نے اِسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ہارون الرشید کی وفات کے بعد حمزہ نے سندھ اور ہندوستان میں مہمات کی قیادت کی اور 213ھ/ 828یا829ء میں وفات پائی۔

داستاں نویسوں نے ''داستانِ امیر حمزہ'' بھی کئی جلدوں میں تحریر کی، حاجی ہمدانی قصہ گو نے فارسی میں ایک ضخیم کتاب ''رموزِ حمزہ'' 988ھ اور 999ھ مطابق 1580ء اور 1590ء کے درمیان تصنیف کی، پھر وہ داستان، گولکنڈہ (حیدرآباد) کے سلطان محمد قلی قطب شاہ (متوفی 1020ھ مطابق 1611ء) کے گوش گزار کی گئی جسے سن کر سلطان نے ہدایت کی کہ اسے مختصر پیرائے میں بیان کیا جائے، چنانچہ حاجی ہمدانی نے ''زبدۃ الرموز'' (1021ھ م 1612ء) کے عنوان سے ''رموز حمزہ'' کی تلخیص کی جس کا ایک نسخہ خدا بخش لائبریری، پٹنہ (بہار) میں محفوظ ہے۔ دکنی زبانی میں ''قصۂ جنگ امیر حمزہ'' کے نام سے کسی نامعلوم شخص نے 1202ھ م 1781ء) میں لکھا جو کتب خانہ پیرس (Paris) کی زینت ہے۔ بعد ازاں اُردو میں ''رموز حمزہ'' کی بنیاد پر ''داستانِ امیر حمزہ'' 1218ھ۔ 1219ھ م/1803ء، 1804ء میں بمقام کلکتہ تصنیف کی گئی۔ اس کے مصنف خلیل علی اشک نے اس کتاب کو دنیا جہاں کے قصوں، مافوق الفطرت واقعات اور جنگی کارناموں کو اشعار سے سجایا جس سے یہ داستان بے حد دلچسپ، بہت دل پذیر اور پرلطف ہوگئی۔ داستان امیر حمزہ عام شائقین کے علاوہ شہزادوں کو بھی سنائی جاتی تھی تاکہ ان میں لطف اندوزی کے ساتھ جہاں بانی و حکمرانی کا بھی شوق فزوں ہو جائے۔ ''داستان امیر حمزہ'' مطبع نول کشور، لکھنؤ سے 1883ء تا 1893ء آٹھ جلدوں میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہی، جس کا تحقیقی جائزہ لیتے ہوئے اُردو کے بلند پایہ مشہور ومعروف نقاد

محقق، شاعر وادیب پروفیسر شمس الرحمٰن فاروقی نے ''ساحری، شاہی اور صاحب قرانی، داستان امیر حمزہ کا مطالعہ'' کے نام سے چھ جلدوں میں ضخیم کتاب تحریر کی۔

بعض داستانوں میں سیدنا حضرت حمزہؓ کو نوشیرواں بادشاہ کا ہم عہد لکھا گیا ہے۔ حالانکہ نوشیرواں کا جب انتقال ہوا، اس وقت 579ء میں حضرت حمزہؓ کی عمر صرف بارہ برس کی تھی اور ان کا بیرون عرب جا کر مختلف ممالک میں اتنی لڑائیاں لڑنا محض وضعی داستانیں ہیں۔ حیرت انگیز طور پر ہر داستان جھوٹ کا ایسا پلندہ ہے جس پر آدمی عش عش کر اُٹھتا ہے۔ طلسم وعیاری اور عشق ورومان کی مضحکہ خیز عجیب وغریب کہانیوں سے مزین یہ داستانیں آج بھی شائع ہو رہی ہیں۔

امیر حمزہ کے قصہ (جسے کبھی داستان امیر حمزہ، کبھی حمزہ نامہ، کبھی قصہ امیر حمزہ، اسمار حمزہ یا رموز حمزہ کہا جاتا ہے) کا سید الشہدا سیدنا حضرت حمزہؓ سے کوئی تعلق نہیں۔ ایسی داستانیں اور ان کا اسلوب بیان سیدنا حضرت حمزہؓ ایسے مرد حق آگاہ اور ضیغم اسلام کے رفیع الشان مقام سے فروتر ہے۔ فی الحقیقت ایسی تمام داستانیں لغویات کا پلندہ اور خرافات محض ہیں۔ ایک جلیل القدر صحابیؓ سے غلط باتیں منسوب کرنا یا انھیں پڑھنا اور سننا نہ صرف وقت ضائع کرنے بلکہ خواہ مخواہ گناہ کمانے کا باعث ہے۔ سید الشہدا حضرت حمزہؓ کی عظمت اور جلالت قدر ایسی فرضی اور وضعی داستانوں کی ہرگز محتاج نہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ سیدنا حضرت حمزہؓ کی زندگی کے حقیقی واقعات ہی اتنے ولولہ انگیز، ایمان پرور اور محیر العقول شان کے حامل ہیں کہ فرزندانِ اسلام کے خون کو تا ابد گرماتے رہیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ سیدنا حضرت حمزہؓ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی نگاہ میں بھی اسم بامسمیٰ یعنی اسد اللہ واسد الرسولہ ٹھہرے اور آج تک وہ جرأت وشجاعت کا ایک ایسا استعارہ ہیں جن پر ملتِ اسلامیہ ہمیشہ فخر کرتی رہے گی۔

مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو ترا

❁……۞……❁

حواشی

(1) حضرت سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلبؓ بن ہاشم القرشیہ، رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی جان، حضرت حمزہؓ کی سگی ہمشیرہ اور عشرہ مبشرہ میں شامل عظیم صحابئ رسولؐ حضرت زبیر بن العوامؓ کی والدہ ہیں۔ آپؓ کی والدہ ھالہ بنت وہب (رسول اللہ ﷺ کی خالہ) ہیں۔ سب سے پہلے حضرت صفیہؓ سے الحارث بن حرب بن امیہ نے نکاح کیا اور جب وہ فوت ہو گئے تو ام المومنین حضرت خدیجہؓ کے بھائی العوام بن خویلد نے بعد میں آپؓ سے نکاح کیا جس سے حضرت زبیرؓ پیدا ہوئے۔ آپؓ سابقات الاسلام میں سے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی تمام پھوپھیوں میں یہ شرف حضرت صفیہؓ کو حاصل ہے کہ انھوں نے اسلام قبول کیا۔ آپؓ نے اپنے بیٹے حضرت زبیرؓ کے ساتھ ہجرت کی۔ آپؓ اپنے برادر حقیقی کی طرح بڑی شجاع اور دلیر عورت تھیں۔ آپؓ کئی غزوات میں شریک ہوئیں۔ غزوہ خندق میں آپؓ کا استقلال نسوانی بہادری و جرأت کی حیرت انگیز مثال ہے۔ مورخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ جب غزوہ خندق (احزاب) کے لیے نکلے تو آپ نے عورتوں کو فارغ نامی قلعے میں رکھا۔ ایک موقع پر حضرت صفیہؓ نے ایک نوجوان یہودی کو قلعے پر چڑھتے دیکھا تو آپ نے اس کے پاس جا کر اسے تلوار ماری، اس کے سر کو کاٹ دیا اور اس کا سر پکڑ کر ان کی طرف پھینک دیا۔ اس پر یہودی کہنے لگے کہ اوپر قلعہ میں ضرور مسلمانوں کی فوج موجود ہے، چنانچہ وہ سب ڈر کر بھاگ گئے۔ حضرت سیّدہ صفیہؓ اسلام کی پہلی عورت ہیں جنھوں نے یہود کے ایک نوجوان کو قتل کیا ہے۔

جناب حفیظ جالندھری نے اس ایمان پرور واقعہ کی منظرکشی کرتے ہوئے لکھا:

صفیہؓ بنت عبدالمطلبؓ ہمشیر حمزہؓ کی
کہ تھا جن کا تہور ہو بہو تصویر حمزہؓ کی
نظر رکھتی تھیں وہ میدان پر ہر دَم جھروکے سے
مبادا دشمنانِ دیں اِدھر آ جائیں دھوکے سے
یہودی قوم کی بستی میں تھیں تیاریاں ہر دم
بغاوت کے نظر آتے تھے آثار و نشاں ہر دم
بسا اوقات کچھ دستے مسلح ہو کے آتے تھے
کھڑے رہتے تھے آدھی راہ پر پھر لوٹ جاتے تھے
اچانک اک نرالا فتنۂ سالوس بھی دیکھا
بزیرِ سایۂ دیوار اک جاسوس بھی دیکھا
یہ صورت تھی بلاشک قصرِ امن آثار میں رخنہ
یہودی ڈھونڈتا تھا قلعہ کی دیوار میں رخنہ
صفیہؓ خود مسلح ہو کے نکلیں قلعہ سے باہر
لگائی چوب سے اک ضرب اس مردِ مسلح پر
یہ ضربِ دستِ حق تھی کھل گیا خاطی کا بھنڈارا
دماغ و استخواں کا رہ گیا اک بدنما گارا
یہ نقشہ دیکھ کر دشمن کے دستے پھر نہیں ٹھہرے
وہ سمجھے قلعہ میں ہیں اچھی خاصی فوج کے پہرے
دوبارہ رُخ نہ اس جانب کیا پھر ان لعینوں نے
سبق ایسا سکھایا مسلمہ پردہ نشینوں نے
کیا ہمشیر حمزہؓ نے وہ کارِ دلیرانہ
قیامت تک زبانوں پر رہے گا جس کا افسانہ
وہ بزدل ہیں بوقتِ خطرہ جو ورلاپ کرتی ہیں
مسلماں عورتیں اپنی حفاظت آپ کرتی ہیں

حضرت صفیہؓ نے تہتر (73) سال کی عمر میں 20 ہجری میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے اصابہ میں ایک شعر حضرت صفیہؓ کا حضرت حمزہؓ کے مرثیہ کے متعلق نقل کیا ہے جس میں ان کی فصاحت و بلاغت اور قدرت کلام کا اندازہ ہوتا ہے۔ اِس شعر میں آپؓ حضور نبی رحمت ﷺ کو مخاطب کر کے کہتی ہیں:

ان یوما اتی علیک لیوم　　　　کورت شمسه وکان مضیاء

ترجمہ: آج آپ (ﷺ) پر وہ دن آیا ہے جس میں آفتاب سیاہ ہو گیا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ روشن تھا۔

11 ہجری میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا سے ظاہری پردہ فرمایا، حضرت صفیہؓ کو جو دلی صدمہ ہوا، اس پر انھوں نے نہایت پر درد مرثیہ لکھا جس کا مطلع یہ ہے:

لفقد رسول اللّٰه اذ حان یومه　　　　فیاعین جودی بالدموع السواجمه

ترجمہ: ''جس دن حضور نبی کریم (ﷺ) ظاہری دُنیا سے پردہ نشیں ہوئے ہیں اے آنکھ تو اُس دن پر غم کے آنسو پوری سخاوت کے ساتھ بہا''۔ یہ مرثیہ ابن اسحاق نے اپنی سیرت میں نقل کیا ہے۔

(2)　جبیرؓ بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف قرشی، جاہلیت میں قریش کے زعماء میں سے تھے۔ آپ نے اسلام قبول کیا اور بہت اچھے مسلمان ثابت ہوئے۔ آپؓ جلیل القدر صحابی، قریش کے کبار علماء اور سادات میں سے تھے۔ آپ قریش میں سے عرب کے انساب کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ سیرت نگاری نے آپ کو نسابین میں شمار کیا ہے اور اصابہ میں ہے کہ آپ قریش اور سب عربوں کے بہت بڑے ماہر نساب تھے۔ بخاری و مسلم نے آپ کی ساٹھ احادیث روایت کی ہیں۔ آپ نے 59 ہجری میں وفات پائی۔

(3)　ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ، مکہ مکرمہ کے قبیلہ قریش کے خانوادے عبد شمس کی نامور خاتون، بنو امیہ کے سردار ابوسفیان کی بیوی اور اموی خلیفہ حضرت امیر معاویہؓ کی والدہ تھیں۔ مزید براں وہ حضور نبی

رحمت ﷺ کی خوش دامن اور ام المومنین حضرت اُم حبیبہؓ کی والدہ ہیں۔ ہند کی والدہ صفیہ بنت امیہ بن حارثہ السلمیٰ تھی۔ ہند کے پردادا عبد شمس اور حضور نبی اکرم ﷺ کے پردادا ہاشم، سگے بھائی تھے۔ ان دونوں کا والد عبد مناف تھا اور والدہ عاتکہ بنت مرہ ان ہلال السلمیہ تھی۔ ہند بنت عتبہ کا پہلا نکاح الفاکہ بن المغیر ہ بن عبداللہ المخز ومی سے ہوا۔ اس کے قتل کے بعد وہ مقتول کے بھائی حفص بن المغیر ہ اور اس کی موت کے بعد ابوسفیان صخر بن حرب کے عقد نکاح میں آئی۔ ہند کا شمار فصیح اور جری عورتوں میں ہوتا تھا۔ اسے اپنی قوم میں بڑا رسوخ اور اقتدار حاصل تھا۔ شعر بھی کہتی تھی۔ اس نے غزوۂ بدر میں قتل ہونے والے مشرکوں کے مرثیے بھی لکھے۔ 3 ہجری میں غزوۂ احد میں وہ مشرکین مکہ کے ہمراہ تھی اور مسلمانوں کے خلاف صف آراء ہونے والے کفار کو لڑنے مرنے پر اکسانے میں پیش پیش تھی۔ جب حضرت حمزہؓ شہید ہو گئے تو ہند نے ان کا مثلہ کیا اور کلیجہ چبایا۔

جب 8 ہجری میں حضور ﷺ نے مکہ فتح کیا تو آپ ﷺ نے چند مردوں اور عورتوں کو ان کے گھناؤنے جرائم کی وجہ سے گردن زدنی قرار دیا، ان میں ہند بنت عتبہ بھی تھی۔ لیکن وہ اسلام لے آئی اور اپنے گھر کے سارے بت توڑ پھوڑ کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئی اور رحمۃ للعلمین نے اسے معافی دے دی۔ ہند نے عورتوں کی بیعت میں شامل ہو کر آپ ﷺ سے بیعت بھی کر لی۔

طبقاتِ ابن سعد میں منقول ہے کہ ہند بنت عتبہ، حضرت رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا:

''اے اللہ کے رسول ﷺ! تمام طرح کی حمد و ثنا اللہ کے لیے جس نے اس دین کو غالب کر دکھایا جسے اس نے اپنے لیے پسند کیا۔ اے محمد ﷺ! مجھے (عفو و درگزر کی صورت میں) آپ ﷺ سے قرابت داری کا نفع ملنا چاہیے۔ میں اللہ پر ایمان رکھنے اور اس کے رسول ﷺ کی تصدیق کرنے والی عورت ہوں۔''

بعد ازاں اس نے کہا:

''میں ہند بنتِ عتبہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: **مرحبا بک**'' (خوش آمدید)

پھر وہ یوں گویا ہوئی:

''اللہ کی قسم! روئے زمین پر مجھے آپ کے گھرانے سے بڑھ کر کسی گھرانے کا ناپسند ہونا محبوب نہ تھا اور آج میری کیفیت یہ ہے کہ (اسلام قبول کرنے کے بعد) روئے زمین پر مجھے آپ کے گھرانے سے بڑھ کر کسی گھرانے کا عزت دار ہونا محبوب نہیں۔''

اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **وزیادة** یعنی اس میں مزید اضافہ ہوگا اور صحیح بخاری کی روایت میں **وأیضاً والذی نفسی بیده** یعنی اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میرا بھی یہی حال ہے۔

ہندؓ نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں بکری کے دو بچے بھی نذر کیے اور عرض کی کہ اس کی بکریاں بچے کم دیتی ہیں۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی تو اس کے ریوڑ میں بہت اضافہ ہوگیا۔ ہند کہا کرتی تھی کہ گلے کی یہ کثرت حضور نبی کریم ﷺ کی برکت سے ہوئی ہے۔ پھر کہتی کہ ساری تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں اسلام کی راہ دکھائی اور ہمیں اپنے رسول ﷺ سے سرفراز کیا۔ ہند کے اسلام لانے کا واقعہ قابل ذکر ہے۔ ابوسفیان کے اسلام قبول کرنے کے دوسرے دن ہند بھی اسلام لانے پر از خود آمادہ ہوگئی۔ ابوسفیان نے سبب پوچھا تو کہنے لگی: ''گزشتہ شب بیت اللہ میں مسلمانوں کے انہاک اور شوق عبادت نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے۔ میں نے مسجد الحرام میں اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا اس جوش وخروش اور خضوع وخشوع کے ساتھ حق ادا کرتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا۔ بخدا مسلمان رات بھر نمازیں پڑھتے رہے۔'' حلقہ بگوش اسلام ہونے کے بعد ہند رسول اکرم ﷺ کی مخلص عقیدت مند ہوگئی۔ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں ہند کے تجارتی کاروبار کا بھی پتا چلتا ہے۔ جنگ یرموک (14 ہجری) میں ہند نے شرکت کی اور بڑے جوش وخروش کے ساتھ مسلمان مجاہدین کو بہادری اور بے جگری سے لڑنے کی ترغیب دلاتی رہی۔ بالآخر 14 ہجری عہد فاروقی میں وفات پائی۔

مناقب

درشان سید الشہداء

سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

''جس طرح یاقوت پتھروں میں سے ہے مگر پتھر نہیں، اسی طرح آدمیوں کے جم غفیر میں کچھ سعید روحیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ جو آدمی ہوتے ہوئے بھی اس سے بمراتب بلند ہوتی ہیں اور اعلیٰ شرفِ انسانی سے متصف۔ ملت اسلامیہ کے انہی عظیم انسانوں کے فضائل و اوصاف اور کمالات و کرامات کے بیان کا نام ''مناقب'' ہے۔ قرآن کریم میں ان نفوسِ قدسیہ میں سے بعض کو انبیاء، بعض کو صدیقین، بعض کو شہدا اور بعض کو صالحین کے ناموں سے یاد کیا گیا ہے''۔

السلام اے احمدت مہر و برادر آمدہ
حمزہ سردارِ شہیداں عمِ اکبر آمدہ

ہیں شاہِ والاﷺ کے سینکڑوں جانثار یوں تو
نہیں ہے کوئی بھی آپ جیسا حمزہؓ

حضرت حسانؓ بن ثابت اسلام کی دینی شاعری کے بانی ہیں۔ انھیں شاعرِ رسول اللہ ﷺ بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت حسانؓ نے دفاعِ اسلام اور شاعرِ رسول اللہ ﷺ ہونے کے ساتھ ساتھ اسلامی ادب و روایات کا بھی دفاع کیا۔ ان کے اشعار کی کاٹ کفار کے لیے تلوار کی دھار سے زیادہ کاری ثابت ہوئی۔ ابتدا میں کفار و مشرکین نے شعر و شاعری کے ذریعے نبی ﷺ اور اصحاب نبی ﷺ کا بھرپور مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ معاملہ روز بروز بڑھتا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جن لوگوں نے رسول اللہ کی اپنے ہتھیاروں سے مدد کی ہے (یعنی انصار) انھیں اب زبانوں سے ان کی مدد کرنے میں کون سی چیز مانع ہے؟ جواب میں شعرائے رسول ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی حوصلہ افزائی کی اور اس طرح ذات اقدس ﷺ کے زیرِ نگرانی شعرا کی ایک جماعت قائم ہو گئی جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کی تعمیل اس طرح کی کہ نہ صرف کفار کی بدزبانی اور گستاخیوں کے جواب دیے بلکہ رسول کریم ﷺ کی عزت و آبرو کی حفاظت و دفاع کی خاطر اپنی جان و مال اور عزت و آبرو سب کچھ داؤ پر لگا دیا۔ حضرت حسانؓ بن ثابت کے ایک شعر کا مفہوم ہے: ''میرے باپ دادا اور خود میری عزت و آبرو حضرت محمد ﷺ کی عزت و ناموس کے لیے ڈھال ہے۔''

حضرت حسانؓ بن ثابت کے اشعار قرآنی معانی و مفاہیم سے مستفاد ہوتے۔ مدح رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ کفار کی ہجو و قدح میں بھی دفتر کے دفتر کہہ ڈالے جس سے مشرک شعرا سر پیٹ کر رہ گئے۔ انھیں ہجو و قدح میں خاص ملکہ حاصل تھا۔ اس لیے ان کی شاعری میں اس بلا کی تیزی، گرمی، شدت اور فصاحت و بلاغت ہوتی کہ کفار عرب پناہ مانگتے تھے۔

حضرت حسانؓ کی شاعری واقعاتی اور حقیقت پر مبنی ہوا کرتی تھی۔ ان کی ہجو و قدح میں جہاں گستاخانِ رسولؐ کی سرکوبی ہوتی، وہیں رسولِ پاک ﷺ اور صحابہؓ کرامؓ کا

دفاع بھی شامل ہوتا۔ واقعہ یہ ہے کہ جب بھی اسلامی حمیت و غیرت پر آنچ آتی تو ان کے جذبات اس طرح برانگیختہ اور موجزن ہوتے جس طرح دیگچی کا پانی جوش کھاتا ہے۔ دین حق کی راہ میں کوئی سنگین مسئلہ درپیش ہوتا تو اپنی صلاحیت کا مظاہرہ کرتے اور مشرکین پر بھرپور وار کرتے۔ انھوں نے اپنے خاص انداز میں حضرت حمزہؓ کو جو خراج تحسین پیش کیا، وہ تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ ملاحظہ کیجیے!

أتعرف الدار غفا رسمها
بعدک صوب المسبل الهاطل
بین السرادیح فأدمانة
فمدفع الرؤسا فی حائل
سالتها عن ذاک فاستعجمت
لم تدر ما مرجوعة السائل
دع عنک دارا قد عفا رسمها
وابک علیٰ حمزة ذی النائل
المالیٰ الشیزی اذا أعصفت
غبرآ فی ذی الثیم الماحل
والشارک القرن لذی لبدة
یعثر فی ذی الخرص الذابل
واللابس الخیل اذا احجمت
کالليث فی غابته الباسل
ابیض فی الذرورة من هاشم
لم یمردون الحق بالباطل
اظلمت الدنیا لفقد انه
و سود نور القمر الناصل

صلی علیه اللّٰه فی جنة
عالية مکرمة الداخل
کنا نری حمزة حرزا لنا
من کل امر نابنا نازل
وکان فی الاسلام ذاتدر!
یکفیک فقد القاعد الخاذل
ارادهم حمزة فی اسراة
یمشون تحت الحلق الفاضل
غداة جبریل وزیرله
نعم وزیر الفارس الحامل

ترجمہ: ''کیا تم حبیب کا گھر پہچان سکتے ہو؟ تمھارے جانے کے بعد لگا تار اور مسلسل موسلا دھار بارشوں نے ان کے راستوں کے نشانات مٹا ڈالے ہیں۔ یہ گھر، یہ وادیاں، یہ مقامات خصوصاً 'امانہ' اور 'طئی' پہاڑ کی وادی جو 'حائل' میں روسائے قریش کے پانی کے جمع ہونے کی جگہ کے درمیان واقع ہے۔ میں نے اس گھر سے اس کا سبب پوچھا، تو گھر والا گونگا بن گیا۔ اسے معلوم نہ تھا کہ سوال کرنے والے کے لیے کیا جواب تھا۔ اچھا گھر کا ذکر چھوڑ اس کا تو نشان بھی مٹ گیا ہے۔ اب حضرت حمزہؓ جو صاحبِ عطا اور بخشش تھے، ان کا ذکر کرو۔ اس حمزہؓ پر آنسو بہاؤ، جو ضرورت مندوں اور غریبوں کے لکڑی کے پیالوں کو اس وقت بھر دیا کرتے تھے جب موسم سرما کی قحط سالی کے وقت گرد آلود ہوائیں تیز اور سخت ہو جاتی تھیں۔ حمزہؓ وہ شخص تھے، جو میدان جنگ میں اپنے مد مقابل کو اپنے نیزے سے ٹھوکریں مار کر قلابازیاں کھاتے ہوئے یوں چھوڑ دیا کرتے تھے جس طرح ایک بڑے بالوں والا شیر اپنے شکار کو پھینک دیتا ہے۔ وہ ایسا شخص تھا جس کے رعب سے شیر اپنی کچھار سے باہر نہیں نکلتا تھا۔ وہ بنو ہاشم کے سارے خاندان میں ایک سر برآوردہ شخصیت کے مالک تھے اور حق کو چھوڑ کر باطل کی طرف نہیں جاتے تھے۔ حمزہؓ کی

موت سے ساری دنیا تاریک ہوگئی اور بادلوں سے نظر آنے والا چاند بھی نظر آنے لگا۔ اللہ تعالیٰ حمزہؓ پر اپنی رحمت نازل فرمائے، انھیں اپنی جنت میں جگہ دے اور اکرام و اعزاز سے نوازے۔ ہم پر مصائب نازل ہونے کے وقت حضرت حمزہؓ ایک ڈھال کا کام دیتے تھے۔ وہ اسلام کے زبردست حامی تھے اور اس کا دفاع کرتے تھے۔ وہ میدانِ جنگ میں تھک جانے والوں اور بے بس ہونے والوں کی کمی پوری کرتے تھے۔ مکہ کے کفار کو حضرت حمزہؓ نے اس وقت قتل کیا جب ان کے جسم لوہے کے لباس میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اس دن حضرت جبریل علیہ السلام حضرت حمزہؓ کی امداد فرما رہے تھے اور دیکھا جائے، تو اس سوار میں کتنے ہی اعلیٰ مدد گار تھے۔''

......۞......

ایک اور موقع پر حضرت حمزہؓ کی شان بیان کرتے ہوئے حضرت حسان بن ثابتؓ فرماتے ہیں:

تسائل عن قرم هجان سميدع
لدى الباس مغرار الصباح جسور
أخي ثقة يهتز للعرف والندى
بعيد المدى في النائبات صبور
فقلت لها ان الشهادة راحة
ورضوان رب يا أمام غفور
فان أباک الخير حمزة فاعلمي
وزير رسول الله خير وزير
دعاه اله الحق ذو العرش دعوة
الى جنة يرضى بها و سرور
فذلک ما كنا نرجي و نرتجي
لحمزه يوم الحشر خير مصير

فواللّٰہ لا انساک ما ہبت الصبا
ولا بکین فی محضری ومسیری
علی أسد اللّٰہ الذی کان مدرھا
یذود عن الاسلام کل کفور
ألا لیست شلوی یوم ذاک وأعظمی
الی أضبع ینتبنی ونسور
أقول وقد أعلی ألنعی بھلکه
جزی اللّٰہ خیراً من أخ ونصیر

ترجمہ: امامہ بنت حمزہؓ نے ہمارے قابل تعظیم سردار، صاحب حسب ونسب، بہادر مجاہد، مشکل اوقات میں مردانگی کے جوہر دکھانے والے اور دشمن پر ٹوٹ پڑنے والے حضرت حمزہؓ کے بارے میں سوال کیا ہے۔ وہ ایسے قابل اعتماد اور قابل بھروسہ بھائی ہیں جو بھلائی اور سخاوت کے لیے بے تاب رہتے تھے، اونچے ارادوں کے مالک اور مصیبت میں بہت صبر کرنے والے تھے۔ میں نے امامہ سے کہا کہ ”اے امامہ! شہادت راحت کا سبب ہے اور بخشنے والے اللہ رب العزت کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔“ میں نے اس سے یہ بھی کہا کہ ”اللہ تعالیٰ نے حضرت حمزہؓ کو اپنی عظیم الشان جنت اور خوشی ومسرت کی طرف بلا لیا ہے، یہ وہی جنت ہے جس کے بارے میں ہمیں یقین تھا کہ قیامت کے دن اللہ رب العزت حضرت حمزہؓ کے لیے اسی کا فیصلہ فرمائیں گے۔“

حمزہؓ! ”خدا کی قسم! جب تک ہوا چل رہی ہے میں تمھیں نہیں بھولوں گا، اور میں سفر وحضر میں اللہ تعالیٰ کے شیر پر روتا رہوں گا جو کہ اسلام کے دفاع میں ہر کافر کے خلاف برسر پیکار رہا کرتے تھے۔ کاش حضرت حمزہؓ کی شہادت کے دن میری ہڈیوں اور گوشت کو درندے اور گدھ نوچ لیتے۔ جب ان کی شہادت کی خبر بلند ہوئی تو بے ساختہ میری زبان پر یہ کلمات جاری ہو گئے ”اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی اور اسلام کے مددگار حضرت حمزہؓ کو بہترین بدلہ عطا فرمائے۔“

سیدنا حضرت حمزہؓ کی شان میں حضرت حسان بن ثابتؓ کے مندرجہ ذیل اشعار بھی نہایت ایمان افروز ہیں:

یا حمزہ لا واللّٰہ لا انساک ماصر اللقائح

لمناخ اینام و اضیاف و ارملۃ تلامح

و لما ینوب الدھر فی حرب لحرب و ھی لاقح

یا فارسا یا مدرھا یا حمزہ قد کنت المصامح

عنا شدیدات الامور اذا ینوب لھن فادح

ذکرننی أسد الرسول و ذاک مدرھنا المنافح

اے حمزہؓ! خدا عزوجل کی قسم! ہم تمھیں اُس وقت تک نہیں بھولیں گے جب تک دودھ والی اونٹنی کے تھنوں کو باندھا جاتا رہے گا۔ تم یتیموں، مہمانوں اور بیواؤں کے مددگار تھے، وہ کن اَکھیوں سے (مدد کے لیے) تمھیں دیکھتے رہتے تھے۔ جب اہل زمانہ جنگ میں ہوتے اور جنگ زوروں پر ہوتی تو اے شہ سوار! اے نگہبان! اے حمزہؓ! تم نگہبانی وحفاظت کرنے والے ہوتے۔ تم ہم سے سخت ترین اُمور کو دور کرنے والے تھے۔ جب کبھی بڑا اَمر سر پر آتا تو میں تمھیں اسد الرسول کہہ کر پکارتا حضرت حمزہؓ ہمارے لیے جائے پناہ تھے، ہماری مدافعت کرنے والے تھے۔

حضرت حسان بن ثابتؓ نے ابن زبعری کے اشعار کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ حضرت حمزہؓ اور دیگر شہداء اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان ہوئے ہیں۔ ان کے اشعار اس طرح سے ہیں۔

اشاقک من ام الولید ربوع

بلاقع ما من اھلھن جمیع

عفا هن صیفی الریاح و واکف
من الدلو رجاف السحاب هموع
فلم یبق الا موقد النار حوله
رواکد امثال الحمام کنوع
فدع ذکر دار بددت بین اهلها
نوی لمتینات الجبال قطوع
وقل ان یکن یوم باحد یعده
سفیه فان الحق سوف یشیع
فقد صابرت فیه بنو الاوس کلهم
وکسان لهم ذکر هناک رفیع
وحامی بنوا النجار فیه صابروا
وما کان منهم فی اللقاء جزوع
امام رسول اللّٰہ لا یخذنونه
لهم ناصر من ربهم و شفیع
و فوا اذ کفر تم یا سخین بربکم
ولا یستوی عبد وفی مضیع
بایدیهم بیض اذا حمش الوغی
فلا بد ان یردی لهن صریع
کما غادرت فی النقع عتبة تاویا
وسعدًا صریحا والوشیج شروع
اولٰئک قوم سادة من فروعکم
وفی کل قوم سادة و فروع
بهن نعزاللّٰہ حتی یعزنا
وان کان امر یا سخین فظیع

فلا تذکروا قتلی وحمزة فیهم
قتیل ثوی للّٰہ وھو مطیع
فان جنان الخلد منزلة له
وامر الذی یقضی الامور سریع
وقتلاکم فی النار افضل رزقھم
حمیم معا فی جوفھا و ضریع

ترجمہ: (اے ابن زبعری) کیا ام ولید کے مکانات نے تجھ سے مخالفت کر لی ہے۔ یہ مکانات اب ایسے چٹیل میدان بنے ہوئے ہیں، جن میں کوئی بھی رہنے والا موجود نہیں ہے۔ان مکانات کو موسم گرما کی تیز وتند ہواؤں نے بالکل مٹا کر رکھ دیا ہے اور اس بارش سے مٹایا ہے جو برج ''دلو'' سے متعلق گرجنے، دوڑنے اور بے پناہ پانی برسانے والے بادلوں سے ہوتی ہے۔پس اب اس مقام پر بجز آگ جلنے کی جگہ کے (یعنی چولھا) اور کچھ بھی نہیں رہا جس کے گرد چھوٹی چھوٹی دیواریں اسی طرح چمٹی ہوئی ہیں جیسے کبوتر اپنی جگہ چمٹے ہوتے ہیں۔اس لیے اب اس گھر کا ذکر ہی چھوڑ دو، جس نے رہنے والوں میں جدائی کرا دی ہے اور ایسی جدائی جس نے مضبوط سے مضبوط محبت کے رشتے توڑ کر رکھ دیئے ہیں۔اور بتا دو کہ اگر کوئی بے وقوف یوم اُحد کو شمار میں لاتا ہے تو لایا کرے، دیکھ لینا حق تو عنقریب پھیل کر رہے گا۔ جنگ احد میں درحقیقت قبیلہ اوس کے تمام لوگوں نے بڑے صبر سے کام لیا، حالانکہ ان کا وہاں بڑا نام تھا۔اس جنگ میں بنونجار نے بھی بڑی حمیت اور صبر وضبط سے کام لیا اور ان میں کوئی آدمی ایسا نہ تھا، جو جنگ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے سامنے گھبرانے والا ہو، وہ آپ کو یونہی بے مدد نہیں چھوڑ سکتے تھے، آپ ﷺ اپنے پروردگار کی جانب سے ان کے مددگار اور شفیع تھے۔انھوں نے پوری وفاداری دکھائی، جب اے قریش! تم نے پروردگار کا کفر کیا۔اور ایک بے وفا بندہ، جو اپنی وفاداری کا جذبہ کھو چکا ہو، ایک وفادار بندے کے برابر نہیں ہوسکتا۔ان کے ہاتھوں میں ایسی تلواریں ہیں کہ جب جنگ زوروں پر ہوتی ہے تو لازم ہو جاتا ہے کہ بچھڑ کر قتل ہو جانے والا خون ان کے سامنے آ کر ہلاک ہو جائے۔ جب ان تلواروں نے عتبہ (عثمان بن ابوطلحہ) کو گرد وغبار

میں موت کے گھاٹ اُتار دیا اور سعد کو پچھاڑ کر رکھ دیا، اس وقت جب نیزوں پر نیزے چل رہے تھے۔ یہ لوگ (جنھیں ہم نے قتل کر دیا ہے) اپنی قوم میں سرداروں کی حیثیت رکھتے تھے اور تم ان کی شاخوں کی حیثیت رکھتے ہو، اور ہر قوم میں سردار بھی ہوتے ہیں اور ان کی شاخیں بھی۔ اے فرشتو! خواہ کتنا ہی ہولناک معاملہ کیوں نہ ہو، ہم انہی تلواروں سے اللہ کا نام بلند کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ہر موقع پر عزت اور غلبہ عطا فرمائے۔ پس اور مقتولین کا تو ذکر ہی کیا، جب حمزہؓ بھی ان میں مقتول ہو گئے جو اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے اللہ ہی کے راستے میں جاں بحق ہوئے۔ اس لیے دائمی جنتیں ان کا ٹھکانا ہیں اور اس خدا کا حکم بہت جلد چلنے والا ہے جو تمام امور کا فیصلہ کرتا ہے۔ اور تمھارے مقتولین جہنم میں ہوں گے، ان کی سب سے افضل روزی گرم گرم پانی (حمیم) اور ایک قسم کی گھاس (ضریع) ہوگی، جو انھیں جہنم کے بیچوں بیچ ملا کرے گی۔

……۞……

مندرجہ ذیل اشعار میں حضرت حسان بن ثابتؓ نے حضرت حمزہؓ کو جو خراج تحسین پیش کیا، عرب کی شاعری میں اسے ایک شاہکار منقبت کا درجہ حاصل ہے۔

یامی قومی فاند بن
بسحیرة شجو النوائح
کالحاملات الوقر باک
شقل الملحات الدوالح
المعولات الحامشا
ت وجوه حرات صحائح
وکان سیل و موعها الا
نصاب تخضب بالذبائح
ینقضن اشعار لھن
ھناک بادیة المشائح

وكانها اذناب خيل
بالضحى شمس ودامح
من بين مشزور مجزور
يذعدع بالبوارح
يبكين شجوا مسلبات
كد حتهن الكوادح
ولقد اصاب قلوبها
مجل له جلب قرارح
اذ اقصد الحد ثان من
كنا نوجى اذ نشايح
اصحاب احد غالهم
دهر الم له جوارح
من كان فارسنا وحا
مينا اذا بعث المسالح
يعلو القما قم جهرة
سبط اليدين واغر واضح
لا طاعش رعش ولا
ذو علة بالحمل انح
بحر فليس يغب جارا
منه سيب او متادح
او دى شباب اولى الحفائظ
والثقيلون المراجع
المطعمون اذا المشاتى
مايصفقهن ناضح

لحم الجلاد وفوقه
من شحمه شطب شرائح
ليد افعوا عن جارهم
ما رام ذوالضعن المكاشح
لحفى لشبان رزئناهم
كانهم المصابح
شم، بطارقة غطارفة
خضارمة مسامح
المشنترون الحمد بالاموال
ان الحمد رابح
و الجامرون بالجمهم
يوما اذا ماصاح صائح
من كان يرمى بالنواقر
من زمان غبر صالح
ما ان تزال ركابه
ير سمن فى غبر صحاصح
راحت تبارى وهو فى ركب
صدورهم رواشح
حتى تئوب له المعاصى
من فوز السفائح
يا حمزه قد اوحدنيى اله
كالعود شدبه الكواضح
اشكوا اليک وفوقک
التراب المکور والصفائح

من جندل نلقیه فوقک
اذا جآء والضرح ضایح
فی واسع یحشونه
بالترب سوته المماسح
نعزئونا انا نقول
وقولنا برح بوارح
من کان امسی وھو عما
اوقع الحدثان جانح
فلیاتنا فلتبک عیناہ
لھلکانا النوفح
القائلین الفاعلین
ذوی السماحة والممادح
من لایزال ندی یدیه
له طوال الدھر مائح

اے میری ماں اُٹھ کھڑی ہو اور نوحہ کرنے والیوں کا سا غم واندوہ لے کر مقام سحیرہ (مدینہ میں ایک کنوئیں کا نام) پر فریادوں سے لبریز نوحہ کر۔ ان عورتوں کی طرح نوحہ کر، جو بوجھ کو اور زبردست بوجھ کو پوری مشقت کے ساتھ اٹھا رہی ہوں۔ جو عورتیں بآواز بلند نوحہ اور آہ و بکا کر رہی ہیں، ان کے چہرے آزاد اور شریف عورتوں کے چہرے ہیں۔ اور ان کے آنسوؤں کا سیلاب گویا سنگ انصاب ہے، جو قربانی کے جانوروں کے خون سے رنگا جا رہا ہے۔ نوحہ خواں عورتیں اس جگہ اپنے بال کھولے ہوئے تھیں ان کی مینڈھیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔ اور وہ مینڈھیاں دن کی روشنی میں ان گھوڑوں کی دُموں کے مانند معلوم ہوتی تھیں جو چاروں پاؤں کو چلا چلا کر بدک رہے ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کی مینڈھیاں یا تو سوکھے ہوئے گوشت کی طرح تھیں یا کٹے ہوئے گوشت کی طرح جن پر تیز و تند ہوائیں چل رہی ہوں۔ ماتمی لباس پہنے وہ نہایت غم انگیز

رونا رو رہی تھیں اور ان حادثات نے انھیں بالکل افسردہ کر دیا تھا۔ ان کے قلوب پر ایسے زخم لگے تھے، جن کی درد بے حد تکلیف دہ تھی۔ یہ زخم اس وقت لگے، جب ان لوگوں پر حوادث ٹوٹ پڑے، جن کے متعلق ہم خود ہی سوچ کر اندیشہ کر رہے تھے کہ مبادا انھیں کوئی گزند پہنچ جائے، یعنی اصحاب احد پر جنھیں زخمی کر دینے والے سخت پنجوں والے زمانے نے ہلاک کر دیا اور اس ہستی کو حادثہ پہنچا، جو ہمارا زبردست شہسوار تھا اور جو ایسے نازک وقت میں ہمارا محافظ و حامی ثابت ہوتا تھا، جب سرحدات پر مسلح سپاہیوں کو کسی خطرے کے وقت بھیجنا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ وہ (حمزہؓ) بڑے بڑے سرداروں پر ڈنکے کی چوٹ پر غلبہ اور تفوق حاصل کر لیتے تھے، کشادہ دست و دماغ اور شگفتہ مزاج تھے۔ وہ اوچھے اور ہلکے نہیں تھے، نہ ان میں کسی موقع پر ارتعاش (کپکپی) پیدا ہوتی تھی، اور نہ ان میں کوئی کمزوری یا بیماری ہی تھی کہ بوجھ اُٹھاتے وقت پیٹ سے اونٹ کی طرح آواز نکلنے لگے۔ وہ فیاضی کے سمندر تھے، ان کے پڑوسی کو جو عطائیں اور سہولتیں ان کی طرف سے ملتی تھیں، ان میں ناغہ تک نہیں ہوتا تھا۔ حمیت و غیرت، غیظ و غضب کے نوجوان ہلاک ہو گئے اور وہ لوگ ضائع ہو گئے جو بھاری بھرکم اور متحمل و بردبار تھے اور وہ لوگ بھی ہم سے جدا ہو گئے جو ایسے وقت میں جب ایک بھوکا شخص بکریوں سے جو دودھ دوہتا تھا، وہ بھی اس کی ضرورت کے لیے کافی نہ ہوتا تھا (یعنی قلت غذا اور قحط کے عالم میں) بڑے بڑے موٹے تازے اونٹوں کا گوشت کاٹ کر لوگوں کو کھلایا کرتے تھے، ایسا بہترین گوشت جس پر چربی کی دھاریاں صاف نظر آتی تھیں۔ اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے پڑوسیوں کی مدافعت ان کینہ پرور دشمنوں سے کر سکیں، جو ان کی طرف ٹیڑھی نگاہ سے دیکھنے کی کوشش کریں۔ ان نوجوانوں کا افسوس ہے جن کے جدا ہو جانے سے ہم مصیبت زدہ ہو گئے ہیں، وہ نوجوان ہمارے لیے چراغوں کی طرح تھے۔ وہ نوجوان ناک والے اور باعزت تھے، امیر و رئیس تھے، سردار تھے، فیاض و سخی تھے اور نہایت کھرے لوگ تھے۔ یہ نوجوان اپنے اموال کی بخشش سے تعریف و مدح حاصل کرتے تھے، کیونکہ لوگوں میں ہر

دلعزیزی اوران کی مدح وتعریف حاصل کر لینا اصل نفع ہے۔اپنے گھوڑوں کی لگامیں پکڑ کر میدان جنگ کے اندر ایسے نازک وقت میں کود جاتے تھے، جب لوگ گھبرا کر چیخنے چلانے لگتے تھے۔افسوس وہ ہستی بھی حوادث کا شکار ہوگئی، جس پر فلک کج رفتار کی طرف سے حوادث کے تیر برسائے گئے۔ یہ وہ ہستی تھی کہ ایسے جنگجو سواروں کے ساتھ جن کے سینے جدوجہد کے باعث پسینے میں شرابور تھے، جب تک قمار کے منحوس تیروں کی کامیابی سے بچتے ہوئے بلند رتبے اس کے حصے میں نہ آجاتے اوراس کا مقصد پورا نہ ہو جاتا، اس وقت تک اس کے اونٹ غبار آلود چٹیل میدان جنگ میں مسلسل دوڑ دھوپ میں لگے رہتے۔ ''سفیح'' قمار کے تیروں میں وہ تیر تھا جس پر لکھا ہوا تھا کہ ''کوئی حصہ نہیں''۔جس کے نام پر تیر نکلتا، وہ نا کام رہتا، گویا اس تیر سفیح کی کامیابی میں اس قمار باز کی نا کامی ہوتی ہے، جس کے نام یہ نکلتا ہے۔اے حمزہؓ! تم نے ہمیں اس شاخ کے مانند اکیلا چھوڑ دیا، جسے کاٹنے والوں نے درخت سے کاٹ کر الگ کر دیا ہے۔اس کے باوجود تم پر تہ بہ تہ مٹی اور پتھروں کے چوڑے چوڑے تختے پڑے ہیں، میں تم سے گلہ وشکوہ کرتا ہوں، افسوس! یہ مٹی ہم تم پر اس وقت ڈال رہے تھے جب قبر کھودنے والے نے قبر تیار کر دی تھی۔ پھر تمھیں اس وسیع قبر میں دفنا کر لوگوں نے مٹی سے اسے بھر کر پہاڑوں کے برابر کر دیا۔ پس ہماری تعزیت یہی ہے کہ ہم اپنی بات کرتے رہیں، حالانکہ ہم جو بھی بات کریں گے، اس سے سامعین کے دل مغموم ہو جائیں گے۔حادثات نے جو واقعات رونما کیے ہیں، ان سے پہلو تہی کر کے شام کو کون چلا گیا تھا؟ اب وہ سب آئیں اور اپنی آنکھوں سے ہمارے ان مقتولین پر آنسو بہائیں، جو بھلائیاں کر کے پھولے نہیں سماتے تھے۔ جو کچھ کہہ دیتے تھے، پورا کر کے دکھاتے تھے، جو جود وسخا میں یکتائے روزگار تھے اور جو ہر قسم کی قابل تعریف صفات کے حامل تھے۔ یہ وہ لوگ تھے، جن کے ہاتھوں کے عطایا ضرورت مندوں کے لیے ہمیشہ جاری تھے۔

❁.....۞.....❁

منقبت حضرت حمزہؓ بزبان حضرت کعب بن مالکؓ

طرقت همومک فالرقاد مسهد
وجزعت ان سلخ الشباب الاغید
ودعت فؤ ادک للهویٰ ضمریه
فهواک غوری و صحوک منجد
فدع التمادی فی الغوایة ساورا
قد کنت فی طلب لغوایة تفند
ولقد انیٰ لک ان تناهی طائعا
او تستفیق اذا نهاک المرشد
ولقد هددت لفقد حمزہؓ هده
ظلت بنات القلب منها ترعد
لو انه فجع حراء بمثله
لرأیت رواسی صخرها تتهدد
قرم تمکن فی ذوأبه هاشم
حیث النبوة و التقی والسؤدد
والعاقر الکوم لجلاد اذا غدت
ریح یکاد الماء منها یجمد
التارک القرن الکمی مجدلا
یوم الکریمة والقنا یتقصد
وتراه یرذل فی الحدید کانه
ذو لبدة ششن البرائن اربد

عم النبی محمد و صفیه
ورد الحمام فطاب ذاک المورد
واتی المدینة معلما فی اسرة
نصر و النبی و منهم المستشهد
مما صبحنا بالعقنقل قومها
یوما تغیب فیه عنها الاسعد
و ببئر بدر اذ یرد وجوههم
جبرئیل تحت لواء نا و محمد
حتی رایت لدی النبی سراتهم
قسمین نقتل من نشاء و نطرد
فاقام بالعطن المعطن منهم
سبعون عتبة منهم والأسود
وابن المغیرة قد ضربنا ضربة
فوق الورید لها رشاش مزبد
وامیة الجمحی قوم میله
عضب بایدی المؤمنین مهند
فاتاک فل المشرکین کانهم
والخیل تثفنهم نعام شرد
شتان من هو فی جهنم ثاویا
ابد و من هو فی الجنان مخلد

ترجمہ: ''تیری یادوں نے آدھی رات کو آکر مجھے بے آرام کر دیا اور میری نیند اچاٹ ہوگئی۔ پھر تم نے اپنے زخم دکھائے، تو میری پرکیف زندگی ویران ہوگئی۔ ضمر یہ نے تیرے دل کو محبت اور الفت کی دعوت دی تھی۔ تیرا یہ عشق مجازی تھا اور پست تھا۔ مگر اب تیری پرواز بلندیوں کو پیچھے چھوڑ رہی ہے۔ گمراہی اور بے راہ روی میں بھٹکنے والے! یہ تساہل اور تغافل چھوڑ دے، تو بے راہ روی کے پیچھے پڑ کر بہت بے وقوف ہو رہا ہے۔

اب تیرے لیے وقت آ گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر کے باز آ جاؤ۔ جب تمھیں تمھارا ہادی و مرشد منع کرے، تو ہوش میں آ جاؤ۔ اب حضرت حمزہؓ کو کھو کر میں شکستہ دل اور بوڑھا ہو گیا ہوں۔ میرے باطنی اعضا دل اور جگر کانپنے لگے ہیں۔ حضرت حمزہؓ کی شہادت کا صدمہ اگر 'کوہ حرا' کو محسوس ہوتا، تو اس کے پتھر ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ حضرت حمزہؓ ایسے سردار تھے جن پر بنو ہاشم کو ناز تھا، ان میں نبوت، عطا اور بخشش کی علامتیں پائی جاتی تھیں۔ وہ ایسی سردی میں جب اونٹوں کی کوہانیں جم جاتی تھیں اور جاڑوں کی برفانی ہوائیں چلتی تھیں، تو وہ بڑے بڑے طاقتور اونٹوں کو ذبح کر کے مہمانوں کی تواضع کیا کرتے تھے۔ میدانِ جنگ میں جب بڑے جنگجو بہادروں کے نیزوں پر نیزے پڑتے، تو وہ اکیلے انھیں زمین پر پچھاڑ دیا کرتے تھے۔ اگر تم انھیں میدانِ جنگ میں تلوار لہراتے دیکھ لیتے، تو تمھیں گمان ہوتا کہ ایک بھورے رنگ کا لمبے لمبے بالوں والا شیر اپنے مضبوط پنجوں سے آگے بڑھ رہا ہے۔ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے چچا اور ان کے منتخب سپہ سالار تھے، انھوں نے موت کے چشمہ سے پانی پیا اور یہ چشمہ ان کے لیے شہادت کا سامان بن گیا۔ انھوں نے اس گروہ کی موجودگی میں موت کو لبیک کہا، جو حضور اکرم ﷺ پر جان قربان کیا کرتے تھے اور ان میں سے ہر ایک شہادت کی موت کا متمنی تھا۔ ان میں اسعد بھی تھا، جو غائب ہو گیا اور اگر اسے یہ معلوم ہو جائے کہ میدان جنگ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت حمزہؓ کے خون آلود چہرے کو صاف کر رہے تھے، تو اس کا غصہ جو کبھی ٹھنڈا نہیں ہوتا، سرد پڑ جائے۔ میں نے رسولِ اکرم ﷺ کو میدان جنگ میں ایسے لوگوں کے درمیان کھڑے دیکھا، ایک وہ لوگ تھے جنھیں ہم چاہتے تھے، ہمارے رشتے دار تھے۔ حضور ﷺ نے انھیں قتل کر دیا اور ایک وہ لوگ تھے جنھیں رسول ﷺ نے خود دفع کر دیا تھا۔ ان میں سے ستر آدمی اس اونٹ کی طرح ڈھیر ہو گئے تھے، جو پانی کے قریب اپنی عادت سے بیٹھ جاتا ہے۔ ان ستر آدمیوں میں عتبہ بھی تھا اور اس کے بڑے بڑے سورما بھی تھے۔ ہم نے ابنِ مغیرہ کی شہ رگ پر ایسی تلوار ماری کہ اس کا خون بہنے لگا اور اس خون سے جھاگ نکلنے

لگی تھی۔ امیہ جمحی کا چہرہ اس ہندی تلوار نے سیدھا کر دیا تھا، جو کہ ارباب ایمان کے ہاتھ میں تھی۔ تمھارے پاس صرف ایسے مشرک جان بچا کر پہنچے تھے، جو کہ بدکے ہوئے شتر مرغوں کی بھاگ رہے تھے اور ہمارے گھوڑے ان کا پیچھا کر رہے تھے۔ ایک وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ ہمیشہ جہنم ہوگا، دوسرے وہ لوگ ہیں، جو ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ ان دونوں لوگوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

لشجت وهل لک من منشج

وکنت متی تذکر تلجج

تذکر قوم اتانی لهم

احادیث فی الزمن الاعوج

فقلبک من ذکرهم خافق

من الشوق والحزن المنضج

وقتلاهم فی جنان النعیم

کرام المداخل المخرج

بما صبروا تحت ظل اللوآء

لوآء والرسول بذی الاضوج

غداة اجابت باسیا فها

جمیعا بنوا الاوس والخزرج

واشیاء احمد اذا شایعوا

علی الحق ذی النور والمنهج

فما برحوا یضربون الکماة

ویمضون فی القسطل المرهج

کذلک حتی دعا هم ملیک

الی جنة دوحة المولج

فکلھم مات حر البلآء
علی ملة اللّٰہ لم یحرج
کحمزة لما وفی صادقا
بذی ھبة صارم سلجج
فلاقاہ عبدبنی نوفل
یبر بر کالجمل الادعج
فاوجرہ حربة کالشھاب
تلھب فی اللھب الموھج
و نعمان اوفی بمیثاقه
وحنظله الخیر لم یحنبح
عن الحق حتی غدت روحه
الی منزل فاخر الزبرج
اولٰئک لا من ثوی منکم
من النار فی الدرک المرتج

ترجمہ: (شاعر اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے) تو رو پڑا۔ کیا تیرے رونے کا کوئی موقع بھی ہے اور تو وہ تھا کہ جب اس قوم کا ذکر کرتا تو انھیں کا ذکر کرتا چلا جاتا تھا، اُس قوم کا ذکر جس کی خبریں اس کج روزمانے میں میرے پاس پہنچی ہیں۔ سو دل پکا دینے والے غم اور شوق کے باعث تیرا دل ان کی یاد سے مضطرب ہو رہا ہے۔ اور اس قوم کے مقتول جنت نعیم میں پہنچے ہیں جہاں آنے جانے کے دروازے نہایت نفیس ہیں۔ یہ اس لیے جنت میں پہنچے ہیں کہ انھوں نے وادی احد میں رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے اس وقت صبر و استقلال سے کام لیا جب اوس اور خزرج کے لوگوں نے اور اسی طرح احمد مرسل ﷺ کے دیگر متبعین سب نے اپنی تلواروں سے کفار کا جواب دیا تھا اور یہ سب مسلمان واضح روشن حق کی پیروی کر رہے تھے۔ یہ مسلمان اڑے ہوئے غبار

میں چلتے ہوئے بڑے بڑے بہادروں کو مسلسل تلواریں مارتے رہے۔ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا، تا آنکہ انھیں تمام بادشاہوں کے بادشاہ، خداوند تعالیٰ نے اس جنت کی طرف بلا لیا جس میں داخل ہونے کی جگہ ایک نہایت شاداب گھنی شاخوں والا درخت ہے۔ پس ان سب نے امتحان و آزمائش کی حالت میں جان دے دی اور اللہ کے دین پر مرنے میں انھوں نے کوئی تنگ دلی نہ دکھلائی۔ مثلاً حمزہؓ، جب انھوں نے ہڈیوں کو کاٹ دینے والی تیز تلوار سے وفاداری کا حق ادا کر دیا۔ تو بنو نوفل کا وہ غلام ان سے بھڑ گیا، جو سیاہ اونٹ کی طرح بلبلا رہا تھا۔ اس غلام نے شعلۂ آتش کے مانند حربہ کو حمزہؓ کے سینے پر پھینک کر مار دیا۔ یہ ایسا شعلہ تھا جو بھڑکتی ہوئی آگ میں بہت زیادہ مشتعل ہو رہا ہو۔ اور انہی شہداء میں سے نعمان بھی ہیں جو اپنے عہد کو پورا کرنے والے ثابت ہوئے اور ان میں حنظلہ بھی ہیں جو نہایت بھلائی کرنے والے تھے اور حق سے کبھی نہ پھرے۔ انھوں نے حق سے منہ نہ موڑا، یہاں تک کہ ان کی روح ایک ایسے مقام پر پہنچ گئی جس کے نقش و نگار قابل فخر ہیں۔ (یعنی جنت) یہ شہید مسلمان تمھارے ان لوگوں کی طرح نہیں، جنھوں نے جہنم کے اس نیچے کے حصے میں اپنا ٹھکانا بنایا جو چاروں طرف سے بند ہے۔

……۞……

کعب بن مالک ان اشعار میں بھی حضرت حمزہؓ پر آہ و بکا کرتے ہیں۔

صفیة قومی ولا تعجزی
و بکی النسآء علی حمزة
ولا تسامی ان تطیلی البکآء
علی اسد اللّٰه فی الهزة
فقد کان عز الایتا منا
ولیث الملاحم فی البر

یرید بذاک رضا احمد
ورضوان ذی العرش والعزة

اے صفیہؓ! اٹھ کھڑی ہو، عاجزی و مجبوری نہ دکھا اور حضرت حمزہؓ پر آہ و بکا کرنے کے لیے عورتوں کو آمادہ کر۔ اگر اللہ کے اس شیر پر جو میدان جنگ کے اندر حرکت میں آ جاتا تھا۔ طویل سے طویل مدت تک آہ و بکا کی نوبت آئے تو اکتا نہ جانا۔ وہ ہمارے یتیموں کے لیے دوسروں پر غالب آ جاتا تھا اور بڑے بڑے معرکوں میں اسلحہ جنگ کے ساتھ کود جانے والا شیر تھا۔ اس سے ان کا مقصد بجز اس کے کچھ نہ تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ، مالک ارض وسماء اور صاحبِ قوت خدا کی خوشنودی حاصل کریں۔

منقبت حضرت حمزہؓ بزبان عبداللہ بن رواحہؓ

بکت عینی و حق لها بکاها
وما یغنی البکاء و لا العویل
علیٰ اسد الاله غداة قالوا
لحمزة ذاکم الرجل القتیل
اصیب المسلمون به جمیعا
هناک وقد اصیب به الرسول
ابا یعلیٰ لک الارکان هدت
وانت الماجد البر الوصول
علیک سلام ربک فی جنان
یخالطها نعیم لا یزول
الا یا هاشم الاخیار صبرا
فکل فعالکم حسن جمیل
رسول اللّٰه مصطبر کریم
بامراللّٰه ینطق اذ یقول
الامن مبلغ عنی لؤیا
فبعد الیوم دائلة تدول
و قبل الیوم ما عرفوا و ذاقوا!
و قائعنا به یشفی العلیل
نسیتم ضربنا بقلیب بدر
غداة اتا کم الموت العجیل

غداة ثوی ابو جهل صریعا
علیه الطیر حائمة تجول
و عتبة و ابنه خرا جمیعا
و شیبة عضه السیف الصقیل

ترجمہ: ''میری آنکھ رو رہی ہے اور اسے رونا ہی سزا وار ہے۔ اگر چہ رونا اور چلانا کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ حضرت حمزہؓ شیر خدا پر آنکھ روئی جب لوگوں نے کہا، ''یہ تمھارے حمزہؓ شہید ہو گئے۔'' ان کی شہادت سے تمام مسلمانوں کو صدمہ ہوا اور اس وقت رسول ﷺ کو بھی شدید رنج پہنچا۔ اے ابو یعلیٰ! تمھاری شہادت سے کئی ستون ہل گئے۔ تم بڑے بزرگ نیکو کار اور صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ اے حمزہؓ! تم پر خدا کا سلام ہو۔ آپ ایسی جنتوں میں ہیں کہ جن میں ایسی نعمتیں ہیں، جن کو کبھی زوال نہیں۔ آل ہاشم کے سردارو! صبر کرو، کیوں کہ تمھارے سب کام اچھے ہی ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ صبر کرنے والے برگزیدہ رسول ہیں۔ جب وہ کچھ کہتے ہیں، تو اللہ کے حکم سے بولتے ہیں۔ میری طرف سے کوئی لوّی کو خبر دے کہ آج کے بعد اس کا انتقام لیا جائے گا اور اس سے پہلے بھی کیا وہ نہیں جانتے، ہمارے ان واقعات کو، جو بیمار کے لیے باعث شفا ہیں۔ کیا تم لوگ جنگِ بدر میں ہماری مار بھول گئے، جب جلدی جلدی تمھیں موت آئی تھی۔ جب اللہ کا دشمن ابو جہل گرا تھا اور اس پر گوشت خور پرندے اڑ رہے تھے اور عتبہ اور اس کا بیٹا گرا تھا اور شیبہ کو چمکتی ہوئی تلوار نے کاٹا تھا۔

منقبت حضرت حمزہؓ بزبان حضرت سیّدہ صفیہؓ

أسائلة أصحاب أُحد مخافة
بنات أبی من أعجم و خبیر
فقال الخبیر ان حمزة قد ثوی
وزیر رسول اللّٰه خیر وزیر
دعاه اله الحق ذوالعرش دعوة
الیٰ جنة یحیا بها و سرور
فذلک ما کنا نرجی و نرتجی
لحمزة یوم الحشر خیر مصیر
فوالله لا انساک ماهبت الصبا
بکاء و حزنا محضری و مسیری
علی اسد الله الذی کان مدرها
یزور عن الاسلام کل کفور
اقول وقد اعلی النعی عشیرتی
جزی الله خیرا من اخی و نصیر
فیالیث شلوی عند ذاک واعطمی
لدی اضبح تعتادنی ونسور

ترجمہ: ''میری بہنو! کیا تم احد والوں کے بارے میں ڈرتے ڈرتے پوچھ رہی ہو، چاہے ان میں سے کوئی ان کے حالات وحوادث سے باخبر ہو یا نہ ہو؟ باخبر شخص نے تو بتا دیا ہے کہ حمزہؓ رسول اللہ ﷺ کے بہترین وزیر تھے، انھیں عرش عظیم کے مالک معبود حقیقی نے جنت کی طرف بلا لیا ہے۔ اب وہ وہاں بڑے سرور کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

دوسروں کو بھی ہم حصول جنت ہی کا شوق دلاتے ہیں۔حمزہؓ کے لیے حشر کے دن واپسی کی بہترین جگہ جنت ہوگی۔حمزہؓ! میں تیرا غم اور رونا دھونا نہیں بھولوں گی۔اللہ کے اس شیر پر جس کی طاقت اسلام کا دفاع کرتی تھی۔ میں کہتی ہوں کہ ہمارے خاندان کے لیے آپؓ کی شہادت کی خبر بہت عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے مدد گار بھائی کو جزائے خیر عطا فرمائے۔اے کاش! میرا بقیہ جسم اور میری ہڈیاں بھی اُن بجوؤں اور کرگسوں کی خوراک بن جاتی، جو انسانوں کا گوشت کھاتے ہیں۔‘‘

حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ

ای هز بر صف شکن شاهِ فحول

در جوانی حمزهؓ عمِ مصطفیٰ ﷺ
باز ره می شد مدام اندر وغا

''رسول اللہ کے چچا حضرت حمزہؓ جوانی میں ہمیشہ زرہ کے ساتھ جنگ میں جاتے تھے''

اندر آخر حمزهؓ چون در صف شدی
بی زره سرمست در غزو آمدی

''مگر آخر عمر میں جب حضرت حمزہؓ صف جنگ میں جاتے تو بغیر زرہ پہنے مست ہو کر جنگ کرتے''

خلق پر سیدند کای عمِ رسول ﷺ
ای هز بر صف شکن شاهِ فحول

''لوگوں نے پوچھا، اے عم رسول ﷺ! اے صفوں کو درہم برہم کر دینے والے جوانمردوں کے بادشاہ''

نه تو لا تلقوا بایدیکم الی
التهلکه خواندی ز پیغام خدا؟

''کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام نہیں پڑھا کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو''

پس چرا تو خویش را در تهلکه
می در اندازی چنین در معرکه

''پس آپ اپنے آپ کو حالت جنگ میں کیوں ہلاکت میں ڈالتے ہیں''

گفت حمزہؓ چون کہ بودم من جوان

مرگ می دیدم و داع این جہان

''حضرت حمزہؓ نے جواب دیا جب میں جاہلیت کے زمانے میں جوان تھا تو موت کو اس جہان سے زیادہ عزیز سمجھتا تھا۔''

لیک از نُورِ محمد ﷺ من کنون

نیستم این شہرِ فانی را زبون

''لیکن اب سرکار دو عالم ﷺ کے نور کی بدولت اب اس عالم فانی کا محتاج نہیں ہوں''

ابوالاثر حفیظ جالندھری

شہیدانِ اُحد کی تربتیں

یہ ریگ و سنگ کے تودے یہ قبریں پاکبازوں کی
انہی سے آج دنیا بس رہی ہے سرفرازوں کی
پیام قسمت بیدار ہیں سوئے ہوئے غازی
انہی سے ہے نشانِ سرفروشی، جان جانبازی
یہی تھے شمع دیں کے اولین پرسوز پروانے
صداقت کیش غازی بادۂ غیرت کے مستانے
انہی روشن چراغوں سے زمانے میں اُجالا ہے
خدا کا اور محمد ﷺ کا بول بالا ہے
انہی کے دم سے ہیں دنیا میں صبح عید کے جلوے
مسلمانوں کی کثرت سے عیاں توحید کے جلوے
اُحد میں سو رہی ہے آج بیشک مشت خاک ان کی
مگر گرمِ عمل ہے جاگتی ہے، جانِ پاک ان کی
صداقت ڈھونڈنے والے فدا کاری کی راہوں میں
اسی منزل کو رکھتے ہیں تصور کی نگاہوں میں
انہی کے جذبہ ایثار سے لے کر توانائی
غلامانِ محمد ﷺ کر گئے دنیا میں آقائی
احد کی تربتیں ہیں حریت کی سنگِ بنیادی
ہے جن پر استوار اسلام کا ایوانِ آزادی
وہ شعلہ جس سے اب تک عشق کی گرمی ہویدا ہے
اسی معنی میں پنہاں ہے، اسی صورت سے پیدا ہے

حافظ لدھیانویؒ

شہدائے کرامؓ غزوہ اُحد

عظمت کوہِ احد ہے روبرو
ہے شہیدوں کی لہو سے سرخرو

حضرتِ حمزہؓ کا ہے اس میں مزار
جرأت و ہمت کی ہے جو یادگار

گنج شہدا پر ہے رحمت کا نزول
ہے نشانِ جاں نثارانِ رسولؐ

جنت الفردوس کے ہیں یہ مکیں
رحمتوں کی برکتوں کی ہے زمیں

جاں نثاری کا نہ تھا ان کی جواب
دامن رحمت میں ہیں سب محوِ خواب

تھے غلامانِ جناب مصطفٰےؐ
ان کی خوشبو سے مہکتی ہے فضا

ہو گئے پا کر شہادت ارجمند
کر گئے اسلام کا پرچم بلند

ملک منظور حسین منظور

شہدائے اُحد کی قبریں

یہ تودے خاک کے صدق و صفا کی زندہ تصویریں
زمینِ دشت پر ہیں آیۂ ہستی کی تفسیریں
یہ روئے ارض پر ہیں یادگار ان پاک بینوں کی
پیمبر ﷺ سے سند جن کو ملی ''حق کے امینوں'' کی
بمیدان احد گونجیں فضا میں جن کی تکبیریں
وہ جن کے نور سے شمع محبت میں ہیں تنویریں
جہانِ عشق میں جن کا رہے گا نام رخشندہ
وہ جن کے عشق نے فانی بشر کو کر دیا زندہ
دلِ بے تاب پر دانے تھے جن کے شمعِ وحدت کے
امانت دار تھے جن کے لہو ناموسِ فطرت کے
خدا کی راہ میں جن کے لیے ہر رنج راحت تھا
عمل جن کا نبی ﷺ کے حکم کی دل سے اطاعت تھا
وہ جن کی ضربتِ کاری نے باطل کو مٹا ڈالا
صداقت کا علم جن کی شہادت نے کیا بالا
لہو سے جن کے ہے گلزارِ وحدت میں نمو اب تک
یہ ملت جن کے خوں سے آ رہی ہے سرخرو اب تک
احد کی خاک کے تودے انھیں آغوش میں لے کر
خوشی سے ناز فرماتے ہوئے اپنے مقدر پر
ابد تک درسِ آموزِ وفا ہیں باغِ ہستی میں
نشاں اک بے بدل ایثار کا ہیں باغِ ہستی میں

ابوالاثر حفیظ جالندھری

شاہنامہ اسلام

شجاع نامور فرزند عبدالمطلب حمزہؓ
وہ عمِ مصطفیٰ عالی نسب والا حسب حمزہؓ
وہ حمزہؓ جس کو شاہِ شہسوارانِ عرب کہیے
جسے جانِ عرب لکھیے جسے شانِ عرب کہیے
مشیت تھی کہ ان کے دَم سے تقویت ملے حق کو
مٹے باطل سے شان ظاہری، شوکت ملے حق کو
چلے آتے تھے اک دن دشت سے وہ پشت توسن پر
شجاعت اور جلال ہاشمی تھا اپنے جوبن پر
سوئے خانہ چلے جاتے تھے رستے میں یہ سن پایا
بھتیجے کو مرے، بوجہل نے صدمہ ہے پہنچایا
یہ سن کر جوشِ خوں سے روح میں غیظ و غضب دوڑا
پلٹ کر سوئے کعبہ ابنِ عبدالمطلب دوڑا
وہاں بوجہل اپنے ساتھیوں میں گھِر کے بیٹھا تھا
مثیل ابرہہ تھا ہاتھیوں میں گھِر کے بیٹھا تھا
کیا حمزہؓ نے نعرہ ''او ابوجہل او خر بزدل!
محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین میں اب میں بھی ہوں شامل
سنا ہے میں نے تُو میرے بھتیجے کو ستاتا ہے
ہمیشہ گالیاں دیتا ہے اور فتنے اُٹھاتا ہے
اگر کچھ آن رکھتا ہے تو آ میرے مقابل ہو
کہ تیری بد زبانی کو چکھا دوں کچھ مزا تجھ کو

بلا لے ساتھ اپنے ان حمایت کرنے والوں کو
ذرا میں بھی تو دیکھوں ان کمینوں کو رذالوں کو'
یہ کہہ کر گھس پڑے حمزہؓ گروہ بدسگالاں میں
گریباں سے پکڑ کر کھینچ لائے اس کو میداں میں
کماں تھی ہاتھ میں وہ سر پہ ناہنجار کے ماری
گرا بوجہل سر سے ہوگیا ناپاک خوں جاری
سبھی دبکے کھڑے تھے چھا گیا تھا ایک سناٹا
مگر حمزہؓ نے کھا کر رحم اس کا سر نہیں کاٹا
کہا ''گر آج سے میرے بھتیجے کی طرف دیکھا
تیرے ناپاک چمڑے میں شتر کی لید بھر دوں گا'
یہ کہہ کر چل دیے، مشرک بھلا کیا ٹوک سکتے تھے
کہیں روباہ بھی اس شیرِ نر کو روک سکتے تھے
بوجہل اس لیے دبکا پڑا تھا فرش کے اوپر
مبادہ واپس آ کر قتل کر دے عم پیغمبر ﷺ
یہاں سے جا کر حمزہؓ جلد تر ایمان لے آئے
بھتیجے کے وسیلے سے چچا نے مرتبے پائے

مہاجرین کا مشورہ

ابوبکرؓ و عمرؓ نے عرض کی اے ہادئ دوراں
ہمارے مال، جاں، اولاد سب کچھ آپ پر قرباں
غلامانِ محمد ﷺ جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پروا نہیں کرتے
اُٹھے مقدادؓ اٹھ کر عرض کی ''اے سرورِ عالم ﷺ
نہیں ہیں قومِ موسیٰ کی طرح کہہ دینے والے ہم

کہا تھا اس نے ''اے موسیٰ ہمیں آرام کرنے دے
جہاں کی نعمتیں ملتی ہیں ان سے پیٹ بھرنے دے
خدا کو ساتھ لے لے اور باطل سے لڑائی کر
ہمارے واسطے خود جا کے قسمت آزمائی کر
ہمیں کیوں ساتھ لے جاتا ہے دُنیا سے اُجڑنے کو
خدا اور اس کا موسیٰ ہی بہت کافی ہیں لڑنے کو'
معاذ اللہ مثیلِ اُمتِ موسیٰ نہیں ہیں ہم
جہاں میں پیروانِ دینِ ختم المرسلیں ہیں ہم
ہمارا فخر یہ ہے ہم غلامانِ محمد ہیں
ہمیں باطل کا ڈر کیا زیرِ دامانِ محمد ہیں
مسلماں کو ڈرا سکتے ہیں کب یہ نیزہ و خنجر
لڑیں گے سامنے ہو کر عقب پر دائیں بائیں پر''
بزرگانِ مہاجر نے دکھائی جب توانائی
رسول اللہ ﷺ نے سن کر دعائے خیر فرمائی

انصار کا اقدامِ میدان اور قریش کا غرورِ نسب

بلا گرداں تھا صلح و امن کے پیغام کا جھنڈا
لیے تھے آج مصعبؓ بن عمیر اسلام کا جھنڈا
مبارز کی طلب واضح ہوئی فخر رسالت ﷺ پر
تو رقت آ گئی حضرت کو عتبہ کی جہالت پر
اجازت جنگ کی مانگی اِدھر سے بو حذیفہؓ نے
کہ چاہا دُو بدو ہونا پدر سے بو حذیفہؓ نے
رسول اللہ نے ان کو بشفقت منع فرمایا
پسر مارے پدر کو یہ نہ رحمت کو پسند آیا

مگر میداں میں نعرے مارتا تھا پے بہ پے عتبہ
مبارز کے لیے للکارتا تھا پے بہ پے عتبہ
ہوئی جنبش لواکو مل گیا اب اذنِ سرکاری
تو مردانِ خدا کی صف سے نکلے تین انصاری
خدا کی راہ میں اغیار سے بے خوف تھے تینوں
یہ غیرت مند عبدؓ اللہ معاذؓ و عوفؓ تھے تینوں
مگر ان کو مقابل دیکھ کر عتبہ یہ چلایا
کہ میں یثرب کے چرواہوں سے لڑنے کو نہیں آیا
پکارا اے محمدﷺ بھیج میرے ہم نبردوں کو
نہ کر اِن کاشتکاروں کے مقابل شیر مردوں کو
سنا ہے اس نرالی فوج میں قرشی بھی شامل ہیں
وہ آ جائیں اگر ہم رتبہ و مدِ مقابل ہیں

بہادرانِ بنی ہاشم کا میدان میں نکلنا

یہ مغرورانہ آوازہ سنا مختارِ صادق نے
مساوات و اخوت کے علمبردارِ صادق نے
ہوا دل دردمند انساں کی بیہودہ سرائی پر
غرورِ امتیازِ رنگ و خوں کی خود نمائی پر
ہوا ارشاد اچھا، آل ہاشم جنگ کو نکلے
دفاعِ گردن افرازانِ خون و رنگ کو نکلے
اشارا کر دیا ہادیﷺ نے انصاری پلٹ آئے
معاذؓ و عوفؓ و عبداللہؓ اپنی صف میں ہٹ آئے
بڑھے اب ابن عبدالمطلب شیر خدا حمزہؓ
امیر قوم، عمِ مصطفیٰﷺ و مرتضیٰؓ حمزہؓ

عبیدہؓ اور علی مرتضیٰؓ نکلے معیت میں
کہی تکبیر اہل اللہ نے جوشِ حمیت میں
بڑھے شیروں کی صورت سوئے میدانِ وغا تینوں
علیؓ، حمزہؓ، عبیدہؓ اولیائے مصطفیٰ ﷺ تینوں
خدائے پاک کی مدح و ثناء کرتے ہوئے نکلے
رجز پڑھتے ہوئے وحدت کا دم بھرتے ہوئے نکلے

مبارزین کی نوک جھوک

ولید و عتبہ و شیبہ کھڑے تھے مستعد تینوں
بہم تینوں کے پشتیبان و دمساز و مد تینوں
پکارا عتبہ، اچھا تم قریشی ہو تو آ جاؤ
قریب آنے سے پہلے اپنا اپنا نام بتلاؤ
کیا حمزہؓ نے نعرہ، حمزہ ہوں میں شیر رب ہوں میں
مجھے تم جانتے ہو ابن عبدالمطلبؓ ہوں میں
میرے ساتھی جو دونوں ہاشمی غیرت کے وارث ہیں
علی ابن ابی طالبؓ، عبیدہؓ ابن حارث ہیں
کہا عتبہ نے ہاں تم محترم ہو اور ہمسر ہو
فقط ہتھیار کم ہیں ورنہ رتبے میں برابر ہو
بہت اچھا ہوا، تم نے کیا اقدام مرنے کا
مزا آئے گا ہم کو بھی تمھارے قتل کرنے کا
کہا حمزہؓ نے عتبہ فائدہ کیا لاف کرنے سے
جو تلواریں اٹھاتے ہیں نہیں ڈرتے وہ مرنے سے
یہ باتوں کا نہیں ہنگام جوہر کوئی دکھلاؤ
ابھی سب حال کھل جائے گا آؤ سامنے آؤ

انفرادی جنگ کا منظر

یہ طعنہ سن کے غصے میں بھبوکا بن گیا عتبہ
بدل کر پینترا حمزہؓ کے آگے تن گیا عتبہ
ولید آیا علی المرتضیٰؓ پر فتح پانے کو
بڑھا شیبہ عبیدہؓ کی طرف جرأت دکھانے کو
غرض اب قتل و خونریزی پہ مائل ہو گئے تینوں
مقابل پا کے تینوں کو مقابل ہو گئے تینوں
اُدھر بھی برق کی مانند شمشیریں نکل آئیں
اِدھر بھی کاتب قدرت کی تحریریں نکل آئیں
دو لشکر اس طرح حیراں تھے جیسے جاں نہیں تن میں
زمیں پر بجلیاں سی کوندتی تھیں روزِ روشن میں
دو جانب سے نگاہیں جم گئیں جنگ آزماؤں پر
اُدھر بازو کے بل پر ناز، اِدھر تکیہ دعاؤں پر

حضرت حمزہؓ اور عتبہ کا مقابلہ

یکا یک سب نے دیکھا کھینچ لی تلوار عتبہ نے
کیا حمزہؓ کے سر پر ایک کاری وار عتبہ نے
جناب حمزہؓ نے تلوار پر تلوار کو روکا
سبکدستی سے تھپکی دے کے مہلک وار کو روکا
نظر آیا نہ کچھ اک جھنجھناہٹ کی صدا آئی
اڑیں چنگاریاں تلوار سے تلوار ٹکرائی
ذرا مہلت جو پائی ایک پل دھاوے سے حمزہؓ نے
سبک ہو کر نکالا ہاتھ الجھاوے سے حمزہؓ نے
لیا دشمن کو بڑھ کر تیغ فرخ فال کے نیچے
مگر عتبہ نے سر اپنا چھپایا ڈھال کے نیچے

صدا تکبیر کی آئی، زمین بدر تھرائی
پلک جھپکی کھلی آنکھیں تو یہ صورت نظر آئی
پڑی تلوار، فولادی سپر کے ہوگئے ٹکڑے
سپر سے تا بہ سر پہنچی تو سر کے ہوگئے ٹکڑے
گلو میں بھی نہ اٹکی سینہ کاٹا دل جگر کاٹا
لہو چاٹا جگر کا بند زنجیر کمر کاٹا
گلے کے ہار زنجیروں کی لڑیاں کاٹ کر نکلی
زرہ بکتر کے بندھن اور کڑیاں کاٹ کر نکلی
یہ تیغ حمزہؓ تھی دعوے تھے اس کو خاکساری کے
زمیں پر آ رہی کر کے دو ٹکڑے جسم ناری کے
یہ برق نور تھی باطل کا قصہ پاک کر آئی
گری یک لخت اور دو لخت کر کے خاک پر آئی
گری جب خاک پر دو ٹکڑے ہو کر لاش خود سر کی
دہانِ شیر سے نکلی صدا اللہ اکبر کی
صفِ مردان غازی نے کہیں اک ساتھ تکبیریں
قلوبِ اہل باطل پر گریں حسرت کی شمشیریں

حضرت علیؓ اور ولید کا مقابلہ

اُدھر حمزہؓ کے ہاتھوں عتبہ فرشِ خاک پر لیٹا
علیؓ سے تھا ادھر تیغ آزما مقتول کا بیٹا
پدر کے خون سے منہ ہوگیا غصے میں لال اس کا
بھڑک اُٹھا بدن پر مثل شعلہ بال بال اس کا
علم کی اور چوکس ہو کے تیغِ آبدار اُس نے
کیے بڑھ کر، سنبھل کر پے بہ پے سات آٹھ وار اُس نے

علیؓ اس شان سے رد کر رہے تھے اُس کے واروں کو
کہ ہوتا تھا تعجب نوجواں پر پختہ کاروں کو
کبھی رد کر دیئے جھک کر کبھی خالی دیئے ہٹ کر
یہ آگے بڑھ کے منہ پر آگئے وہ رہ گیا گھٹ کر
زرہ بکتر کو اُلجھن، چار آئینوں کو سکتہ تھا
مگر عتبہ کا بیٹا وار کرنے سے نہ تھکتا تھا
یکایک وار خالی دے کے حیدرؓ کو جلال آیا
کہ نازک وقت گزرا جا رہا ہے یہ خیال آیا
کیا نعرہ ہمارا بھی تو لے اِک وار او کافر!
سنبھل دیکھ آئی یہ اللہ کی تلوار او کافر!
صدائے شیر حق سے چھائی ہیبت قلبِ دشمن پر
سپر اُٹھنے نہیں پائی کہ آئی تیغ گردن پر
نہ پائی دیکھنے والی نگاہوں نے بھی آگاہی
کب اُٹھی، کب گری، کیسے پھری تیغ یداللٰہی
عجب بجلی تھی، چمکی اور چمکتی ہی نظر آئی
زرِ خالص تھی کندن سی دمکتی ہی نظر آئی
کمالِ ضرب پر حمزہؓ کے منہ سے مرحبا نکلی
صفِ اسلام سے اللہ اکبر کی صدا نکلی
نوید فتح ٹکرائی زمینوں آسمانوں سے
کہ اُترا بارِ سر اِک ہستیٔ باطل کے شانوں سے
ملا یہ پھل حریفِ بازوئے شیر خدا ہو کر
زمیں پر جا پڑا مغرور سر، تن سے جدا ہو کر
سر بے تن ادھر لڑھکا، تن بے سر ادھر لوٹا
ملا مٹی میں وہ بھی اور یہ بھی خاک پر لوٹا

حضرت عبیدہؓ کا شیبہ کے ہاتھ سے زخم کھانا

نظر آئیں جو یہ دو ضربتیں مردانِ عالم کی
تو چھائی روئے باطل پر سیاہی غصہ و غم کی
عبیدہؓ کر رہے تھے ضربت حیدرؓ کا نظارا
کہ شیبہ نے عقب سے ہاتھ اک تلوار کا مارا
چمک دیکھی تو پھرتی سے عبیدہؓ نے بھی رخ موڑا
اجل نزدیک پائی، پھر بھی دشمن کو نہیں چھوڑا
لگایا ہاتھ شانہ کر دیا بے کار دشمن کا
مگر پنڈلی کے اوپر پڑ چکا تھا وار دشمن کا
علیؓ و حمزہؓ نے دیکھی جو شیبہ کی دغا بازی
عبیدہؓ کی مدد کرنے کو آئے دوڑ کر غازی
نظر آئے تڑپتے اس طرف نوری اُدھر ناری
اِدھر بھی ضرب کاری تھی اُدھر بھی ضرب تھی کاری
بیک ساعت کیا شیبہ پہ اک اک وار دونوں نے
کیا فی الفور اس ناری کو بھی فی النار دونوں نے
اتارے اسلحہ تینوں کے یہ بھی ایک صورت تھی
کہ مردوں سے زیادہ ان کی زندوں کو ضرورت تھی
غنیمت لے کے مقتولوں کے جنگی سازو ساماں سے
اُٹھا کر لے چلے زخمی عبیدہؓ کو بھی میداں سے
سروں پر ان کے سایہ مہر خاور کرتا جاتا تھا
شعاعیں ان کے قدموں پر نچھاور کرتا جاتا تھا

حضرت عبیدہؓ کی شہادت پر رسول اللہ ﷺ کی مہر تصدیق

پلٹ کر جب صفِ اسلام میں شیر خدا آئے
رسول اللہ کے قدموں میں زخمی شیر کو لائے

یہ مہلک زخم تھا ہڈی کا گودا بہتا جاتا تھا
نکلنے سے لہو کے قلب خالی رہتا جاتا تھا
عبیدہؓ نے ادب سے عرض کی جوش ارادت میں
حضور! اب فیصلہ کیا ہے مرے بابِ شہادت میں؟
رسولِ پاکﷺ نے ان کی شہادت پر گواہی دی
انھیں تہنیت خوشنودیٔ ذاتِ الٰہی دی
عبیدہؓ نے یہ سن کر رکھ دیا سر پائے ہادیﷺ پر
بسی آنکھوں میں جنت، پھر نظر ڈالی نہ وادی پر
فلک سے نور برسا دل پہ راحت ہو گئی طاری
ہوا کلمہ شہادت کا زبان پاک پر جاری

حب رسولﷺ

سما سکتی ہے کیونکر حبِ دنیا کی ہوا دل میں
بسا ہو جب کہ نقش حب محبوبِ خدا دل میں
محمدﷺ کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
محمدﷺ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی
محمدﷺ کی محبت آنِ ملت، شانِ ملت ہے
محمدﷺ کی محبت روحِ ملت، جان ملت ہے
محمدﷺ کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے
یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے بالا ہے
محمدﷺ ہے متاعِ عالم ایجاد سے پیارا
پدر، مادر، برادر، مال، جاں، اولاد سے پیارا
یہی جذبہ تھا اُن مردانِ غیرتمند پر طاری
دکھائی جن کے ہاتھوں حق نے باطل کو گونساری

ابوشیبہ مبارزت طلب کرتا ہے

ابوسفیاں نے اک تقریر کی، لشکر کو گرمایا
دلائی عکرمہ کو شرم، خالد کو بھی سمجھایا
بڑھا اب پھر یہ لشکر، لشکرِ اسلام کی جانب
اسی باطل ارادے سے اسی اقدام کی جانب
صف کفار کو پایا جو تیروں کے نشانوں پر
صحابہؓ نے چڑھائے تیر پھر اپنی کمانوں پر
یہ دیکھا تو ابوسفیاں نے روکا فوج والوں کو
ہٹایا پیدلوں کو آڑ پر رکھا رسالوں کو
مسلمانوں کا ڈر دیکھا جو پیدل فوج پر غالب
علمبردار ہی بڑھ کر مبارز کا ہوا طالب
پکارا میں ابوشیبہ ہوں، میں طلحہ کا بھائی ہوں
مجھے سب جانتے ہیں، سنگدل ہوں اور قصائی ہوں
علمبردار طلحہ سست رگ تھا خانداں بھر میں
نہ تھی وہ شان اس میں چاہیے جو ایک افسر میں
معمر ہو چکا تھا اور بہر حرب ناکارہ
علیؓ کے نوجواں ہاتھوں نے اس کمزور کو مارا
مسلمانو! علیؓ کے زورِ بازو پر نہ اِتراؤ
اگر کچھ حوصلہ رکھتے ہو میرے سامنے آؤ

جناب حمزہؓ کا اشتیاق شہادت

یہ سن کر شیرِ حق نے جانبِ ہادی نظر ڈالی
کہ شاید پھر مجھی کو اذن بخشیں حضرت عالی
کہ اتنے میں جنابِ حضرت حمزہؓ نے عجلت سے
نکل کر صف سے مانگا اِذن میداں شانِ رحمت سے

گزارش کی کہ اے سچے رسولﷺ اے ہادی کامل
جہاد فی سبیل اللہ میں اک بوڑھا بھی ہے شامل
مدینے میں خبر جس روز اس حملے کی آئی تھی
اسی دن یہ قسم اس بندہِ عاجز نے کھائی تھی
کہ جب تک فیصلہ کوئی سر میداں نہ ہو جائے
جہادِ حق سے یا حمزہؓ کی جاں قرباں نہ ہو جائے
مجھے اس وقت تک منزل کٹھن ہے اپنے جینے کی
مجھے سوگندھ ہے اس زندگی میں کھانے پینے کی
مرا روزہ ہے اے محبوب باری تیسرے دن سے
نہ کھولوں گا یہ روزہ جنگ جب تک کر نہ لوں ان سے
مقید ہے مری ہستی تمنائے شہادت سے
میں خود حامل نظر آتا ہوں آج اپنی سعادت میں
سر میداں مبارز کو ہے زعم اپنی جوانی کا
یہ مرد پیر ہی دے گا جواب اس لن ترانی کا
سہی جاتی نہیں مجھ سے یہ ناشائستہ گفتاری
کہ میرے قلب پر تیغ زباں کی ضرب ہے کاری
میری جانب سے اب حد ہو چکی ہے بردباری کی
اجازت دیجیے بہر خدا میدان داری کی

اجازت میدان اور حضرت کے تاثرات

اجازت عم پیغمبرؐ نے اس انداز سے مانگی
کہ حیرت سے انھیں تکنے لگا زور یداللّٰہی!
صدائے مرحبا و حبّذا تھی بر لبِ حیدرؓ
شہادت گاہ کی جانب چلا تھا عمِ پیغمبر
جلالت دیدنی تھی مصطفٰی کے عم عالی کی
جمال ہاشمی تھا آج اک صورت سوالی کی

سوالی کون اپنی جان دینے کا تمنائی
سوالی کون؟ ابو طالب کا عبداللہ کا بھائی
وہ حمزہؓ ناز تھا اہلِ عرب کو جس کی طاقت پر
فدا ہونے چلا تھا اب بھتیجے کی صداقت پر
رسول پاک ﷺ جن کے چہرے سے رقت نمایاں تھی
وہ رحمت تھی کہ جس کی کوئی غایت تھی نہ پایاں تھی
نگاہیں مضطرب ہلکا تبسم روئے زیبا پر
تصور مطمئن تھا مرضیِ عرش معلیٰ پر
ہوا ارشاد اے عمِ خجستہ فام بسم اللہ
خدا حافظ ہے کیجیے نصرتِ اسلام بسم اللہ
یہ اقدام شہادت بر سبیل حسن نیت ہے
محمد ﷺ اس پہ راضی ہے جو اللہ کی مشیت ہے
فراق عارضی سب کے لیے اک دن مقرر ہے
ملاقات اب لواء الحمد کے نیچے مقدر ہے
یہ فرما کر دکھائی انتہائی شان رحمانی
کہ بڑھ کر چوم لی سرکار نے حمزہؓ کی پیشانی
وفور نور حق سے چہرہ حمزہؓ چمک اٹھا
جلا کندن نے پائی یہ زر خالص دمک اٹھا

کفار پر حضرت حمزہؓ کا رعب

مسرت کا عجب عالم تھا اسلامی غضنفر پر
کہ لہراتا تھا اک بالِ شتر مرغ آپؓ کے سر پر
لڑائی میں یہ حمزہؓ کا نشانِ امتیازی تھا
کہ حمزہ شیر دل تھا، نازشِ مردانِ غازی تھا
ابوسفیاں نے دیکھی شکل حمزہ کی تو گھبرایا
ابوشیبہ کے اقدام دغا پر دل میں پچھتایا

پکارا اے ابوشیبہ، سنبھل کر دو بدو ہونا
بڑی ترکیب ہے اس جنگجو کے روبرو ہونا
یہ حمزہؓ ہے! بہت مشکل ہے اس کے وار سے بچنا
بہت خونخوار ہے اس تیغ دامن دار سے بچنا
کہیں تیزی میں اس کے ہاتھ سے چرکا نہ کھا جانا
کسی صورت اسے لڑتے ہوئے پیچھے لگا لانا
ابوشیبہ ہنسا مقصد سپہ سالار کا پا کر
سنبھالا اُس نے بھالا سانپ کی مانند بل کھا کر
نظر ڈالی مگر حمزہؓ نے جس دم سامنے آ کر
تو دل سینے کے اندر رہ گیا اک بار تھرا کر

حضرت حمزہؓ اور ابوشیبہ

کہا، تو شکوہ کرتا تھا علیؓ کی نوجوانی کا
تجھے مقتول طلحہ پر گماں تھا ناتوانی کا
مناسب تھا کوئی بوڑھا، جواں کے سامنے آئے
تقابل تاکہ محروم توازن ہی نہ رہ جائے
بہادر بن کے استعمال کر زور جوانی کو
کہ حاضر ہے یہ مرد پیر تیری قدر دانی کو
ابوشیبہ کو اس شائستہ گفتاری پہ حیرت تھی
یہی طرز شریفانہ تھی جو شایانِ غیرت تھی
جواب اس نے دیا اے حمزہؓ تو مرد دلاور ہے
بہادر ہے، جری ہے، بحر جرأت کا شناور ہے
کیا ہے قتل تو نے بدر میں قرشی جوانوں کو
پچھاڑا ہے عرب کے اچھے اچھے پہلوانوں کو
ہماری قوم تیرے خون کی پیاسی ہے مدت سے
گھروں میں بال بچے کانپتے ہیں تیری دہشت سے

بہت اچھا کیا تو خود ہی میداں میں نکل آیا
مرے ہاتھوں سمجھ لے آج پیغامِ اجل آیا
تری بدقسمتی نے تجھ کو میداں میں نکالا ہے
تجھے خونریزیوں کا آج بدلا ملنے والا ہے
تو اپنی نرم باتوں سے مجھے بہلا نہیں سکتا
جواں ہو یا کہ بوڑھا مجھ سے بچ کر جا نہیں سکتا
کہا حمزہؓ نے خیر اب بند کر یہ قیل و قال اپنی
میں تیرے سامنے موجود ہوں حسرت نکال اپنی
میں خود ہی دیکھ لوں گا، جو مرا اللہ دکھائے گا
یقیں رکھ بھاگتا میداں سے تو مجھ کو نہ پائے گا
یہ میداں ہے یہاں مہلت نہیں باتیں بنانے کی
دکھا جوہر کہ ساعت ہے یہی جوہر دکھانے کی
تو زور آور ہے اپنے زور کا اظہار کر مجھ پر
قدم آگے بڑھا مردانگی سے وار کر مجھ پر
شہادت سے ڈرا سکتا نہیں تو مرد مومن کو
کہ مومن ڈھونڈنے آتا ہے دنیا میں اسی دن کو

ابوشیبہ اور حضرت حمزہؓ کی جنگ

بڑھی اس گفتگو سے اب جو کافر کی غضبناکی
کیا غافل سمجھ کر وار نیزے کا بہ چالاکی
یہ غافل ان کو سمجھا تھا مگر ہشیار تھے حمزہؓ
یہ گھاتیں جانتے تھے، آزمودہ کار تھے حمزہؓ
وہیں قائم رہے بس اک ذرا سا جسم لہرایا
اسی جنبش سے یہ نیزہ بغل کے درمیاں آیا
سنانِ نیزہ بائیں ہاتھ سے تھامی، دیا جھٹکا
ابوشیبہ سے نیزہ چھین کر کچھ دور دے پٹکا

کہا بانکے جواں، بے دل نہ ہو اوسان قائم رکھ
نکال اب میان سے تلوار اپنی شان قائم رکھ
بھڑک اٹھا یہ سن کر شعلہ کی مانند ابوشیبہ
ہوا کچھ اور بھی اب چاق اور چوبند ابوشیبہ
اُدھر کافر کا پنجہ قبضہ شمشیر پر آیا
اِدھر دست مسلماں خامہ تقدیر پر آیا
اُدھر بھی تیغ لنگر دار باہر میان سے نکلی
اِدھر بھی ایک چھوٹی سی پری زندان سے نکلی
اُدھر گویا دہانِ غار سے اک اژدہا نکلا
اِدھر روشن ہوئی دنیا کہ موسیٰ کا عصا نکلا
پڑا اب سایہ شمشیر دامن دار حمزہؓ پر
ابو شیبہ نے قوت سے کیا اک وار حمزہؓ پر
اٹھا کر تیغ حمزہؓ نے بھی گانٹھی تیغ دشمن سے
صدا سب نے سنی آہن کے ٹکرانے کی آہن سے
اچانک دستِ چابک دست نے ہلکی سی دی تھپکی
دو لشکر دیکھتے تھے دھوپ میں اک کوند سی لپکی
جھکایا ہاتھ کو پھرتی سے اک ٹھوکا دیا ہٹ کر
زمین پر جا گرا تیغ ابوشیبہ کا پھل کٹ کر
شکستہ تیغ سے کافر کے منہ پر چھا گئی زردی
لگی راہ فرار اب ڈھونڈنے اس کی جواں مردی
برابر کی لڑائی کا نہ پایا جب کوئی یارا
شکستہ تیغ کا قبضہ سر حمزہؓ پہ دے مارا
جناب حمزہؓ کا روئے مبارک اک طرف سرکا
اور اس کے ساتھ ہی نعرہ ہوا اللہ اکبر کا

زمین و آسماں پر ایک ہیبت ہوگئی طاری
اِدھر نوری بڑھا آگے، ادھر ہٹنے لگا ناری

ابوشیبہ کے امدادی

ابوشیبہ کے بچنے کا نہ دیکھا جب کوئی رستہ
پئے امداد ابوسفیاں نے بھیجا فوج کا دستہ
بڑھا اس کی مدد کو ایک بازوئے صفِ لشکر
ابوشیبہ ہٹا پیچھے قدم سوئے صفِ لشکر
اُدھر انبوہ بڑھتا آ رہا تھا گھیرنے والا
اِدھر تنہا کھڑا تھا فوج کا منہ پھیرنے والا

ابوشیبہ کا قتل

کیا حمزہ نے پھر اک نعرۂ شیرانہ میداں میں
بڑھے آگے دکھائی ہمتِ مردانہ میداں میں
ابوشیبہ ابھی تک قربِ لشکر میں نہ تھا پہنچا
کہ لے کر موت کا پیغام عزرائیل آ پہنچا
کہا اے نوجواں اک پند پیرانہ تو لیتا جا
جہنم کی طرف جاتا ہے پروانہ تو لیتا جا
ابوشیبہ رُکا امداد ملنے کے بھروسے پر
جمائے پھر قدم اس نے نکالا ڈاب سے خنجر
پہنچ جائیں گے امدادی بڑی اُمید تھی اس کو
مگر حمزہؓ کی تیغ تیز نے مہلت نہ دی اس کو
گری شمشیر پُر تنویر ابوشیبہ کے مغفر پر
یہ مغفر کٹ گیا اپنی مصیبت ٹال دی سر پر
پڑی سر پر تو سر نے بھی بتائی راہ گردن کی
اسے دیکھا تو گردن نے بھی کھڑکی کھول دی تن کی

سر و گردن سے کیا لینا تھا اس تیغ ہلالی کو
کہ یہ تو آئی تھی تیغ و جگر کی دیکھ بھالی کو
بڑی خوبی سے اس نے سر کو توڑا حلق کو چیرا
کٹا سینہ، ترشتا ہے چھری سے جس طرح کھیرا
یہ قطع راہ کر کے سینۂ پر کینہ میں آئی
کلیجے پر نظر کی اور ناپی دل کی گہرائی
جو صورت چاہ میں چاہی وہ خاطر خواہ پیدا کی
گھری ظلمت کدے میں آپ اپنی راہ پیدا کی
زرہ بکتر کی ہر الجھن کو سلجھا کر نکل آئی
بزیر ناف سیدھا راستہ پا کر نکل آئی
دکھایا عدل اس نے سامنے ہر دوست دشمن کے
صفائی سے برابر کے دو ٹکڑے کر دیئے تن کے

حضرت حمزہؓ پر مقتول کے امدادیوں کا حملہ

اٹھا تھا زعمِ یکتائی میں جو عقل و خرد کھو کر
پڑا تھا خاک پر وہ منکر توحید دو ہو کر
نہ ہونے پایا تھا بدبخت کا لاشہ ابھی ٹھنڈا
تڑپتے تھے اِدھر ٹکڑے اُدھر تھا سرنگوں جھنڈا
کہ یورش کر کے پہنچے دس سپاہی فوج دشمن کے
مقابل ہو گئے رو باہ مردِ شیر افگن کے
یہ قربِ فوج دشمن تھا اکیلے تھے یہاں حمزہؓ
غضنفر تھے مگر ان بکریوں کے درمیاں حمزہؓ
دکھا دی لشکروں کو شانِ فن جنگ حمزہؓ نے
کہ جس پر ہاتھ مارا کر دیا چورنگ حمزہؓ نے
وہ کھیلے جنگ کی بازی اکیلے اس جماعت میں
گرا دیں سات نامردوں کی لاشیں اس جماعت میں

جو باقی تھے انھیں بھی دھر لیا اب تیغ کے آگے
یہ عالم دیکھ کر تینوں کے تینوں چیخ کر بھاگے

لشکرِ اسلام کو اذنِ جنگ مغلوبہ

غضب طاری ہوا اس واقعے سے فوجِ اعدا پر
تہیہ کر لیا حملے کا سب نے مردِ تنہا پر
ادھر جمعیتِ اسلام نے یہ ماجرا دیکھا
عرب کا چاند کالی بدلیوں میں تیرتا دیکھا
علمبردار کا مقتول ہونا اور گر جانا
جنابِ حمزہؓ کا خونریز تلواروں میں گھر جانا
قریشی فوج میں پھر جنگ مغلوبہ کی تیاری
جنابِ حمزہؓ کی تنہائی اور جوشِ فدا کاری
یہ سب کچھ ہو رہا تھا فاصلہ پر دور وادی میں
مگر روشن تھا آئینے کی صورت چشمِ ہادی میں
مسلمانوں کے سینے پھٹ رہے تھے جوش کے مارے
مگر مجبور تھے پابندِ حکم ضبط تھے سارے
نبی کے حکم کی اب منتظر فوجِ مسلماں تھی
نظر آیا کہ دست نور میں ایک تیغِ براں تھی

اُحد میں پہلی جنگِ مغلوبہ

یہ فرما کر بڑھایا فوج کو محبوبﷺ داور نے
کیا اقدام میداں ہر مجاہد ہر دلاور نے
وہاں حمزہؓ پہ نرغہ ہو گیا تھا فوج اعدا کا
تھپیڑا سہہ رہا تھا شیر حق ہر موج دریا کا
اٹھا اک نعرہ تکبیر میدانِ شہادت میں
بڑھی فوج مسلماں اپنے ہادیﷺ کی قیادت میں

ادھر سے جھوم کر برسے قریشی فوج کے بادل
احد کی سر زمیں پر چھا گیا تھا اک ٹڈی دل
کمال شان ایماں دیدنی تھی اس نظارے میں
کہ حمزہؓ غوطہ زن تھے عین اس قلزم کے دھارے میں
جدھر اٹھتا تھا پائے حمزہؓ دشمن ہٹتے جاتے تھے
ابھرتا تھا جہاں خورشید بادل چھٹتے جاتے تھے

حضرت حمزہؓ کا جلال

جلال حضرت حمزہؓ مثال مہر تاباں تھا
شہادت گاہ ان کی راہ میں گویا خیاباں تھا
سر دشمن جدھر اللہ کا یہ شیر بڑھتا تھا
الٹتی تھیں صفیں کوئی بھی ان کے منہ نہ چڑھتا تھا
جہاں غالب نظر آتا تھا انبوہ قریش ان کو
بپھر کر اس پہ جا پڑتے تھے آ جاتا تھا طیش ان کو
حرارت اور بڑھ جاتی تھی ان کی التہاب آسا
چمکتے تھے شہاب آسا جھپٹتے تھے عقاب آسا
قدم جس سمت بڑھتے تھے انہی کے ہاتھ میداں تھا
نظر میں طیش پا کر جیش جیش ان سے گریزاں تھا
نماز صبح سے اک رنگ تھا اس مرد غازی کا
یہ قربِ ظہر تھا وقت آ چکا تھا اب نمازی کا

سباع غبشانی

سباع اک مرد طاقتور تھا قرشی نوجوانوں میں
گنا جاتا تھا جس کا نام اونچے پہلوانوں میں
یہ بڑھ چڑھ کر مسلمانوں پر حملے کرتا پھرتا تھا
ہوا سر میں بھری تھی دم خودی کا بھرتا پھرتا تھا

یہ صورت دیکھ کر حمزہؓ نے اس کو دور سے ٹوکا
وہ ان کو دیکھ کر سر کا تو بڑھ کر راستہ روکا
کہا تیری بھی یہ جرأت ہے او فرزندِ ختانہ
کہ سیکھی زاغ نے بھی آج شانِ شاہبازانہ
ادھر آ، تیری جرأت کا مزا تجھ کو دکھا دوں میں
مقابل ہو کہ تیری اصل کا تجھ کو پتا دوں میں
یہ کہہ کر دست چپ سے آپ نے پکڑا گلا اس کا
گری تلوار اس کی جسم کانپا برملا اس کا
اٹھایا خاک سے اس طرح گویا خاک کر ڈالا
گرایا اور لٹایا اور قصہ پاک کر ڈالا
تھے اس کے ساتھ کچھ قرشی جواں ان پر نظر ڈالی
وہ بھاگے الحذر کہہ کہہ کے پیش ہمت عالی

وحشی غلام کمین گاہ

وہ سارا واقعہ گزرا تھا وحشی کی نگاہوں میں
دبا بیٹھا تھا قاتل اپنی نیت کو گناہوں میں
خبر لیتے تھے حمزہؓ جس گھڑی قرشی جوانوں کی
وہاں وحشی کھڑا تھا آڑ لے کر دو چٹانوں کی
تعاقب کر رہے تھے حمزہؓ اک فردِ فراری کا
کیا وحشی نے اس دم قصد اس شیر شکاری کا

وحشی حربہ پھینکتا ہے

شہادت تھی نڈر مکاری درد باہ بازی سے
چلے جاتے تھے حمزہؓ اک ادائے بے نیازی سے
غلامی کی نظر نے شست باندھی اس یگانے کی
کہ جس کی قہربانی جان تھی سارے زمانے کی

نہ دینی دشمنی تھی اور نہ دنیاوی خصومت تھی
نہ جھگڑا جاہ و ثروت کا نہ خطرے میں حکومت تھی
فقط انعام میں کچھ سکہ ہائے زر کے وعدے پر
فقط بھرِ شکم کچھ لقمہ ہائے تر کے وعدے پر
غلام تیرہ رُو نے کی اسی پر مشق صیادی
جسے مدنظر تھی ان غلاموں ہی کی آزادی
ہلائی اور تولی ہاتھ میں چالاک نے برچھی
نشانہ کر کے پھینکی دور سے ناپاک نے برچھی
تھی مشہور زمانہ زنگیوں کی حربہ اندازی
نشانہ ناگہاں کا بن گیا اللہ کا غازی
رضائے حق یہی تھی برقضائے مشت سے نکلی
یہ برچھی ناف کے نیچے لگی اور پشت سے نکلی

حضرت حمزہؓ وحشی کا تعاقب کرتے ہیں

خدا و مصطفیٰ کے شیر پر یہ ضرب تھی کاری
اگرچہ زخم کاری تھا مگر ہمت نہیں ہاری
اڑے پرواز جاں کے ساتھ حمزہ جانب دشمن
شغال آمادۂ رَم ہو گیا جھپٹا جو شیر افگن
کمینے کی کمیں گہہ دیکھ لی تھی مردِ غازی نے
کیا وحشی کا پیچھا دوڑ کر شیر حجازی نے
ادھر وحشی بھی اپنی موت آتی دیکھ کر بھاگا
بدن میں رعشہ تھا بھاگا نہ جاتا تھا مگر بھاگا

حضرت حمزہؓ کی شہادت

گڑھے کھودے گئے تھے جو گزشتہ رات میداں میں
اجل بیٹھی تھی ان میں اب لگا کر گھات میداں میں

مڑا اک موڑ پر وحشی تو ساتھ اس کے پھرے حمزہؓ
قدم پھسلا اچانک اک گڑھے میں جا گرے حمزہؓ
عقاب روح پہلے ہی سے تھا پرواز آمادہ
اڑا سوئے فلک اب چھوڑ کر یہ جسم افتادہ
یہ جنگ و حربہ و ضرب و جرأت اک بہانہ تھا
حقیقت میں نشان حق زمانے کو دکھانا تھا
بتانا تھا کرشمہ عاشقوں کے فوق عادت کا
جمانا تھا دلوں پر نقش اس حسن شہادت کا
زمیں سے آسماں تک ایک نورانی غبار اٹھا
فرشتہ لے کے جان بندۂ پروردگار اٹھا
زمیں پر رہ گیا باقی فقط اک خوں چکاں لاشہ
فروغ زخم بے حد سے بہار بے خزاں لاشہ

نبی ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ میتِ حمزہؓ پر

ہوا حمزہؓ کی میت پر گزر شان رسالت کا
تاثر دیدنی تھا مہر تاباں کی جلالت کا
صفیہؓ بنت عبدالمطلبؓ ہمشیرہ حمزہؓ کی
بہت تھی ان کے دل میں عزت و توقیر حمزہؓ کی
یہاں تشریف لائیں اپنے بھائی کی زیارت کو
خدا کے اور ملت کے فدائی کی زیارت کو
زبیر ابن العوامؓ ان کے پسر تھے پاس حضرت ﷺ کے
ہوئے ان پر ہویدا اس گھڑی احساس حضرت کے
کہا رو کر میری پھوپھی کو میت پر نہ آنے دو
دل زخمی کو ان کے یہ نیا چرکا نہ کھانے دو

الم انگیز ہے قطع و برید چہرہ حمزہؓ
بہن کو رنج دے شاید یہ دید چہرہ حمزہؓ
پسر نے جا کے مادر کو مگر جس وقت سمجھایا
تو قلبِ مسلمہ ہر حال میں صبر آشنا پایا
گئیں وہ میت حمزہؓ پر روئیں اور نہ چلائیں
نظر چہرے پہ ڈالی فاتحہ پڑھ کر چلی آئیں
مسلمانو! یہ امت بھی رضا پر کس قدر راضی
بناؤ درس جاں اس کو نہ سمجھو قصۂ ماضی
جہادِ فی سبیل اللہ پر ہو کر کمر بستہ
لیا ہو جس مجاہد نے شہادت گاہ کا رستہ
ادائے فرض کرنے کے لیے مرنے کے ارماں میں
رضائے حق طلب کرتا ہوا نکلا ہو میداں سے
خدا و مصطفیٰ کے دشمنوں پر موت پر شاکر
وہ گر جائے اگر میدان میں تیر اجل کھا کر
سمجھ لو اس نے اپنی منزلِ مقصود پا لی ہے
یہ اس کے خون کی لالی نہیں چہرے کی لالی ہے
وہ زندوں سے زیادہ زندہ ہے پھر اس کا غم کیسا؟
بہت مسرور ہے وہ اس پہ رونا کیوں الم کیسا؟
ہمیں لازم ہے راہِ حق میں اس کی پیروی کرنا
صف اسلام کو مضبوط رکھنا اور قوی کرنا
سپر کر دے جو بہر دین و ملت سر بھی سینہ بھی
مبارک اس کا مرنا بھی مبارک اس کا جینا بھی
مگر ہاں وہ کمینہ ہاں وہ بزدل ہاں وہ دوں ہمت
کہ جس کی زیست بھی لعنت ہے جس کی موت بھی لعنت

بہ وقتِ جنگ جو نامرد اپنی صف سے کترا کر
پناہیں ڈھونڈتا ہو دشمنوں کی فوج میں جا کر
جسے سوجھی ہو ملت کے مقاصد ہی سے غداری
ہمیں لازم ہے اس کے لاشۂ ناپاک پر زاری
وہ مردہ جو تہہ دامانِ احسانِ غلامی ہے
کرو خوب اس کا ماتم کیوں کہ یہ مرگِ دوامی ہے

شہادت گاہ اُحد پر ایک نظر

ستاروں کی شہادت پر ظہورِ مہر تاباں ہے
سحر کا رنگ کیا ہے، سرخئ خونِ شہیداں ہے
زمیں اہل وفا کے خون سے نمناک ہوتی ہے
تو آزادی یہاں ہل جوتتی ہے، بیج بوتی ہے
اُحد کے داغ دھبے باغباں نے پاک فرمائے
تو پھر ستر شہید اس میں سپردِ خاک فرمائے
عجب ترکیب تھی یہ خاک سے سورج اُگانے کی
زمیں کے نور سے بامِ فلک کو جگمگانے کی
اُٹھے یہ بیج آبِ تیغ سے سیراب ہو ہو کر
ثمر اِن میں لگے خورشید عالمتاب ہو ہو کر
شہادت گاہ میں مردانِ حق نے دے کے قربانی
رہا شیطان کے پنجے سے کر دی روح انسانی

تکفین و تجہیز

اذانِ صبحگاہی پر کھلا تھا بابِ مے خانہ
چلا تھا شام تک اہل وفا میں دَورِ پیمانہ
نشہ تھا دیدنی اُن خوش نصیبوں کی سعادت کا
نگاہِ لطف ساقی جام تھا جن کی شہادت کا

گرے تھے بادۂ عرفاں سے جو سرشار ہو ہو کر
مقدر جاگ اُٹھا تھا اُن کا فرش خاک پر سو کر
ہوا لبریز جام زندگی جن کامیابوں کا
تھا اُن پر فاتحہ خواں ایک جھرمٹ آفتابوں کا
یہ گنجینے محبت کے، یہ اُلفت کے خزانے تھے
محمد ﷺ اور اصحابؓ محمد ﷺ کے یگانے تھے

اُحد سے سرورِ عالم ﷺ کی مراجعت مدینہ

دفینے خاک میں دفنا دیئے جب اس جماعت نے
دعائے مغفرت کی صاحبِ روز شفاعت نے
قریشی کافروں سے ہو چکی تھی پاک یہ وادی
مسلمانوں کو مدینہ کی طرف اب لے گیا ہادی ﷺ
لٹایا صحن مسجد میں احد کے زخم داروں کو
خدا کے فضل کا مژدہ سنایا دل فگاروں کو
فروکش ہو گئے مردانِ درد آگاہ مسجد میں
کہ خود موجود تھے سرکارِ عالی جاہ مسجد میں
دُرِدنداں، جبین و شانہ و رخسار زخمی تھے
صحابہؓ سے زیادہ احمد ﷺ مختار زخمی تھے
مگر سرکار کو پروا نہ تھی اپنی جراحت کی
تمنا تھی فقط اصحابؓ کے آرام و راحت کی

ملک منظور حسین منظور

جنگ نامہ اسلام

معرکۂ رزم

یہ سنتے ہی لڑائی کو ہوا تیار یہ دستہ
بڑھے للکارتے آگے ولید و شیبہ و عتبہ
بدل کر پینترے تینوں نے ہتھیاروں کو جو تولا
بلند آواز میں عتبہ رجز پڑھتے ہوئے بولا
کہ ہم عتبہ و شیبہ ہیں ربیعہ کے پسر دونو
برائے جنگ آئے ہیں یہاں کس کر کمر دونو
جوان پلیتن یہ تیسرا جو ساتھ آیا ہے
ہمارے خانداں کا فخر ہے، میرا ہی جایا ہے
ہمارے تیغ زن مشہور ہیں عربی قبائل میں
قصائد ہیں زبانوں پر ہمارے ہی فضائل میں
ہمیں رستوں پہ دن کے وقت ڈاکے ڈال دیتے ہیں
ہمیں ہیں جو سموم جانگزا میں سانس لیتے ہیں
فنون جنگ میں لوگوں کے ہم استاد بنتے ہیں
حریفوں کے مقابل میں ہمیں جلاد بنتے ہیں
قبیلہ جو ہمارا صاحب اولاد بنتا ہے
تو وہ دیگر قبائل کا سدا داماد بنتا ہے
ہمیں وہ ہیں کہ مر کر بھی کبھی پیچھے نہیں گرتے
ہمیں وہ ہیں کہ بن جیتے کبھی واپس نہیں پھرتے

ہماری عورتیں جھولا جھلا کر شیر خواروں کا
بیاں کرتی ہیں لوری میں سدا جنگی نظاروں کا
قدم پیچھے نہیں ہٹتے ہمارے سورماؤں کے
رگوں میں ہیں ہماری خون غیرت دار ماؤں کے
اجل کا ہاتھ پنہاں ہے ہماری تیغ براں میں
محمدؐ! بھیج تو کوئی دلاور آج میداں میں
رجز عتبہ کی سن کر جو مسلمانوں کو جوش آیا
''اجازت ہے تمھیں'' محبوبِ ربانی نے فرمایا
یہ کلمے جو زبان سید الابرارﷺ سے نکلے
معوذؓ و عوفؓ، عبداللہؓ صفِ انصار سے نکلے
یہ تینوں باوفا رن میں بڑھے آگے لڑائی کو
جہاں تینوں لعیں موجود تھے جنگ آزمائی کو
قریب آئے تو عتبہ نے کہا تم کون ہو لوگو؟
مہاجر سے ہو یا انصار سے؟ جلدی کرو! بولو!
وہ بولے ہم رسول پاکﷺ کے انصار ہیں تینوں
تمھارے ساتھ لڑنے کے لیے تیار ہیں تینوں
یہ سنتے ہی باندازِ تکبر وہ لگا کہنے
کہ ''ہم لڑتے نہیں انصار کے کمزور لوگوں سے''
پکارا زور سے پھر ''اے محمدؐ! بھیج یاں جلدی!
ذرا اپنے قبیلے سے جوان ہاشمی کوئی
نہیں تیار ہم انصار پر تیغیں اُٹھانے کو
کہ آئے ہیں قریشی خون کا زور آزمانے کو''
یہ بڑ عتبہ کی سن کر حجت حق کو بھی جوش آیا
نبیﷺ کے پاک خوں کو غیرت قومی نے گرمایا

ہوا ارشاد آ جائیں دلیران قریش آگے
بڑھیں رن میں سنبھل کر جلد شیران قریش آگے
یہ ارشادِ گرامی سن لیا جس وقت شیروں نے
کہا ''لبیک اے فخر رسل!'' تینوں دلیروں نے
علیؑ، حمزہؓ، عبیدہؓ آ گئے للکارتے آگے
بڑھے تیغیں اٹھا کر نعرۂ حق مارتے آگے
جلال حیدری نے جس گھڑی میدان کو گھیرا
اجل نے آن کر ہر ثانی شیطان کو گھیرا
بہر سو آمدِ شیر خداؑ سے زلزلہ اٹھا
نگاہِ رعب حمزہؓ سے فلک بھی تھر تھرا اٹھا
دلوں میں تھرتھری سی پڑ گئی سارے لعینوں کے
دہن ڈر سے کھلے ہی رہ گئے اکثر کمینوں کے
نہ اب جوش تہور تھا نہ اظہارِ تنو مندی
حریف لاف زن کی ہو گئی گویا زباں بندی
کہا شیطان نے یہ وقت ہے ہشیار ہو عتبہ
اجل بولی ''جہنم کے لیے تیار ہو عتبہ
ابھی تیغ مجاہد آن کہ جھگڑا چکاتی ہے
تجھے اک آن میں رستہ جہنم کا دکھاتی ہے
نہ رستے میں تجھے محسوس ہوگا رنج تنہائی
چلیں گے ساتھ ہی تیرے ترے ملعون ہمراہی'
غرض جوش وغا میں تیغ ہائے جانستاں تولے
جوانانِ جری اب آگئے نزدیک دشمن کے
یہ نقشہ دیکھ کر پہلے تو ششدر ہو گیا عتبہ
تجاہل سے مگر پھر ساتھ ہی کہنے لگا عتبہ

''کہ اے فوجِ محمدﷺ کے دلیرو ٹھہر جاؤ تم!
رجز کی طرز میں پہلے نسب اپنا بتاؤ تم!''
یہ سنتے ہی صدا آئی ''تساہل کے کیا معنی؟''
''بہ ہنگام وغا ایسے تجاہل کے کیا معنی؟''
تجھے تیرے رفیقوں کو بخوبی جانتے ہیں ہم
ہمیں پہچانتا ہے تو، تجھے پہچانتے ہیں ہم
مکرر پیشتر لڑنے سے تو پہچان لے ہم کو
قریشی، ہاشمی، مکی و مدنی جان لے ہم کو
نہیں ہم کو رجز منظور اپنی خود ستائی میں
نظر آ جائیں گے جوہر شجاعت کے لڑائی میں
یہ سنتے ہی کہا اُس نے کہ پھر ہشیار ہو جاؤ
ہمار وار سہنے کے لیے تیار ہو جاؤ
کیا یہ لفظ کہ چھوٹتے ہی وار حمزہؓ پر
اٹھائی بانی بیداد نے تلوار حمزہؓ پر
مگر فخر عرب والا نسب وہ تیغ زن حمزہؓ
جہاں کے صفدروں سے وہ نرالا صف شکن حمزہؓ
بخوبی کر چکا جب مسترد سب وار موذی کے
تو ماری کھینچ کر یوں زور سے تلوار موذی کے
کہ سر ملعون کا جا کر گرا کتنے قدم پیچھے
جہنم کو سدھارا چھوڑ کر موذی عدم پیچھے
صحابہؓ نے کہا ''اے دین کے غازی جزاک اللہ''
نبیﷺ خوش ہو کے فرمانے لگے ''عمو عفاک اللہ''

ابوشیبہ علم لے کر معاً آگے بڑھا اُس دم
مسلط اُس پہ تھا اِک انتقامی جوش کا عالم

پکارا اے محمدؐ! بھیج قاتل میرے بھائی کا
کہ میں رن میں چکھاؤں اب مزا اُس کو لڑائی کا
ابو شیبہ ہوں میں بن کر علمبردار آیا ہوں
مقابل سے نمٹنے کے لیے تیار آیا ہوں
ابوطلحہ سے بڑھ کر زور ہے میرے رگ و پے میں
فنونِ جنگ میں پیچھے نہیں اُس سے کسی شے میں
نہ اترائیں مسلماں اب علیؓ کے زورِ بازو پر
سر میداں کرے گی فیصلہ شمشیر دو پیکر
ابو شیبہ کی بڑ جب لشکر اسلام نے سن لی
تڑپ اُٹھی میاں میں جوش سے شمشیر حیدرؓ کی
نظر ڈالی خدا کے شیر نے سالار کی جانب
اشارے سے اجازت کے لیے فوراً ہوئے طالب
مگر اتنے میں حمزہؓ آگئے میدان میں باہر
جوانِ پیر کے چہرے سے شوقِ جنگ تھا ظاہر
کہا میری گزارش ہے یہی دربار عالی میں
کہ اذن جنگ مل جائے مجھے پیرانہ سالی میں
جہاد فی سبیل اللہ کی نیت پہ قائم ہوں
قسم کھا کر چلا تھا تیسرا دن ہے کہ صائم ہوں
کھلے گا یہ مرا روزہ لڑائی کے نتیجے پر
مجھے سبقت ہے لازم اس گھڑی اپنے بھتیجے پر
جواں اس پیر کی تلوار کا اِک ہاتھ بھی دیکھے
ملے موقعہ تو لڑ کر پھر علیؓ کے ساتھ بھی دیکھے
کچھ اس انداز میں مانگی اجازت اُس دلاور نے
نبیؐ نے دی رضا اپنی، کہی تحسین حیدرؓ نے

حضرت حمزہؓ کے جذبۂ جاں نثاری پر رسول اکرم ﷺ کے تاثرات اور حضرت حمزہؓ کی میدانِ جنگ کو روانگی

یہ جذبہ جاں نثاری کا نبی ﷺ کو جو پسند آیا
زبان پاک سے ''عمو جزاک اللہ! فرمایا
زہے طالع! زہے قسمت بہادر مردِ غازی کی
ملی جس کو سند دونو جہاں میں سرفرازی کی
یہ تھی اُس دم یقیناً انتہائے لطف ربانی
کہ محبوب خدا نے چوم لی حمزہؓ کی پیشانی
ہوئی اُس شیر پر نازل جو رحمت دو جہانوں کی
نہ جچتی تھی نگاہِ پیر میں شوکت جوانوں کی
بہ ایں اعزازِ لاثانی غرض اب چل پڑا حمزہؓ
جلالی شان سے میدان میں آگے بڑھا حمزہؓ
لباس جنگ میں ملبوس مومن مرد غازی تھا
کہ جس کے خود سے ظاہر نشان امتیازی تھا
یہ اک بال شتر مرغ اُس نے سر میں جو لگایا تھا
سرِ میداں اُسے اُس کی شجاعت نے دلایا تھا
یہ حمزہؓ تھا لقب تھا جنگ میں استاد فن جس کا
بمیدان وغا شاگرد تھا ہر تیغ زن جس کا
دلیران وطن میں تھا بہت اونچا مقام اُس کا
شجاعت کے دھنی کرتے تھے دل سے احترام اُس کا
فنونِ حرب میں وہ شیر تھا اِک مردِ لاثانی
مسلم تھی یقیناً جنگ میں اُس کی ہمہ دانی
شجاعانِ عرب دم اُس کی شاگردی کا بھرتے تھے
مخالف اس کی ہیبت سے ہمیشہ خوف کرتے تھے

مقابل میں ابوشیبہ کے جب آتا ہوا پایا
تو اُس کو دیکھ کر سالارِ مکہ سخت گھبرایا
وہ سمجھا آج بو شیبہ کی بھی آخر قضا آئی
کہ اُس کے بالمقابل تیغ عم مصطفٰے ﷺ آئی
پکارا اے ابو شیبہ ابھی تیار ہو جاؤ
سنبھالو تیغ کو آمادۂ پیکار ہو جاؤ
مقابل میں تمھارے ایک مرد کا دیدہ ہے
شجاعانِ عرب میں جو یقیناً مردِ چیدہ ہے
ذرا ہشیار ہو کر ڈھال پر تلوار کو لینا
بڑی سخت آزمائش ہے سنبھل کر وار کو لینا
بڑی ترکیب سے بچنا بڑا ہی تیز پا ہونا
بہت مشکل ہے اُس کی تیغ سے زور آزما ہونا
ابو شیبہ نے سن کر اِک نظر سالار پر ڈالی
کہا صد شکریہ! میں نے حقیقت وقت پر پالی

حضرت حمزہؓ، ابوشیبہ کے مقابل میں

مقابل میں ابوشیبہ کے آخر آگیا حمزہؓ
حقیقت ہے کہ آتے ہی عدو پر چھا گیا حمزہؓ
کہا مجھ سے نہیں ہے تیرا عزم جنگ پوشیدہ
علیؓ کو تو سمجھتا ہے جوانِ کار نادیدہ
تجھے لڑنا یقیناً نوجوانوں سے نہیں بھاتا
جبھی خاطر میں تو اس مردِ غازی کو نہیں لاتا
بہت اچھا! تری خاطر یہ مرد پیر حاضر ہے
تری زور آزمائی کو مری شمشیر حاضر ہے
ابوشیبہ نے سن کر یہ سخن مرد دلاور کا
کہا اے تیغ زن میں جانتا ہوں مرتبہ تیرا !

تجھے گر یاد ہیں تیرافگنی تیغ آزمائی کے
طریقے جانتا ہے تو یقیناً سب لڑائی کے
تری تیغ و سپر نے بدر میں جوہر دکھائے تھے
ہمارے تیغ زن واں خاک پر تو نے سلائے تھے
ترے ہی نام سے میرے وطن کو ایک وحشت ہے
کہ طاری خرد سالوں پر اسی سے ایک دہشت ہے
تصور میں قریشی فوج کے ہیں تیری تصویریں
پیاسی ہیں ترے خوں کی ہماری تیز شمشیریں
خوشی مجھ کو ہے تیرے ساتھ اس زور آزمائی میں
نکل جائے گی حسرت آج دل کی اس لڑائی میں
بہت اچھا کیا تو آ گیا میرے بلانے پر
نظر آ جائے گی طاقت مری تیغ آزمانے پر
قتال بدر کا بدلہ میری تلوار لے لے گی
تجھے پیری میں قید و بند ہستی سے چھڑا دے گی
کہا حمزہؓ نے باتیں یوں بنانا اب نہیں اچھا
گھڑی یہ جنگ کی یونہی گنوانا اب نہیں اچھا
فنونِ جنگ جو بھی یاد ہوں جلدی دکھا دیجیے
بخوبی نیزہ و شمشیر و خنجر آزما لیجیے!
اجازت ہے تمھیں مجھ پر خوشی سے وار کرنے کی
جوانی کے نرالے جوش کا اظہار کرنے کی
مرے حملے سے پہلے سعی کر زور آزمانے پر
کہ حسرت بعد میں تجھ کو نہ ہو دنیا سے جانے پر
شہادت کا مزہ ہے ایک ہی پیری جوانی میں
نہیں ڈرتا ہے مومن موت سے اس دارِ فانی میں

دوسری جنگ مبارزہ، ابوشیبہ اور حضرت حمزہؓ کا مقابلہ

جواب برمحل جس دم سنا کافر نے حمزہؓ کا
دل مردود میں اک غیظ کا شعلہ بھڑک اُٹھا
کیا جوشِ غضب میں اک سناں کا وار غازی پر
سناں کیا! نیزہَ آتش زباں کا وار غازی پر
مگر حمزہؓ کے استقلال میں کیا فرق آنا تھا
جسے سارے عرب نے جنگ میں استاد مانا تھا
کچھ ایسی جسم کو اُس نے جگہ پر ایک حرکت دی
بغل میں دفعتہً جس سے دبا لی ڈانڈ نیزے کی
بدست چپ اسے پھر زور سے ایسا دیا جھٹکا
کہ بو شیبہ سے نیزہ چھین کر غازی نے دیا پٹکا
باطمینان پھر کافر سے حمزہؓ نے یہ فرمایا
کہ نیزہ تو گیا تلوار کے داؤں کا وقت آیا
تری شمشیر پر بھی ہے کچھ ایسا ہی گماں مجھ کو
ذرا اُس کے بھی جوہر اب دکھا اے نوجواں مجھ کو
یہ سن کر آتش غیظ و غضب میں جل گیا ناری
نکالی تیغ کرنے لگ گیا حملے کی تیاری
جما کر پینترا جھپٹا یکایک مردِ غازی پر
لیا حمزہؓ نے اُس کا وار شمشیر حجازی پر
بلاکے جوش میں تیغیں یکایک آکے ٹکرائیں
صدائیں ''الحذر!'' کی دفعتہً ہر سمت سے آئیں
اثر تلوار کا بھی کچھ نہ ظاہر ہو سکا آخر
کہ یہ بھی وار بو شیبہ کا رد ہو کر رہا آخر

غضب کا جوش طاری تھا عساکر کے جوانوں پر
نگاہیں جم گئی تھیں اب محارب پہلوانوں پر
ابھی لرزش میں سمت راس کو شمشیر ناری تھی
صفیں خاموش تھیں دونو طرف حمزہؓ کی باری تھی
کہ چمکی برق بن کر یک بیک تلوار حمزہؓ کی
سنی دونوں صفوں نے جوش میں للکار حمزہؓ کی
کچھ ایسا زور تھا مرد جری کی تیغ برآں میں
کہ کٹ کر جا پڑا پھل تیغ بو شیبہ کا میداں میں
یہ حالت دیکھ کر کچھ اس طرح گھبرا گیا موذی
کہ جاں کے خوف سے سکتے میں گویا آ گیا موذی
آیا جز فرار آخر نظر جس دم کوئی چارہ
تو بزدل نے وہ قبضہ تیغ کا حمزہؓ پہ دے مارا
حمزہؓ بچا کر جسم فوراً اِک طرف سرکا
ادھر پھر ساتھ ہی نعرہ کیا اللہ اکبر کا
وہ نعرہ تھا جس نے دل مخالف کا ہلا ڈالا
ابوشیبہ شغالِ پستِ فطرت کی طرح بھاگا
تعاقب میں نہ کی لیکن ذرا بھی دیر حمزہؓ نے
جھپٹ کر جا لیا اُس کو مثال شیر حمزہؓ نے

ابوشیبہ کے لیے امدادی دستہ اور حضرت حمزہؓ کے ہاتھ سے ابوشیبہ کا قتل

ابوسفیاں نے بوشیبہ کو آخر کانپتے دیکھا
گریزاں خوف سے دیکھا پیاپے ہانپتے دیکھا
تعاقب میں ادھر شمشیر عم مصطفےٰ دیکھی
سر بے دیں پہ یعنی آمدِ برق فنا دیکھی

پئے امداد بھیجا ایک دستہ پاس والوں سے
کہ تھا جو لیس تیغوں، خنجروں سے اور بھالوں سے
یہ دستہ مشتمل تھا دس ستم پیشہ جوانوں پر
صفِ اول کے نامی سورماؤں پہلوانوں پر
ابوشیبہ کی نصرت کو ابھی ہوتی تھی تیاری
کہ حمزہؓ نے کہا تیری قضا آئی ٹھہر ناری
ابوشیبہ رُکا، رُک کر ہٹا اک دو قدم پیچھے
مگر اب بچ نہیں سکتا تھا وہ شمشیر حمزہؓ سے
گری بجلی کی تیزی سے وہ خوں آشام مغفر پر
کٹا مغفر تو سر پر آگئی تیغ قضا بن کر
سر و گردن سے گزری چیر ڈالا آکے سینے کو
غرض دو قاش کر کے رکھ دیا پَل میں کمینے کو
وہ کافر جو بپھر کر جوش سے میداں میں آیا تھا
علم کفار کا جو زعم فرعونی میں لایا تھا
نہ کام اُس کو دیا میدان میں گردن فرازی نے
ملایا خاک میں مغرور کو اِک ضرب غازی نے

امدادی دستے کے ساتھ حضرت حمزہؓ کی جنگ

اُدھر اتنے میں دستہ آ گیا وہ دس جوانوں کا
کیا حمزہؓ پہ جس نے وار تیغوں اور سنانوں کا
نہ شرم آئی ذرا بھی اُن شجاعت آشناؤں کو
کہ بھیجا اِک سے لڑنے کے لیے دس سور ماؤں کو
یہ منظر دیدنی تھا ایک سے دس کی لڑائی کا
سبق حمزہؓ نے جن کو دے دیا تیغ آزمائی کا

وہ غازی اُن میں گھر کر اس طرح کی جنگ کرتا تھا
کہ جو بھی سامنے آتا اسے چورنگ کرتا تھا
جب اُس کا بازوئے شمشیر زن تیزی سے پھرتا تھا
کوئی اس سمت گرتا تھا کوئی اُس سمت گرتا تھا
غرض یوں جوش سے اہل ستم کا توڑ کر ہالا
مجاہد مرد نے واں سات کو فی النار کر ڈالا
جھپٹ کر پھر یکایک وہ غضنفر جو بڑھا آگے
تو باقی تین فوراً چیخ کر میدان سے بھاگے

جنگِ مبارزہ میں حضرت حمزہؓ کی فتح کے بعد لشکرِ کفار اور لشکرِ اسلام کی کیفیت

جوہر دیکھ کر میدان میں شمشیر حمزہؓ کا
عدو پر چھا گیا اِک رعب عالمگیر حمزہؓ کا
ادھر تیغ مجاہد سے عدو چورنگ ہوتے تھے
ادھر اُن کے معاون دیکھ کر سب دنگ ہوتے تھے
بگڑتا کھیل جو سالارِ مکہ کو نظر آیا
مشیروں کو برائے مشورہ پھر پاس بلوایا
یہ ٹھہری فوج مل کر گھیر لے اُس مردِ غازی کو
اُسے مغلوب کر کے چھین لے تیغ حجازی کو
زورِ تیغ گو فوج عدو پر چھا گیا حمزہؓ
مگر اَب فوج کے نرغے میں آخر آگیا حمزہؓ
یہ نقشہ جنگ کا فوج مدینہ کو نظر آیا
تو اُس پر یک بیک اِک عالم رنج و الم چھایا
دلوں پر قید تھی لیکن اوامر کی نواہی کی!
نگاہیں منتظر تھیں اس لیے حکم الٰہی کی
مجاہد جان دینے کے لیے تیار تھے سارے
خدا کی راہ میں آمادۂ پیکار تھے سارے

خدا کے پاک مرسل کا اشارا ایک کافی تھا
خدا کی ذات کا اُن کو سہارا ایک کافی تھا
بالآخر سید الابرار ﷺ نے اُن سے یہ فرمایا
کہ سب اہل وفا تیار ہوں وقت جہاد آیا

میدانِ اُحد میں حضرت حمزہؓ کا آخری جہاد، سباع غبشانی کا قتل اور حضرت حمزہؓ کی شہادت

ہجوم فوج بوسفیاں میں یوں ممتاز تھا حمزہؓ
کہ اُس زاغ و زغن کے غول میں شہباز تھا حمزہؓ
صفِ دشمن پہ بڑھ کر جوش میں جب وار کرتا تھا
تو اِک اِک ہاتھ میں کتنے لعیں فی النار کرتا تھا
جدھر میدان میں فوج عدو کا زور پاتا تھا
بپھر کر صورتِ شیر ژیاں اُس سمت جاتا تھا
مقابل کی صفوں پر جوش میں چڑھتا تھا وہ غازی
عدو ہٹتے تھے پیچھے جس طرف بڑھتا تھا وہ غازی
گریزاں تھے جواں کفار کے اُس شیر کے آگے
اُدھر آیا اِدھر بھاگے! اِدھر آیا اُدھر بھاگے!
سحر سے ظہر تک یوں چل چکی شمشیر غازی کی
تو آخر آگئی نزدیک اب تقدیر غازی کی
سباؔع اک تیغ زن تھا لشکر کفار مکہ میں
گنا جاتا تھا جس کو پہلواں اشرارِ مکہ میں
اسے حمزہؓ نے دیکھا جوش میں بڑھتا ہوا آگے
نڈر ہو کر صف اسلام پر چڑھتا ہوا آگے
پکارا جوش میں غازی ''ٹھہر اے ابن ختانہ!
کہ مل جائے تجھے اک آن میں دوزخ کا پروانہ''

یہ کہہ کر اُس پہ جھپٹا دفعتہً وہ تیغ زن غازی
پہنچ کر اُس کو میداں میں پکارا صف شکن غازی
کہ بس اے دشمن دیں آ گئی تیری اجل اس دم
بلاتا ہے تجھے دوزخ ادھر فی الفور چل اس دم
یہ کہہ کر قتل کر ڈالا وہیں تلوار سے اُس کو
کیا داخل جہنم میں فقط اِک وار سے اُس کو
غرض یاں خاک پر غلطاں اِدھر تو نعش ناری تھی
اُدھر اب اُس کے یارانِ جفا پیشہ کی باری تھی
اِرادہ جو کیا حمزہؓ نے اُس کی سمت پھرنے کا
کہاں یارا تھا پھر اُن کو بھلا آگے ٹھہرنے کا
معاً جانیں بچانے کے لیے وہاں سے لعیں بھاگے
بس اب میدان میں پیچھے تھا حمزہؓ اور وہ آگے

شہدائے اُحد کی تدفین اور حضور نبی کریم ﷺ کی پھوپھی جان حضرت صفیہؓ کی حضرت حمزہؓ کی نعش پر تشریف آوری

نمازِ حق سے فارغ غازیوں کو جس گھڑی پایا
تو ہادی ﷺ نے انھیں پھر کوچ کا ارشاد فرمایا
روانہ سب ہوئے فوراً شہادت گاہ کی جانب
بچشم تر شہیدان گرامی جاہ کی جانب
اُتر کر کوہ سے میدان میں فخر رسل ﷺ آئے
پئے تدفین جانبازانِ دیں مولائے کل آئے
وہ غازی جن کا مسلک حق پسندی حق پرستی تھا
جہاں میں حسن جن کا زینت گلزار ہستی تھا
وہ جامہ زیب تھے جو بزم میں اور رزم میں سارے
کہیں جن کو سپہر عظمت اسلام کے تارے

عدو کے ہاتھ سے سہ کر یہاں وہ جور نادیدہ
اُحد کی خاکِ خوں آشام پر تھے آج خوابیدہ
بریدہ گوش و بینی دیکھ کر ان نیک بندوں کے
پگلتے تھے یقیناً درد سے دل درد مندوں کے
کیا دفن ان کو جو زیرِ زمیں ان کے رفیقوں نے
سلایا قبر میں دو دو کو باہم ان شفیقوں نے
نہ حاجت غسل کی تھی اور نہ محتاج کفن تھے یہ
شہادت کی ردا اوڑھے ہوئے گل پیرہن تھے یہ
اسی عالم میں مقتل سے جو گزرا حق کا پیغمبرﷺ
پڑی جا کر نگاہ پاک حضرتﷺ نعش حمزہؓ پر
شقاوت کے نشاں تھے آشکارا نعش غازی سے
عیاں تھا جورِ رفتہ کا نظارا نعش غازی سے
یہ حالت دیکھ کر رقت ہوئی جو قلب پر طاری
رسول پاکﷺ کی آنکھوں سے آنسو ہو گئے جاری
اِدھر اس حال میں تھی سامنے تصویر حمزہؓ کی
اُدھر آتی ہوئی آئی نظر ہمشیر حمزہؓ کی
یہ بی بی آ رہی تھی اس نمازی کی زیارت کو
شہادت کے شناور مردِ غازی کی زیارت کو
غرض مقتل میں پھوپھی کو جو یوں آتے ہوئے پایا
رسول پاکﷺ نے ان کے پسر سے روکے فرمایا
کہ بہتر ہے انھیں تم روک لو آگے نہ وہ آئیں
یہ صورت نعش عمو کی نہ آ کر دیکھنے پائیں
یہ حالت اُس پہ بھائی کی اگر اس دم عیاں ہوگی
وفورِ درد سے وہ نیک بی بی نیم جاں ہوگی

یہ سنتے ہی بڑھا فوراً زبیرؓ ابن العوام آگے
کہ ماں کو روک لے، رستے میں وہ آتا ہوا جا کے
پسر نے جس گھڑی ماں کو مگر واں جا کے سمجھایا!
تو اس کو سربسر اِک پیکر صبر و رضا پایا
پہنچ کر نعش حمزہؓ پر نہ وہ روئی نہ چلائی
سرہانے بھائی کے بس فاتحہ پڑھ کر چلی آئی
یہی بہنیں یہی مائیں حقیقی شان ملت تھیں
انہی کی تربیت گاہیں کفیل آن ملت تھیں
انہی کی گود میں پلتے تھے وہ پیکر حمیت کے
سر میداں دکھا دیتے تھے جوہر جو شجاعت کے
خدا کی ذات کا ہر حال میں جن کو سہارا تھا
خدا کا پاک مرسل ﷺ ہی جنھیں سب سے پیارا تھا
عطا حق سے ہوئی تھی دولت قلب و نظر اُن کو
یقیناً ما سوا اللہ سے نہ تھا خوف و خطر اُن کو
جنھیں حاصل جہاں میں اس پیمبر ﷺ کی قیادت تھی
کہ جس کے حکم پر چلنا بڑی سب سے عبادت تھی
خدا کی راہ میں جو شوق سے تیغیں اُٹھاتے تھے
ادھر اُس کی رضا کے سامنے گردن جھکاتے تھے
ڈرا سکتی نہ تھی جنگوں میں مرگِ ناگہاں جن کو
شہادت بخش دیتی تھی حیاتِ جاوداں جن کو

مدینے کو مراجعت سے پہلے شہدائے احد کی تربتوں پر رسول اکرم ﷺ کی فاتحہ خوانی

سوئے مدینہ احد سے واپسی کا وقت جب آیا
نبی ﷺ نے مرقدوں پر فاتحہ پڑھ کر یہ فرمایا

کہ یہ جاں باز جو سوئے ہوئے ہیں خاک کے نیچے
ادا حق کر گئے ہیں دین کا افلاک کے نیچے
نہ سمجھو زیر دامانِ فنا ہرگز نہاں ان کو
شہادت نے عطا کی ہے حیاتِ جاوداں ان کو
قیامت تک یہاں آ کر جو بھیجیں گے سلام ان پر
جواب ان کو دیے جائیں گے یہ فردوس کے رہبر
یہ قربِ رحمت باری ہے ڈیرا ان کی روحوں کا
کہ جنت کی فضا میں ہے بسیرا ان کی روحوں کا
میسر ہیں انھیں سب نعمتیں دربارِ جنت سے
کہ بہرہ یاب ہیں یہ بالیقیں گلزارِ جنت سے

حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ کے ایک شعر درشان سید شہداءؓ پر مختلف شعراء کی تضمینات

”ان کے آگے وہ حمزہؓ کی جانبازیاں
شیر غرّان سطوت پہ لاکھوں سلام“
(حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ)

فوج اعدا میں گھس کر سناں بازیاں
دور ہی سے کبھی تیر اندازیاں
پرچم افتخار صف غازیاں
”ان کے آگے وہ حمزہؓ کی جانبازیاں
شیر غرّان سطوت پہ لاکھوں سلام“
(سید محمد مرغوب اختر الحامدی)

دین کے شیر کی معرکہ سازیاں
تیر کی بارشیں پھر فرس تازیاں
صفِ اعدا پہ وہ تیغ اندازیاں
”ان کے آگے وہ حمزہؓ کی جانبازیاں
شیر غرّان سطوت پہ لاکھوں سلام“
(محمد عثمان اوجؔ اعظمی)

یہ تمنا، یہ جذبہ، یہ قربانیاں
اور یہ ذوق شہادت کی بے چینیاں
کافروں کی یہ میداں میں حیرانیاں
''ان کے آگے وہ حمزہؓ کی جانبازیاں
شیر غرّان سطوت پہ لاکھوں سلامؑ''
(ڈاکٹر ہلال جعفری)

وہ رضاعی اخ شاہ کون و مکاں
وہ شجاعت کا لاریب! کوہ گراں
وہ شہامت کا ہر رن میں اونچا نشاں
''ان کے آگے وہ حمزہؓ کی جانبازیاں
شیر غرّان سطوت پہ لاکھوں سلامؑ''
(محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری)

سرگروہ شہیدانِ حق بے گماں
وہ فلک مرتبت وہ سپہر آستاں
شیر حق اور شیر شہ انس و جاں
''ان کے آگے وہ حمزہؓ کی جانبازیاں
شیر غرّان سطوت پہ لاکھوں سلامؑ''
(محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری)

شیر حق دین کا ضیغم سخت جاں
عظمت شاہ کونین کا آستاں
دشمنان نبی کا مٹایا نشاں
''ان کے آگے وہ حمزہؓ کی جانبازیاں
شیر غرّان سطوت پہ لاکھوں سلام''

(محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری)

جاں نثاران مولا کی جانبازیاں
اہل بطحا و طیبہ کی جانبازیاں
حق پسند، اہل تقویٰ کی جانبازیاں
''ان کے آگے وہ حمزہؓ کی جانبازیاں
شیر غرّان سطوت پہ لاکھوں سلام''

(حافظ عبدالغفار حافظ)

ابن اسود پہ وہ تیر اندازیاں
گاہے عتبہ پہ ان کی سناں بازیاں
مرحبا مرحبا وہ سرفرازیاں
''ان کے آگے وہ حمزہؓ کی جانبازیاں
شیر غرّان سطوت پہ لاکھوں سلام''

(صاحبزادہ ابوالحسن واحد رضوی)

سید حسین علی ادیب رائے پوری

وہ نور عین عبدالمطلبؓ، عم رسول اللہ

فرشتوں کی نہ پریوں کی نہ کوہ قاف کی باتیں
زمانے کا تقاضا ہے کریں اسلاف کی باتیں
حبیب رب کے مولد کی، زمیں کی ناف کی باتیں
پھر ان کے محترم اصحابؓ کے اوصاف کی باتیں
خدا کے فضل کی، رحمت کی اور الطاف کی باتیں
یہ سب جن پر ہوئے ان ہاشمی اشراف کی باتیں
عبادت کی حرم میں اور حرم کے طاف کی باتیں
تجارت سے محبت کی و لاف کی باتیں
جوان پاک باطن ان میں تھا اک ہاشمی ایسا
وہ نور عین عبدالمطلبؓ، عم رسول اللہ
شجاعت میں کسی نے برتری ان پر نہیں پائی
چچا ان کے تھے جن کے زیر پا تھا فر کسرائی
عجب ناوک فگن، وہ شیر صولت، ہاشمی ضیغم
وہ نشتر، ظلم کی رگ پر وہ زخم جان کا مرہم
حمیت، معرفت، زہد و اطاعت جب کیے یکجا
تو عبدالمطلبؓ نے نام ان کا رکھ دیا حمزہؓ
اندھیری شب میں جس طرح کوئی جگنو چمکتا تھا
یہ بندہ کفر کی ظلمت میں ایسا ہی دمکتا تھا
محبت، زندگانی، انقلاب زندگانی ہے
کرشمے، معجزے، تاریخ سب اس کی کہانی ہے

محبت اور پھر وہ بھی حبیب رب سے ہو جائے
دو عالم اس کو چاہیں اور وہ عالم کو ٹھکرائے
اگر محبوب کو، کوئی برا کہہ دے تو کیا ہوگا
قیامت آئے گی ہر سمت اک محشر بپا ہوگا
شقاوت پیشہ و بیدادگر بوجہل کے لب پر
نبی کا نام جب آیا تو دشنام کے ڈھب پر
تڑپ کر حضرت حمزہؓ نے کعبہ میں قدم رکھا
محمد ﷺ سے محبت کا خدا نے بھی بھرم رکھا
ادھر وہ ابرہہ کا خود کو ہمسر دیکھنے والا
ادھر طیراً ابابیل کا منظر دیکھنے والا
دل حمزہؓ کو اک دن مطلع انوار ہونا تھا
سر بوجہل پر ان کی کماں کا وار ہونا تھا
عصا تھا وہ کماں، اس ثانیٔ فرعون کے سر پر
وہ بد بخت اور اس کے ہمنوا سب تھے ھُوّ الابتر
مشیت منتظر تھی جس گھڑی کی، وہ گھڑی آئی
بھتیجے کی محبت دین کے دامن میں لے آئی
شکاری بن کے پھرتے تھے ہمیشہ پشت تو سن پر
محافظ بن گئے اللہ کے بندوں کے مامن پر
ملا ایمان تو پھر سجدہ ریز حق ہوئے حمزہؓ
بڑھی ہاتھوں کو پھیلائے ہوئے رحمت، سوئے حمزہؓ
سبق حمزہؓ سے اے اہل محبت یوں لیا جائے
ہو گستاخ نبی جو کوئی تو اس سے کیا کیا جائے
کرے اب استغاثہ پیش عم مصطفیٰ اپنا
کہ ساری گفتگو کا ہے یہ اک مدعا اپنا

دھواں ہیں، دھوپ ہیں، سایہ ہیں یا ہم لوگ بادل ہیں
پہاڑوں کے جگر کاٹیں جو بازو، آج وہ شل ہیں
مہذب ہو گئے ہم کیا کسی دشمن کو للکاریں
کماں سے ہاتھ خالی، کیا کسی بوجہل کو ماریں
تمھارے جانشیں، تاریخ کا منہ موڑنے والے
بتوں کے در پہ بیٹھے ہیں، بتوں کو توڑنے والے
ستم کی لرزہ خیزی جبر کے طوفاں کی موجیں ہیں
شکنجہ میں مسلماں بیبیاں ہیں، سرب فوجیں ہیں
حمایت کرنے والے ایک ارب دنیا میں جن کے ہیں
وہ مہماں بوسنیا میں نہ جانے کتنے دن کے ہیں
کفن باندھے ہوئے سر سے شجاعوں کو جیالوں کو
ضرورت آج ہے پھر آپ کی کشمیر والوں کو
شجاعت کا تمھاری واسطہ یا سید الشہداء
ملے بھٹکے ہوؤں کو راستہ یا سید الشہداء
دل مسلم میں غیرت کی دہکتی آگ بھر دیجیے
فلسطیں کی زمیں کو بدر کا میدان کر دیجیے

ڈاکٹر مبشر احمد نشتر (حیدر آباد دکن)

ثبات و عزم کا پیکر وفا کی لو حمزہؓ

ریاضِ ملتِ بیضا کے پھول ہیں حمزہؓ
رضائی بھائی ہیں عم رسول ہیں حمزہؓ
احد کی گود میں جو آج محو راحت ہیں
وہ جاں نثار، شجاعت کی جو علامت ہیں
نبیﷺ کو دیتا تھا بوجہل گالیاں اکثر
سنا جو حمزہؓ نے اک دن، تو طیش میں آکر
حرم میں پہنچے حمیت جو جوش میں آئی
سہی نہ جا سکی، بوجہل کی وہ گستاخی
کمان ماری تو سر پھٹ گیا ہوا زخمی
پھر اس کے ساتھ ہی اسلام کی گواہی دی
عدو تڑپتے تھے چلتی تھیں ان کی جب تیریں
قتال کرتے تھے لے کر وہ دو دو شمشیریں
مرے نبیﷺ نے خدا کا اسد کہا ہے انھیں
مرے نبیﷺ نے نبیؐ کا اسد کہا ہے انھیں
ہمیشہ چاہا کہ فتح مبین کو دیکھیں
نبیﷺ سے کہہ کے جو روح الامین کو دیکھیں
وہی بنے تھے علمدارِ غزوۂ ابوا
بھلائیں کیسے مسلماں وہ سریۂ حمزہؓ
جنھوں نے بدر میں عتبہ کو ڈھیر کر ڈالا
ہلاک کر دیا اسود کو مار کر بھالا

لگائے رکھتے تھے دستار میں جو اک کلغی
عدو کی فوج تو بس اس سے کانپ جاتی تھی
شہید احد ہیں اور بدر کے وہ غازی ہیں
جواں مردوں کے قائد جری حجازی ہیں
نبی نے جس گھڑی حمزہؓ کی نعش کو دیکھا
بہا کے آنسو کہا حمزہؓ سید الشہداء
رگوں میں جس کے لہو آج تک بھی تازہ ہے
وہ جس کے چہرے پہ اب تک جنوں کا غازہ ہے
نبیﷺ نے ان کو ہی فرمایا سید الشہداء
انھیں رسول نے کتنا بڑا دیا رتبہ
وہ جن کے زخموں سے پھوٹے جہاد کے نغمے
وہ جن کے غسل کی خاطر ملائکہ اترے
کفن بھی جن کو نہ پورا ملا لحد کے لیے
نبیﷺ نے گھاس ہی منگوائی اس جسد کے لیے
وہ جن کی نعش پہ آنسو نبیﷺ کے بہتے تھے
رسولﷺ جن کی زیارت کو آتے رہتے تھے
وہ جن کے نام کی برکت سے سرفرازی ہے
وہ جن کا ذکر شہیدوں میں امتیازی ہے
وہ جن کے ذکر سے خوشیاں وصول ہوتی ہیں
احد کے پاس دعائیں قبول ہوتی ہیں
نبیﷺ کا ناز، شہادت کی آبرو حمزہؓ
سلگتے صحرا میں پیاسوں کو آبجو حمزہؓ
علوئے دین کی خاطر وہ سربکف حمزہؓ
صفیں الٹتی تھیں بڑھتے تھے جس طرف حمزہؓ

عدو کے واسطے طوفان و زلزلے حمزہؓ
زرہ بغیر شجاعت کے ولولے حمزہؓ
ثبات و عزم کا پیکر وفا کی لو حمزہؓ
شعاع مہر، کرم، جرأتوں کی ضو حمزہؓ
لوائے دین کو تھامے رواں دواں حمزہؓ
دلاوری کی حقیقی وہ داستاں حمزہؓ
فنا کی دھول میں نقش دوام اے حمزہؓ
جہان حرب و وغا کے امام اے حمزہؓ
سلام آپ کی خدمت میں سید الشہداء
عظیم آپ، شہادت میں سید الشہداء
خدارا خاص کرم ہم پہ عام ہو جائے
ہمارے سارے مصائب کی شام ہو جائے
کبھی تو دیکھنا، تو کامیاب آئے گا
مزار حمزہؓ سے نشتر جواب آئے گا

مولانا ولی اللہ ولیؔ عظیم آبادی

سردار شہیداں جس کا لقب وہ بطل عظیم اور عم نبی ﷺ

وہ حضرت حمزہؓ شیر خدا، وہ شیر رسول مُطلبی
سردار شہیداں جس کا لقب وہ بطل عظیم اور عم نبیؐ

وہ جس کی شجاعت اور غیرت مشہور ہے سارے عالم میں
اسلام میں جس کی جرأت اور اخلاص و وفا کی دھوم مچی

شیطان پر لرزہ طاری ہوا، جب جوش میں آیا شیر خدا
اصنام پرستوں پر اس دن، اسلام کو بھاری فتح ہوئی

اسلام میں داخل ہوتے ہی، چیلنج کیا ہر باطل کو
اس دین کے آگے سینہ سپر، ہر لمحہ رہا وہ مرد جری

ہاں بڑھ کے نکالی آپؓ نے ہی، بوجہل کی ساری طراری
جب شان رسالت میں اس نے، کی حد سے زیادہ بے ادبی

اک وقت وہ دیکھا بدر نے بھی، تلوار ہے دونوں ہاتھوں میں
یوں داد شجاعت دیتا ہوا، بڑھتا ہے وہاں وہ شیر نبی

شیدائے نبی کے قدموں میں، میں آ کے ولیؔ جو ٹھہرا ہوں
اے کاش ذرا بھی مل جائے وہ صدق و وفا، وہ عشق نبیؐ

صفدر علی ظافر

ہو کر شہید حمزہؓ نے کیا فیض پا لیا

الحمد لب پہ آج ہے اپنے نبی کا نام
پہلے درود میں پڑھوں اور پھر کہوں سلام
کتنے عظیم آپ ﷺ ہیں کتنے کریم ہیں
میرے نبی تو صاحب خلق عظیم ہیں
اصحاب سب حضور کے عالی مقام ہیں
بے شک سبھی عظیم ہیں خیر الانام ہیں
ان میں جناب حمزہؓ بھی کیا خوش نصیب ہیں
اصحاب میں حضور ﷺ کے کتنے قریب ہیں
اِک دن حضورؐ والا کا جانا کہیں ہوا
کوہِ صفا کے پاس ہی بوجہل مل گیا
الفاظ کیا بتاؤں جو بوجہل نے کہے
کچھ نہ کہا حضور ﷺ نے خاموش ہو رہے
اُس نے نبی کی شان میں الفاظ جو بکے
سن کے جناب حمزہؓ نہ خاموش رہ سکے
آخر زباں کے زخم تھے ملعون نے دیئے
فوراً جناب چل دیئے بوجہل کے لیے
ان کو فقط تھی آج تو بوجہل کی تلاش
سر پھوڑ دیں کہیں جو وہ مل جائے بدقماش
ملعون کتنے فخر سے بیٹھا حرم میں تھا
سردار بنی قریش کے آخر بھرم میں تھا

پہنچے امیر بھی وہیں بوجہل تھا جہاں
کہنے لگے، لعین تو جائے گا اب کہاں
گستاخی رسول کی دیتا ہوں اب سزا
ہاں دیکھ بدزبان کہ ملتا ہے کیا مزا
کھینچی کمان اور دی پھر اس کے سر پہ مار
بوجہل کے لیے بنی کیسی گلے کا ہار
مردود دیکھ ماجرا، حیراں سا رہ گیا
خاموش ہو کے رہ گیا اور مار سہہ گیا
حمزہؓ نے یوں رسول کا بدلہ تھا لے لیا
خوش تھے جناب حمزہؓ کیا خوب تھا کیا
لیکن کسی خیال میں شب بھر نہ سو سکے
ملتی تھی ان کو نعمت اکبر نہ سو سکے
اک صبح نو لیے اُٹھے یہ ''عم محترم''
ہونا تھا ان پہ آج تو اللہ کا کرم
دوڑے حضرتؓ تھامنے دامن حضورﷺ کا
پہنچے جو سامنے تو یہ برملا کہا
سچے ہیں آپﷺ اور ہے اسلام میرا دیں
لاریب و بے گماں سچا یہی ہے دیں
اسلام زندہ باد کا نعرہ لگایا پھر
کفار غمزدہ ہوئے پر جوش تھے سب ادھر
سینے سے ان کو بڑھ کے نبی نے لگا لیا
ہو کر شہید حمزہؓ نے کیا فیض پا لیا
فرمایا یوں رسولﷺ نے اے عم محترم
ہر دم رہے گا آپ پہ اللہ کا کرم

حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالویؒ

کاشفِ الکرب ہیں بفضل خدا

حضرت حمزہؓ سید الشہدا
کاشفِ الکرب ہیں بفضل خدا

جملہ اصحاب یوں تو آقا کے
صاحب رشد ہیں نجوم ہدیٰ

دودھ بھائی ہیں اور عم رسول
شان ہے آپؓ کی یہ سب سے جدا

ہے لقب آپ کا جو اسد اللہ
یہ بھی رتبہ ہے ارفع و اعلیٰ

قبر انور ہی بس نہیں جنت
اُحد سارا ہے جنت الماویٰ

خاک بوسی کا شرف ہم کو ملا
شکر کتنا کریں ترا مولا

بھیک مل جائے در پہ حاضر ہے
فخر ادنیٰ گدائے کوئے شما

صوفی شاہ محمد کمال میاں جمیلی سلطانی

فریاد کُناں ہیں فلسطینی یا سیدنا حضرت حمزہؓ

تم شیرِ خدا و شیرِ نبی ﷺ یا سیدنا حضرتِ حمزہؓ
سردار شہیداں ہو تم ہی یا سیدنا حضرتِ حمزہؓ

تم عمِّ رسولِ خدا بھی ہو میدان میں ان پہ فدا بھی ہو
شاہد ہے وادی اُحد کی بھی یا سیدنا حضرتِ حمزہؓ

ہیں آپ رسول اللہ ﷺ کے چچا اور ان کے رضاعی بھائی بھی
بے مثل شہادت آپ نے دی یا سیدنا حضرتِ حمزہؓ

اسلام پہ آج ہے سخت گھڑی، تقدیرِ مسلماں ہے بگڑی
دیتا ہوں دُہائی آپ ہی کی یا سیدنا حضرتِ حمزہؓ

اغیار تو پھر اغیار ہوئے اپنے بھی تو دل آزار ہوئے
اب کون کرے گا داد رَسی یا سیدنا حضرت حمزہؓ

افغانی عراقی کشمیری پستے گئے ظلم کی چکی میں
فریاد کُناں ہیں فلسطینی یا سیدنا حضرت حمزہؓ

ہم پر ہو نگاہِ لُطف و کرم رکھ لیجیے مسلمانوں کا بھرم
ہے عرضِ سلطانی یا سیدنا حضرت حمزہؓ

حفیظ تائب

رہا باطل ہمیشہ جن سے مرعوب

غمِ عمِ نبی ﷺ سے دل ہے مغلوب
عطا ہو مجھ کو یا رب چشمِ یعقوبؑ

وہ دامانِ احد میں محوِ راحت
ہیں جن کے نام اشکِ خوں کے مکتوب

ابو یعلیٰ، ابو عمارہ، حمزہؓ
رہا باطل ہمیشہ جن سے مرعوب

علم بردارِ اوّل فوج دیں کے
رضا اللہ کی تھی جن کو مطلوب

اسد اللہ اور اس کے نبی ﷺ کے
شجاعت جن کے قدموں سے ہے منسوب

تھی جن کی تیغ نصرت کی علامت
ادائے جاں سپاری جن کو مرغوب

رضاعی بھائی بھی تھے شاہِ دیں ﷺ کے
ہر اک نسبت تھی جس سردار کی خوب

بہت کچھ کہہ کے بھی ہے بوجھ دل پر
لب و لہجہ مرا ہے ان سے محجوب

حفیظ تائب

تو شہیدوں کا سردار، باطل کا رد

اے نبی ﷺ کے اسد، اے خدا کے اسد
تیرے عزو شرف کی نہیں کوئی حد

تو کہ میرے پیمبر ﷺ کا محبوب ہے
تیرے قربان ہوں میرے روح و جسد

عمِ سرکار ﷺ بھی، دودھ بھائی بھی تو
تیرے اعزاز و اکرام ہیں بے عدد

مصطفٰے ﷺ کی محبت میں حق مل گیا
تیری شانِ شجاعت ہوئی مستند

تو علمدار سب سے پہلے غزوات میں
تو شہیدوں کا سردار، باطل کا رد

نیک اعمال میں آگے آگے رہا
اس پہ پائی رسولِ ﷺ خدا سے سند

تو کہ اہلِ قرابت کا ہمدرد ہے
تجھ پہ رحمت خدا کی رہے تاابد

کھینچتی ہے اُحد کی طرف خلق کو
اک کشش خاص رکھتی ہے تیری لحد

ذات پر تیری ہر دم سلام و ثنا
تجھ پہ قرباں مری آل اور میرے جد

شہزاد اسلم ایڈووکیٹ

سمجھا دیا امت کو عشقِ محمد ﷺ ہے مسلماں کا عقیدہ

وہ امامِ عاشقانِ محمد ﷺ ہیں اللہ کے چنیدہ
رحمدلی اور بہادری جن کے اوصافِ حمیدہ

حضرت حمزہؓ کے خوف سے کفر تھا لرزیدہ
کیے واصلِ جہنم آپؓ نے کئی اجسامِ پلیدہ

حضرت حمزہؓ کے دبدبے سے ہوئی عمارتِ کفر بوسیدہ
دیکھ کر جن کو کفر ہو جاتا میدان جنگ سے رمیدہ

محبوب خدا کو کر دیتا تھا ذکر جن کا آبدیدہ
شہادتِ حمزہؓ سے ہوئے ہمارے محمد ﷺ اس قدر رنجیدہ

زندگی بھر جو رہے اپنے محمد ﷺ کے گرویدہ
سمجھا دیا امت کو عشقِ محمد ﷺ ہے مسلماں کا عقیدہ

حضرت حمزہؓ کا عاشق ہے عشقِ محمد ﷺ میں سنجیدہ
خوش بخت وہ غلام سنتِ حمزہؓ پر جس نے جنت کو خریدہ

خواہش مَتیں شہزادؔ پیش کی حضرت حمزہؓ کے حضور دیدہ نمدیدہ
جن کے اوصاف کرنے کو بیاں ہیں کم لاکھوں جیون بھی مزیدہ

شہزاد اسلم ایڈووکیٹ

''سلام اے شہیدوں کے امام''

محبتِ رسول کا فریضۂ مدام
کیا وارفتہ پائے بستہ دام

حضرتِ حمزہؓ جن کا نام
ہیں وہ آپ عالی مقام

اللہ نے عطا کیا مرتبہ
بنا کے شہیدوں کا امام

درِ رسول ﷺ سے ہے ملا
شیرِ خدا کا جن کو نام

اُس ارض پاک کو چوم لوں
جس میں رہا تیرا قیام

جرأت و بہادری میں حاصل دوام
حضرتِ حمزہؓ جن کا نام

اے باعثِ فخرِ امت خیر الانام
شہزاؔد کا قبول کریں سلام

شہزاد اسلم ایڈووکیٹ

جو مرتبہ ہے انھیںؓ ملا، کروں سب یہ میں کیسے بیاں

جو مرتبہ ہے انھیںؓ ملا، کروں سب یہ میں کیسے بیاں
خدمت اقدس میں رہے ہوتا ہے جیسے سائباں

ہر آن جو رہے نبیﷺ کے رفیق و ہمنوا
جن کے دبدبے سے ملا اسلام کو بڑا ولولہ
رحمدلی جن کا خاصہ رہے کرتے سبھی کا بھلا
شیرِ اسلام کا تھا شیروں سے بڑھ کے حوصلہ

ثابت قدم رہے عشقِ رسولﷺ میں کیسا بھی آیا امتحاں
جو مرتبہ ہے انھیںؓ ملا، کروں سب یہ میں کیسے بیاں

اُس ارضِ مقدس کو میں چوم لوں اے امام عاشقاں
تھا عشقِ محمدﷺ میں بہا خون تیرا جہاں جہاں
کرتے رہیں گے تجھ پر فخر تا قیامت احد کی زمیں اور آسماں
اسلام کے لیے وار دی ہے جنھوں نے اپنی جاں

واللہ شہید ہے زندہ یہ کہتا ہے میرا قرآں
جو مرتبہ ہے انھیںؓ ملا، کروں سب یہ میں کیسے بیاں

شہادت پر آپ کی ہوئے حبیب خدا ﷺ اتنے حزیں
نماز جنازہ پڑھی ستر دفعہ خود سید المرسلین
سید الشہدا کا جنھیں ہوا عطا اعزازِ بہتریں
حمزہؓ سا شیر اور کسی ماں نے جنا نہیں

رہتا تھا جن کو ہر گھڑی رسولِ خدا ﷺ کا ہی دھیاں
جو مرتبہ ہے انھیںؓ ملا، کروں سب یہ میں کیسے بیاں

کفر کے سامنے رہے سینہ سپر بن کے مانند پہاڑ
شیروں کے منہ بھی دیتے وہ ہاتھوں سے اپنے پھاڑ
دشمنانِ دیں کو دیتے وہ زمیں میں گاڑ
تھر تھر تھا کفر کانپتا سن کر اُن کی اک ہی دھاڑ

دشمنانِ محمد ﷺ کو مٹانا جن کی زیست کا عنواں
جو مرتبہ ہے انھیںؓ ملا، کروں سب یہ میں کیسے بیاں

رعب تھا آواز میں بردبار تھے ہر انداز میں
چچاؤں میں اول رہے وہ عشقِ محمد ﷺ کی نماز میں
اسلام کو کیا قبول اسلام کے آغاز میں
عشقِ نبی ﷺ میں حمزہؓ جیسا نہیں دوسرا کوئی حجاز میں

دودھ میں شریک، نبی ﷺ کے ساتھ ہوئے پل کر جواں
جو مرتبہ ہے انھیںؓ ملا، کروں سب یہ میں کیسے بیاں

عرب کے وہ سردار صرف محمد ﷺ سے کرتے پیار تھے
اُن پر جان نچھاور کرنے کو وہ ہر گھڑی تیار تھے
میدانِ جہاد میں دشمنوں کے سینوں پر کرتے وار تھے
شہزادِ خزاں کے دور میں وہ اسلام کی بہار تھے

حضرت حمزہؓ کی جانثاری پہ گواہ تا قیامت اُحد کا میداں
جو مرتبہ ہے انھیںؓ ملا، کروں سب یہ میں کیسے بیاں

❁……✧……❁

شہزاد اسلم ایڈووکیٹ

میدان جنگ کا شیر بڑا ہی عادل وہ حمزہؓ

محبوب خدا کے محبوب وہ حمزہؓ
جرأت و بہادری میں سب سے خوب وہ حمزہؓ

رہا کفر جن سے ہر گھڑی مرعوب وہ حمزہؓ
شہادت تھی جن کا مطلوب وہ حمزہؓ

میدان جنگ کا ایسا شاہ سوار وہ حمزہؓ
کوندتی تھی بجلی کرتا جب وار وہ حمزہؓ

دیکھ کر جسے چھٹ جاتے کفر کے بادل وہ حمزہؓ
میدان جنگ کا شیر بڑا ہی عادل وہ حمزہؓ

اللہ کی رضا کا تھا جو طالب وہ حمزہؓ
عشقِ محمد ﷺ میں ڈھلا جس کا قالب وہ حمزہؓ

بارعب شخصیت بردبار انداز وہ حمزہؓ
محبوب خدا کے تھا اٹھاتا ناز وہ حمزہؓ

ہر آن تیار دی نبی ﷺ نے جب آواز وہ حمزہؓ
شہزاؔد رہے گا تا قیامت احد کو جن پہ ناز وہ حمزہؓ

❁……۞……❁

حافظ لدھیانویؒ

شجاعت میں نہیں تھا جن کا ثانی

یہیں روضہ ہے عم مصطفےٰ کا
جناب حمزہؓ ہیں آرام فرما

شجاعت میں نہیں تھا جن کا ثانی
تھے جن کے کارنامے غیر فانی

جھکائے سر ادب سے ہم کھڑے تھے
دعائیں لب پہ تھیں دل رو رہے تھے

سوا اس کے ہمارے پاس کیا تھا
نہ پوچھو اس گھڑی احساس کیا تھا

جنابِ حمزہؓ عم مصطفےٰ تھے
رسول پاکﷺ پر جاں سے فدا تھے

شجاعت کے دکھائے ایسے جوہر
کہ ہیبت جس سے طاری تھی عدو پر

جناب مصطفےٰﷺ کا قلب اطہر
ہوا مجروح ایسے حادثے پر

مختار اجمیری

غازیوں کے ہیں نگہبان جناب حمزہؓ

دین اسلام کی ہیں جان جناب حمزہؓ
اے میں قرباں ہیں وہ ذیشان جناب حمزہؓ

وہ اُحد میں بھی اَحد ہی کے پرستار رہے
ذاتِ واحد پہ قربان جناب حمزہؓ

اپنا خوں دے کے دلیری سے سر راہِ خدا
سرخرو کر گئے ایمان جناب حمزہؓ

رزم گاہِ حق و باطل کا کوئی معرکہ ہو
غازیوں کے ہیں نگہبان جناب حمزہؓ

ہاشمی، مطلبی، عم رسول اکرمﷺ
ہیں براہیم کا ارمان جناب حمزہؓ

امت سرورِ کونین کا تا روزِ جزا
ہو سلام آپ پہ ہر آن جناب حمزہؓ

جس کو مختارؔ کہا کرتے ہیں دنیا والے
آپ کا ہے وہ ثنا خوان جناب حمزہؓ

محسؔن بھوپالی

ہماری سوچ سے بڑھ کر جناب حمزہؓ ہیں

سراپا عزم کا مظہر جناب حمزہؓ ہیں
وفا و مہر کا مصدر جناب حمزہؓ ہیں

شہید اُحد میں آقا کے سامنے جو ہوئے
وہ جانثارِ پیمبر جناب حمزہؓ ہیں

تھے جن کے سامنے دشمن بھی لرزہ بر اندام
بہادری کا وہ پیکر جناب حمزہؓ ہیں

ہیں یوں تو سارے ستارے ہی ضوفشاں لیکن
نمایاں نجمِ منور جناب حمزہؓ ہیں

صفات اُن کی بیاں ہو بھی کس طرح محسؔن
ہماری سوچ سے بڑھ کر جناب حمزہؓ ہیں

پروفیسر منظر ایوبی

انوکھی شان کے حامل جناب حمزہؓ ہیں

فراز عشق کی منزل جناب حمزہؓ ہیں
جہاد زیست کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں

بنا ہے موجب صد افتخار جن کا لہو
انھی شہیدوں میں شامل جناب حمزہؓ ہیں

یہ ذوق و شوق شہادت نہیں تو پھر کیا ہے
کہ ہر عدو کے مقابل جناب حمزہؓ ہیں

با ایں خیال کیے پیش عقیدتوں کے گلاب
انوکھی شان کے حامل جناب حمزہؓ ہیں

چراغِ حق کو لہو سے جلانے والوں میں
شہیدِ خنجر قاتل جناب حمزہؓ ہیں

وہ کاروانِ حق آگاہ لٹ نہیں سکتا
کہ جس کے رہبر کامل جناب حمزہؓ ہیں

مثال ہے جو کوئی فی زمانہ پیش کرے
وہ جن صفات کے حامل جناب حمزہؓ ہیں

پروفیسر ڈاکٹر خورشید خاؔور امروہوی

جوانمردی کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں

ظلوم و شرک کے قاتل جناب حمزہؓ ہیں
فروغِ دین پہ مائل جناب حمزہؓ ہیں

رسولِ پاکﷺ کے چھوٹے چچا ہیں وہ لاریب
سو انس و مہر کا حامل جناب حمزہؓ ہیں

شہید ہو گئے جنگِ احد میں وہ لڑ کر
اللہ کے فضل کے حامل جناب حمزہؓ ہیں

بہادری میں ہیں لافانی طاق ایماں میں
جوانمردی کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں

سپاہی نامور اسلام کے ہیں وہ لاریب
یہ یاد رکھنے کے قابل جناب حمزہؓ ہیں

خلوص و مہر کا ہیں بے بہا خزینہ وہ
عطاء و مہر کے حامل جناب حمزہؓ ہیں

تمہارے بس میں نہیں خاؔور ان پہ کچھ لکھنا
نبیﷺ کے حلقے میں شامل جناب حمزہؓ ہیں

خمارؔ فاروقی

خدا کے دین کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں

کوئی ہو حد حدِ فاصل جناب حمزہؓ ہیں
''کمال و مہر کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں''

وہ بولہب ہو کہ بوجہل یا کوئی دشمن
ہر اک کے مدِ مقابل جناب حمزہؓ ہیں

انہی کے خون جگر سے یہ دین روشن ہے
ہر ایک رونقِ محفل جناب حمزہؓ ہیں

وہ معرکہ ہو بدر کا یا ہو اُحد جیسا
خدا کے دین کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں

گزند کوئی محمد ﷺ کو کیسے پہنچاتا؟
ہر اک کی راہ میں حائل جناب حمزہؓ ہیں

مثال ان کی نہ کوئی مثیل ہے ان کا
نصاب عشق میں داخل جناب حمزہؓ ہیں

شہید سارے مرے جسم و جان کی مانند
خمارؔ دل یہ مگر دلِ جناب حمزہؓ ہیں

سہیلؔ غازی پوری

حریفِ قوتِ باطل جناب حمزہؓ ہیں

ہر اعتبار سے کامل جناب حمزہؓ ہیں
بڑے دلیر بھی اے دل! جناب حمزہؓ ہیں

خدا، رسول خدا ہیں عزیز تر جس کو
اسی گروہ میں شامل جناب حمزہؓ ہیں

ضرور کوئی تہہِ تیغ ہونے والا ہے
کہ دشمنوں کے مقابل جناب حمزہؓ ہیں

مثال اُنؓ کی نہ مل پائے گی زمانے میں
کچھ ایسے جوہر قابل جناب حمزہؓ ہیں

یقیں نہ آئے تو تاریخ سے گواہی لیں
حریفِ قوت باطل جناب حمزہؓ ہیں

کمال یہ ہے کہیں خود ہیں رہبر منزل
کہیں مسافر منزل جناب حمزہؓ ہیں

سہیلؔ ناز کرے کیوں نہ عدل کی میزاں
کہ عادلوں کے بھی عادل جناب حمزہؓ ہیں

سجادؔ سخن

وہ سر کے ساتھ جو دیں دل جنابِ حمزہؓ ہیں

کمال و مہر کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں
عروجِ عشق کی منزل جناب حمزہؓ ہیں

شہیدِ دینِ خدا بے شمار ہیں لیکن
وہ سر کے ساتھ جو دیں دل جناب حمزہؓ ہیں

ستونِ عشق ہیں بوبکرؓ عمرؓ علیؓ عثماںؓ
کمالِ عشق کی منزل جناب حمزہؓ ہیں

فدا خدا پہ خدا کے حبیبﷺ کے عاشق
ہر ایک رنگ میں کامل جناب حمزہؓ ہیں

نہیں ہیں ہم میں مگر اب بھی ایسا لگتا ہے
حریفِ نرغۂ باطل جناب حمزہؓ ہیں

بزرگ وہ ہے خدا جس کا مدح خواں ہو سخنؔ
اِسی اصول کے عامل جناب حمزہؓ ہیں

جمیلؔ عظیم آبادی

بہشت خاص میں داخل جناب حمزہؓ ہیں

کمال و مہر کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں
دل گداز کے حامل جناب حمزہؓ ہیں

شمار ان کا بھی ہوتا ہے جاں نثاروں میں
صحابِ خاص میں شامل جناب حمزہؓ ہیں

زمانہ آج بھی قائل ہے ان کی ہمت کا
شجیع و مومن کامل جناب حمزہؓ ہیں

بلند درجہ شریعت میں ہے شہیدوں کا
بہشت خاص میں داخل جناب حمزہؓ ہیں

ہمیشہ کرتے رہے پیروی اُجالوں کی
سدا مقابلِ باطل جناب حمزہؓ ہیں

شکار کرنا شجاعت کی اِک نشانی ہے
فن شکار کے قائل جناب حمزہؓ ہیں

جمیلؔ شوق سے لکھوں گا منقبت ان کی
کہ اپنے وقت کے عادل جناب حمزہؓ ہیں

اقبآل عالم

خود اپنی ذات میں کامل جناب حمزہؓ ہیں

ثبات و عزم کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں
وہ سرفروشوں میں شامل جناب حمزہؓ ہیں

وہ جن کے نام کی ہیبت دلوں پر طاری ہے
وہ دشمنوں کے مقابل جناب حمزہؓ ہیں

نگاہ جن کی عدو کی ہر ایک چال پہ ہے
کب اپنے فرض سے غافل جناب حمزہؓ ہیں

ہر ایک فیصلہ ان کا حقیقتوں کا نقیب
معاملت میں بھی عادل جناب حمزہؓ ہیں

یہ وصف صحبتِ سرکار کی بدولت ہے
خود اپنی ذات میں کامل جناب حمزہؓ ہیں

ہر ایک حال میں وہ ہیں رسول پاکﷺ کے ساتھ
یہ سچ ہے جوہر اقبال جناب حمزہؓ ہیں

ملا ہے ان کو شہادت کا مرتبہ اقبآل
دیارِ خلد میں داخل جناب حمزہؓ ہیں

سجادؔ مرزا

کمال و مہر کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں

فدائے اسوۂ کامل جناب حمزہؓ ہیں
کمال و مہر کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں

کماں سے مارا ابوجہل کو تو پھر خود ہی
صفِ رسول میں شامل جناب حمزہؓ ہیں

انہی کو پرچم اسلام سب سے پہلے ملا
سباع حریف مقابل جناب حمزہؓ ہیں

چلایا وحشی نے خنجر بجانب حمزہؓ
اور اب شہیدوں میں شامل جناب حمزہؓ ہیں

غم حیات کی کشتی نہ ڈگمگائے گی
کہ بحر درد کا ساحل جناب حمزہؓ ہیں

خدا کی رحمتیں ان پر رہیں گی سایہ فگن
کہ شہر علم کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں

وہ عم حضرت والا کا مرتبہ سجاد
بلند تر ہے اور حامل جناب حمزہؓ ہیں

گوہرؔ ملسیانی

نبی ﷺ کے عشق میں گھائل جناب حمزہؓ ہیں

مرے خیال کی منزل جناب حمزہؓ ہیں
نگاہِ شوق کے حامل جناب حمزہؓ ہیں

جمالِ نور سے پائی ہے روشنی جس نے
شجاع و سیدِ عادل جناب حمزہؓ ہیں

جنابِ رحمتِ عالم ﷺ پہ جو رکا سن کر
ہوئے جو دین میں داخل جناب حمزہؓ ہیں

سراپا عزم ہیں پیکر ہیں وہ شجاعت کا
نبی ﷺ کے عشق میں گھائل جناب حمزہؓ ہیں

قدم اٹھا کے چلے غزوۂ احد میں جو
سپاہِ دین میں شامل جناب حمزہؓ ہیں

وقارِ امتِ بیضا، جوانِ رخشندہ
''کمال و مہر کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں''

گرا تھا عقبہ تو پہلے ہی وار میں گوہرؔ
فنونِ جنگ میں قابل جناب حمزہؓ ہیں

رفیع الدین رازؔ

اُحد کی جنگ کا حاصل جنابِ حمزہؓ ہیں

حریفِ بازوئے باطل جناب حمزہؓ ہیں
اُحد کی جنگ کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں

ہے ان کے رنگ وفا سے وقار گلشن کا
بہارِ صحن عنادل جناب حمزہؓ ہیں

سلگتی ریت سے لیلیٰ زندگی نے کہا
وفا کے دشت کا محمل جناب حمزہؓ ہیں

اُحد کی خاک کو ہے ناز جس کی عظمت پر
وہ عزم و حوصلہ وہ دل جناب حمزہؓ ہیں

ردائے زخم پہ جن کے گماں ہے گلشن کا
وہ جاں نثار وہ بسمل جناب حمزہؓ ہیں

بقاء کے پھول مہکتے ہیں جن فضاؤں میں
وہ رہ گزر وہ منزل جناب حمزہؓ ہیں

ٹھٹک کے بولے عدو اپنے دست و بازو سے
اب آگے بڑھنا ہے مشکل جناب حمزہؓ ہیں

عبدالعلیم کے، طالب

نبی ﷺ کے سینے میں خود دل جناب حمزہؓ ہیں

نبی ﷺ کے عاشق کامل جناب حمزہؓ ہیں
کمال و مہر کے حامل جناب حمزہؓ ہیں

ہر ایک صاحب ایماں سے مثل شیر و شکر
جو کفر ہو تو مقابل جناب حمزہؓ ہیں

رسول پاک ﷺ کے محبوب اتنے زیادہ ہیں
کہ ذکر و فکر میں شامل جناب حمزہؓ ہیں

نہیں ہے ثانی کوئی اُنؓ کا روزِ محشر تک
یوں اپنے خود متبادل جناب حمزہؓ ہیں

مقام اُنؓ کا ہے شہدا میں افضل و اعلیٰ
شہیدِ اعظم و کامل جناب حمزہؓ ہیں

لٹا دی جان نبی ﷺ پر کچھ اس طرح کہ سدا
نبی ﷺ کے سینے میں خود دل جناب حمزہؓ ہیں

شہید کر دیا کفار نے یہ دیکھتے ہی
کہ راہِ راست پہ عامل جناب حمزہؓ ہیں

قاری حبیب اللہ حبیب

جہاں میں ماحیٔ باطل جناب حمزہؓ ہیں

وفا و صبر میں کامل جناب حمزہؓ ہیں
خدا کے حکم پہ عامل جناب حمزہؓ ہیں

سرشت میں ہے اطاعت اسی لیے ہر دم
امورِ خیر پہ مائل جناب حمزہؓ ہیں

ہر ایک مسئلہ ہوتا ہے حل فراست سے
علومِ شرع میں قابل جناب حمزہؓ ہیں

وقار بڑھ گیا ان سے ہر اک عدالت کا
عجیب شان کے عادل جناب حمزہؓ ہیں

نہ کیوں ملے انھیں ہر چیز بزمِ عالم میں
درِ قدیر پہ سائل جناب حمزہؓ ہیں

نشان مٹ گیا باطل کا ان کے آنے سے
جہاں میں ماحیٔ باطل جناب حمزہؓ ہیں

اگرچہ کام ہوا منقبت کا تجھ سے حبیب
بغور دیکھ کر فاعل جناب حمزہؓ ہیں

پروفیسر ڈاکٹر ظفؔر ہاشمی

تجلیات نوافل جناب حمزہؓ ہیں

حریفِ قوت باطل جناب حمزہؓ ہیں
فدائے رہبر کامل جناب حمزہؓ ہیں

یہ بات صرف رسول کریم ﷺ جانتے ہیں
جس احترام کے قابل جناب حمزہؓ ہیں

نثار ہوگئے جو چاند سے بھتیجے پر
وہ عم ہادئ کامل جناب حمزہؓ ہیں

جمال عرش فرائض ہیں سید الشہدا
تجلیات نوافل جناب حمزہؓ ہیں

مرے لہو کی سلامت ہے آبرو ان سے
مری نمود کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں

میں ہاشمی ہوں، ظفؔر ہاشمی بحمد اللہ!
مرے وجود میں شامل جناب حمزہؓ ہیں

پروفیسر خیالؔ آفاقی

عجیب شان کے حامل جناب حمزہؓ ہیں

نگاہِ شوق کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں
خوشا کہ صاحب منزل جناب حمزہؓ ہیں

نبی ﷺ کا عشق ہو، ایمان ہو کہ فن حرب
ہر ایک بات میں کامل جناب حمزہؓ ہیں

نہیں ہے خوف چراغانِ حق فروزاں کو
کہ آندھیوں کے مقابل جناب حمزہؓ ہیں

نہیں تھا زور کسی میں کہ سامنا کرتا
فریب خوردۂ قاتل جناب حمزہؓ ہیں

ٹکا نہ پھر کوئی شہ زور تیغ بار جہاں
کہ جب بھی دیکھا مقابل جناب حمزہؓ ہیں

بلاشبہ ہیں اگر کوئی سید الشہداء
تو اس مقام کے حامل جناب حمزہؓ ہیں

کہ جس کے غم میں ہوا قلب مصطفیٰ ﷺ بھی ملول
عجیب شان کے حامل جناب حمزہؓ ہیں

لکھوں میں کیوں نہ قصیدہ شہید اعظم کا
خیالؔ عشق کے قابل جناب حمزہؓ ہیں

❁……۞……❁

قاری غلام زبیر نازشؔ

نبی کے فیض کے حامل جناب حمزہؓ ہیں

نبی کے عشق میں کامل جناب حمزہؓ ہیں
کمال و مہر کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں

شہ امم نے کہا ان کو سید الشہداء
خصوصی شان کے حامل جناب حمزہؓ ہیں

شہیدِ جادۂ دین متین پیغمبرﷺ
امین و صادق و عادل جناب حمزہؓ ہیں

حیات جن کی ہے روشن ولائے احمد سے
اک ایسے مرشدِ کامل جناب حمزہؓ ہیں

نہیں ہے موج بلا خیر کا مجھے خطرہ
مرے سفینے کا ساحل جناب حمزہؓ ہیں

رہے جہاد میں شامل حضورﷺ کے ہمراہ
نبی کے فیض کے حامل جناب حمزہؓ ہیں

زہے نصیب کہ حب رسول سے نازش
مرے خیال میں شامل جناب حمزہؓ ہیں

ڈاکٹر بشیؔر عابد

محاذِ جنگ میں کامل جناب حمزہؓ ہیں

کمال و مہر کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں
نبی ﷺ کے عشق میں بسمل جناب حمزہؓ ہیں

دکھائے جوہر مرد یقیں سر میداں
کہ کفر و شرک کے قاتل جناب حمزہؓ ہیں

مسافرانِ شہادت کدھر کو جاتے ہو
شہید ناز کی منزل جناب حمزہؓ ہیں

مثال تیغ شجاعت برنگِ شیر خدا
سراپا دشمن باطل جناب حمزہؓ ہیں

کہ اس لڑائی کی قسمت میں ہار آتی نہیں
کہ جس لڑائی میں شامل جناب حمزہؓ ہیں

شکستِ فاش سے دو چار کرنے والے جواں
محاذِ جنگ میں کامل جناب حمزہؓ ہیں

چچا رسول عرب کے بہادر یکتا
کہ بے نیاز سلاسل جناب حمزہؓ ہیں

میری اُمید کی کشتی ہیں ذات حمزہؓ بشیؔر
میری امید کا ساحل جناب حمزہؓ ہیں

تنویر پھولؔ

خطاب شاہ کے حامل جناب حمزہؓ ہیں

مری ہیں جان، مرا دل جناب حمزہؓ ہیں
کمال و مہر کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں

طلب جو کرتے تھے خوشنودئ شہہ بطحاﷺ
درِ نبیﷺ کے وہ سائل جناب حمزہؓ ہیں

ہوا ہے خوف سے بوجہل رنگ تیرا فق
سنبھل کہ تیرے مقابل جناب حمزہؓ ہیں

نہ ان کے سامنے ٹھہرا ہے کفر کا لشکر
سمجھ لو ماحئ باطل جناب حمزہؓ ہیں

جو ان کو چاہے اسے رکھتے ہیں نبیﷺ محبوب
یمِ مراد کا ساحل جناب حمزہؓ ہیں

اسد خدا کے نبیﷺ کے شہیدوں کے سید
خطاب شاہ کے حامل جناب حمزہؓ ہیں

وجود جن کا معطر نبی کی خوشبو سے
چمن میں پھولؔ وہ کامل جناب حمزہؓ ہیں

پروفیسر افضال احمد انوؔر

وفا و فوز کی منزل جناب حمزہؓ ہیں

صفاتِ خیر میں کامل جناب حمزہؓ ہیں
محیط حسن کا ساحل جناب حمزہؓ ہیں

محمد عربی کو ہیں وہ بہت پیارے
وفا و فوز کی منزل جناب حمزہؓ ہیں

نبی کی آنکھوں کی ٹھنڈک حسین اور حسن
علی ہیں جان کی جاں دل جناب حمزہؓ ہیں

خدا کو اس کے نبی کو نہ کیوں پسند ہو وہ
کہ جس گروہ میں شامل جناب حمزہؓ ہیں

عدو کوئی بھی نبی تک پہنچ نہیں سکتا
کہ اس کی راہ میں حائل جناب حمزہؓ ہیں

کمال و مہر جو حاصل ہیں دین و دنیا کا
کمال و مہر کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں

ہے جانِ خیر سکون و سرور میں انوؔر
تمام شر کے مقابل جناب حمزہؓ ہیں

محمد اقبال نجمی

وفا کے پیکرِ کامل جنابِ حمزہؓ ہیں

نبی ﷺ کے عشق میں کامل جناب حمزہؓ ہیں
کمال و مہر کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں

نبی ﷺ کے عم مکرم وہ جاں نثار نبی
وفا کے پیکر کامل جناب حمزہؓ ہیں

خدا کی راہ میں ہجرت وہ کرنے والے ہیں
ہوئے جو پیار میں کامل جناب حمزہؓ ہیں

نبی کے عشق سمندر میں جھانکنے والے
یہ جانتے ہیں کہ حاصل جناب حمزہؓ ہیں

ملا ہے دین کو غلبہ شہید کے خوں سے
عظیم رتبہ کے حامل جناب حمزہؓ ہیں

خدا کے نور سے روشن شہید ہوتے ہیں
جنھیں یہ نور ہے حاصل جناب حمزہؓ ہیں

ہے اُن کی زندگی نجمی مثال سے اولیٰ
گروہ قدس میں شامل جناب حمزہؓ ہیں

ولیؔ عالم جلالی

خدا کے ولیوں میں شامل جنابِ حمزہؓ ہیں

دعائے خاص کا حامل جنابِ حمزہؓ ہیں
نبیﷺ کے پیاروں میں شامل جنابِ حمزہؓ ہیں

کہا ہے سیّد الشہدا حبیبِ رب نے انھیں
سو ایسے عامل و کامل جنابِ حمزہؓ ہیں

حضورِ پاک سے اُلفت کا یہ ثمر دیکھو
خدا کے ولیوں میں شامل جنابِ حمزہؓ ہیں

کچھ اس طرح سے نوازا ہے رب تعالیٰ نے
نبیﷺ کے عاشق کامل جنابِ حمزہؓ ہیں

نبیﷺ کے عاشق صادق ہیں، اس لیے لوگو
ولیؔ کی سانسوں میں شامل جنابِ حمزہؓ ہیں

حکیم راؤ عبداللہ عزمی علیگ

شعور و فکر کا حاصل جنابِ حمزہؓ ہیں

طِلائی حرف کے حامل جناب حمزہؓ ہیں
شعور و فکر کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں

ثنائے حرف کی کرنوں نے جھوم کر یہ کہا
کہ میری روح میں شامل جناب حمزہؓ ہیں

انہی کے نام سے تاریخ جگمگاتی ہے
ورق ورق مہِ کامل جناب حمزہؓ ہیں

نہیں ہے فکر مجھے تو کسی بھی طوفاں کی
مرے سفینے کا ساحل جناب حمزہؓ ہیں

شعور و فکر کا جو نکتہ حقیقت ہے
اسی رموز کے قائل جناب حمزہؓ ہیں

ہمیشہ وہ جو مکیں تجھ میں ہیں دلِ عزمیؔ
مرے اشعار کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں

رفیق مغل

عطائے خاص کے حامل جناب حمزہؓ ہیں

نبی ﷺ کے قرب کے حامل جناب حمزہؓ ہیں
صد احترام کے قابل جناب حمزہؓ ہیں

وہ جانتے تھے حضوری کے لطف کا عالم
درِ رسول کے سائل جناب حمزہؓ ہیں

شعور و علم کی دولت انھیں میسر ہے
ہمارے رہبر کامل جناب حمزہؓ ہیں

لقب دیا ہے محمد ﷺ نے سید الشہداء
عطائے خاص کے حامل جناب حمزہؓ ہیں

ہوئی ہے جن کے لہو سے چمن میں شادابی
وہ آشنائے منازل جناب حمزہؓ ہیں

انھیں کی ذات کو زیبا کمال علم و ہنر
جہادِ فکر کے حاصل جناب حمزہؓ ہیں

چنے ہیں لفظ عقیدت سے منقبت کے لیے
مغلؔ وہ صاحبِ محفل جناب حمزہؓ ہیں

یونس ہویدا

زمیں پہ فخر کے قابل جناب حمزہؓ ہیں

خوشا کہ ذات میں کامل جناب حمزہؓ ہیں
کمال و مہر کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں

بہت قریب وہ محبوب کبریا کے رہے
صف صحابہؓ میں شامل جناب حمزہؓ ہیں

مشاورت کا ہر انداز منفرد ان کا
زمیں پہ فخر کے قابل جناب حمزہؓ ہیں

شہید ہو کے ہوئے ہیں وہ زندۂ جاوید
جہاد شوق کی منزل جناب حمزہؓ ہیں

وہ تیغ زن ہیں جری عزم ہے جواں ان کا
ہر اعتبار سے کامل جناب حمزہؓ ہیں

وہ منصفی کے تقاضوں سے خوب واقف ہیں
کہ ہر لحاظ سے عادل جناب حمزہؓ ہیں

ہویداؔ جامِ شہادت سے یہ ملا پیغام
شعور و فکر کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں
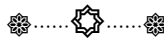
صفدر علی خاں صفدرؔ

محبتوں سے بھرا دل جناب حمزہؓ ہیں

شعور و فکر کے حامل جناب حمزہؓ ہیں
وہ اپنی ذات میں کامل جناب حمزہؓ ہیں

عدو کی فوج میں جس کو گھمنڈ ہے خود پر
اُسی لعیں کے مقابل جناب حمزہؓ ہیں

وہ راہِ حق جو حبیبِ خداﷺ نے اپنائی
اسی طریق پہ مائل جناب حمزہؓ ہیں

دھڑکتا ہے جو خدا اور رسول کی خاطر
محبتوں سے بھرا دل جناب حمزہؓ ہیں

جنھیں ملی ہے بشارت جہاں میں جنت کی
اُسی گروہ میں شامل جناب حمزہؓ ہیں

عجیب خوف سے لرزاں ہے لشکرِ کفار
کہ اس کی راہ میں حائل جناب حمزہؓ ہیں

خدا کرے چلے صفدرؔ بھی اُن کی راہوں پر
وہ جس کمال کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں

نجیب قاصؔر

مقام خاص کے حامل جناب حمزہؓ ہیں

بڑے کمال کے حامل جناب حمزہؓ ہیں
مرے کلام کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں

مثال جن کی ہے مشکل جناب حمزہؓ ہیں
ہے جسم لشکرِ دیں، دل جناب حمزہؓ ہیں

رفیق جادۂ مشکل جناب حمزہؓ ہیں
عزیز رہبر کامل جناب حمزہؓ ہیں

نبی ﷺ نے ان کو پکارا ہے سید الشہداء
مقام خاص کے حامل جناب حمزہؓ ہیں

امڈ امڈ کے چلے آ رہے ہیں پروانے
چراغِ جادۂ منزل جناب حمزہؓ ہیں

اہالیانِ عقیدت تمھیں مبارک ہو
تمھارے صاحب محفل جناب حمزہؓ ہیں

جہانِ جہد و عمل میں ابد تلک قاصؔر
تغاوتِ حق و باطل جناب حمزہؓ ہیں

وزیرؔ حسن

وہ جن سے دور ہو مشکل جناب حمزہؓ ہیں

وفا کی راہ کی منزل جناب حمزہؓ ہیں
کمال و مہر کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں

جنھیں حضورﷺ نے فرمایا سید الشہدا
وہی تو گوہر کامل جناب حمزہؓ ہیں

زمین بدر ہو یا معرکہ اُحد کا ہو
عدو کے مد مقابل جناب حمزہؓ ہیں

وہ جن کے واسطے آیات کا نزول ہوا
وہ جن سے دب گیا باطل جناب حمزہؓ ہیں

نبی کے ایک اشارے پہ جان دے دینا
وہ جاں نثار وہ عادل جناب حمزہؓ ہیں

احد کی جنگ میں شامل ہوئے شہید ہوئے
وہی بہشت میں داخل جناب حمزہؓ ہیں

وزیرؔ اونچا صحابہؓ میں ان کا رتبہ ہے
وہ جن سے دور ہو مشکل جناب حمزہؓ ہیں

یوسفؔ شکوہ آبادی

عدوئے دیں کے مقابل جنابِ حمزہؓ ہیں

خدا کی راہ پہ مائل جناب حمزہؓ ہیں
کمال و مہر کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں

ہوئے ہیں جب سے محافظ رسول اکرمﷺ کے
عدوئے دیں کے مقابل جناب حمزہؓ ہیں

جو حق کی راہ میں جاں تک نثار اپنی کرے
یقین و عزم کا وہ دل جناب حمزہؓ ہیں

چچا، حضور پہ جنگِ احد بحکمِ رب
شہید ہونے میں اوّل جناب حمزہؓ ہیں

لکھا ہے صاف کلام مجید میں رب نے
مرے چہیتوں میں شامل جناب حمزہؓ ہیں

صدا یہ آتی ہے مکہ کے کہساروں سے
ہر ایک جنگ کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں

جو زخم سینے پہ کھائے حریف کا یوسفؔ
وہ فاتحِ اصل میں بکل جناب حمزہؓ ہیں

قمرالزماں پیہم

میرے سفینے کا ساحل جناب حمزہؓ ہیں

صد احترام کے قابل جناب حمزہؓ ہیں
کمال و مہر کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں

ہجوم صاحب عرفاں میں ڈھونڈتے کیا ہو
وہ دیکھو رونق محفل جناب حمزہؓ ہیں

تلاشِ منزل جاناں تو کر رہے ہیں ہم
وہ دیکھئے سر منزل جناب حمزہؓ ہیں

وفورِ شوق شہادت تو دیکھئے ان کی
احد کی جنگ میں شامل جناب حمزہؓ ہیں

انھیں خدا نے نوازا ہے فتح و نصرت سے
وہ جس جدال میں شامل جناب حمزہؓ ہیں

بھنور کا خوف ستائے گا کیا بھلا مجھ کو
میرے سفینے کا ساحل جناب حمزہؓ ہیں

احاطہ ان کے تشخص کا کر رہا ہے پیہم
لرز نہ جائے کہیں دل جناب حمزہؓ ہیں

طاؔہر سلطانی

صفِ عدو کے مقابل جناب حمزہؓ ہیں

خدا کی حمد میں کامل جناب حمزہؓ ہیں
خدا کے حکم پہ عامل جناب حمزہؓ ہیں

خدا نے دی انھیں توفیق حق پرستی کی
سو حق پرستی پہ مائل جناب حمزہؓ ہیں

لوالحمد کا جھنڈا بلند کرنے کو
صفِ عدو کے مقابل جناب حمزہؓ ہیں

خدا کے نام پہ جاں دینے کا ہنر سیکھا
خدا کی راہ میں عاقل جناب حمزہؓ ہیں

سلیقہ حمدِ خدا کا جنھیں میسر ہے
اُسی گروہ میں شامل جناب حمزہؓ ہیں

خدا نے شوق شہادت عطا کیا اُنؓ کو
خدا کے پیاروں میں شامل جناب حمزہؓ ہیں

خدا کا یہ بھی کرم ہے کہ اب تو طاؔہر کے
خیال و فکر کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں

طاہرؔ سلطانی

نبی ﷺ کی آل میں شامل جناب حمزہؓ ہیں

شہید ہو گئے اللہ کی رضا کے لیے
خدا کے ولیوں میں شامل جناب حمزہؓ ہیں

خلوص و حق و صداقت کے پاسباں ٹھہرے
کہ قول و فعل میں کامل جناب حمزہؓ ہیں

بڑی عقیدت و اُلفت نبی ﷺ سے تھی اُن کو
نبی ﷺ کی آل میں شامل جناب حمزہؓ ہیں

نوازا رب نے بڑی خوبیوں سے حمزہؓ کو
فصیلِ ذات میں عادل جناب حمزہؓ ہیں

رہا زمانے میں بوجہل دشمن ایماں
خدا پرستی پہ مائل جناب حمزہؓ ہیں

ہے ناز جن پہ خدا و رسول کو طاہرؔ
وہ حق شناس وہ عامل جناب حمزہؓ ہیں

گہرؔ اعظمی

خلوص و عشق کی منزل جناب حمزہؓ ہیں

مسلماں اکمل و کامل جناب حمزہؓ ہیں
کمال و مہر کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں

چچا تھے آپ ﷺ کے وہ اور رضاعی بھائی بھی
خلوص و عشق کی منزل جناب حمزہؓ ہیں

ہوئے بھتیجے کی الفت میں دیں کے شیدائی
عظیم شخص وہ عاقل جناب حمزہؓ ہیں

ہمیشہ پیچھے ہوئے ڈر سے بولہب، بوجہل
جب آئے ان کے مقابل جناب حمزہؓ ہیں

دکھائے بدر کے میداں میں اپنے جوہر خوب
ان عسکریوں میں شامل جناب حمزہؓ ہیں

ملا ہے اُن کو یہ اعزاز ہیں شہیدِ اُحد
سو جنتیوں میں داخل جناب حمزہؓ ہیں

دکھاتا جلوہ گہرؔ نور ہے اک عالم میں
چراغ ایسا مقابل جناب حمزہؓ ہیں

سیّد عارف مہجورؔ رضوی

فضیلتوں میں مقدم جناب حمزہؓ ہیں

نبی ﷺ کے عم مکرم جناب حمزہؓ ہیں
سراپا سطوتِ پیہم جناب حمزہؓ ہیں

لقب ملا ہے انھیں سید الشہداؓ کا
جہانِ حق میں معظم جناب حمزہؓ ہیں

سعادتوں میں نہیں کوئی ان کا ہم پایہ
فضیلتوں میں مقدم جناب حمزہؓ ہیں

بڑھا ہے ان کی بدولت وقار دین حسن
نبی ﷺ کے دین کا پرچم جناب حمزہؓ ہیں

بجا ہے ناز شجاعت کو جن کی جرأت پر
وہ کوہِ عزم مجسم جناب حمزہؓ ہیں

جہان کفر کے اک اک جغادری کو بجا
دکھاتے راہِ جہنم جناب حمزہؓ ہیں

جہان مہر و وفا کے ابد تلک مہجور
امیر و قائد اعظم جناب حمزہؓ ہیں

احمد متین

عجیب شان کے حامل جناب حمزہؓ ہیں

ہماری سوچ سے بڑھ کر جناب حمزہؓ ہیں
انوکھی شان کے حامل جناب حمزہؓ ہیں
جوانمردی کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں
خدا کے دین کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں
حریفِ قوتِ باطل جناب حمزہؓ ہیں
وہ سر کے ساتھ جو دیں دل جناب حمزہؓ ہیں
بہشت خاص میں داخل جناب حمزہؓ ہیں
خود اپنی ذات میں کامل جناب حمزہؓ ہیں
کمال و مہر کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں
نبی ﷺ کے عشق میں گھائل جناب حمزہؓ ہیں
اُحد کی جنگ کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں
نبی ﷺ کے سینے میں خود دل جناب حمزہؓ ہیں
جہاں میں ماحیٔ باطل جناب حمزہؓ ہیں
تجلیات نوافل جناب حمزہؓ ہیں
عجیب شان کے حامل جناب حمزہؓ ہیں
نبی کے فیض کے حامل جناب حمزہؓ ہیں
محاذِ جنگ میں کامل جناب حمزہؓ ہیں
خطاب شاہ کے حامل جناب حمزہؓ ہیں
وفا و فوز کی منزل جناب حمزہؓ ہیں
وفا کے پیکرِ کامل جناب حمزہؓ ہیں

خدا کے ولیوں میں شامل جناب حمزہؓ ہیں
شعور و فکر کا حاصل جناب حمزہؓ ہیں
عطائے خاص کے حامل جناب حمزہؓ ہیں
زمیں پہ فخر کے قابل جناب حمزہؓ ہیں
محبتوں سے بھرا دل جناب حمزہؓ ہیں
مقام خاص کے حامل جناب حمزہؓ ہیں
وہ جن سے دور ہو مشکل جناب حمزہؓ ہیں
عدوئے دیں کے مقابل جناب حمزہؓ ہیں
میرے سفینے کا ساحل جناب حمزہؓ ہیں
صفِ عدو کے مقابل جناب حمزہؓ ہیں
نبیﷺ کی آل میں شامل جناب حمزہؓ ہیں
جو جسم دین ہے تو دل جناب حمزہؓ ہیں
خلوص و عشق کی منزل جناب حمزہؓ ہیں
فضیلتوں میں مقدم جناب حمزہؓ ہیں

انوار عزمی

شہیدوں کا جو میرِ کارواں ہے

ہزاروں رحمتیں ہوں اس پہ نازل
رسولِ پاک کا جو دل بڑھا کر

شہادت کا بڑا اعزاز پا کر
سکوں کے ساتھ اطمینان کے ساتھ

کئی صدیوں سے جو اپنی لحد میں
احد کے زیرِ سایہ سو رہا ہے

یہ وہ انساں ہے جو ذاتِ خدا پر
کڑے لمحات میں ایمان لایا

نبی کا حوصلہ جس نے بڑھایا
خدا کے فضل سے جرأت سے اپنی

بڑی نازک بڑی مشکل گھڑی میں
غرورِ کفر کو نیچا دکھایا

یہ وہ ہستی ہے جس نے ڈھال بن کر
حفاظت کی حبیب کبریا ﷺ کی

بڑی ہمت بہت ہی حوصلے سے
نمازِ عشق کعبے میں ادا کی

شہادت کا سجا کر تاج سر پر
بنا سرخی جو تاریخِ وفا کا

زمانہ کیسے اس حمزہؓ کو بھولے
شہیدوں کا جو میرِ کارواں ہے

سکوتِ بزم ہستی میں جو اب بھی
صدائے حق ہے آوازِ اذاں سے

ہے محوِ خواب میدانِ احد میں
مگر پھر بھی ہمارے درمیاں ہے

ہیں جتنے بھی یہاں پر اہل ایماں
رہے گا وہ دعا میں ان کی شامل

نہیں ہوتا جو قسمت ہر کسی کی
ہوا ہے ایسا منصب اس کو حاصل

جو معراج شہادت کا ہے حامل
ہزاروں رحمتیں ہوں اس پر نازل

راجا رشید محمود

شیبۃ الحمد ابنِ عبدالمطلبؓ شیرِ خدا

تھے رضاعی بھائی سرکارِ والا کے چچا
ہر بہادر اور جری بندے کے جو ہیں مقتدا
اس حوالے سے بھی میں کرتا ہوں حمزہؓ کی ثنا
چرخِ پامردی پہ یہ لکھا ہوا میں نے پڑھا
شیبۃ الحمد ابنِ عبدالمطلبؓ شیر خدا

جنگ کو جاتے تو پہلے پہنتے تھے زرہ
دین میں آئے تو پھر ایسا نہ اک دن بھی کیا
پہلے میں ڈرتا تھا مرنے سے انھوں نے یہ کہا
خوف لیکن اب مجھے اس سے نہیں آتا ذرا
شیبۃ الحمد ابنِ عبدالمطلبؓ شیر خدا

بعدِ اسلام اک تخصص تھا تو تھا ان کا یہی
دشمنِ محبوب رب العالمیں سے دشمنی
بس اسی خاطر انھوں نے جان لی اور جان دی
ہے انھی کے دم سے روشن نام اخلاص و وفا
شیبۃ الحمد ابنِ عبدالمطلبؓ شیر خدا

تھی اُحد کی جنگ جس میں جان اپنے رب کو دی
اس طرح پائی انھوں نے زندگیٔ سرمدی
کر دی ظاہر سب پہ جو الفت نبی کو ان سے تھی
آپ ﷺ نے ان کا جنازہ پڑھ کے ستر مرتبہ
شیبۃ الحمد ابن عبدالمطلبؓ شیر خدا

طیبہ جانا اور وہاں رہنا اگر چاہے کوئی
یہ ضروری ہے کہ لے پروانۂ حمزہؓ جری
ہیں گورنر شہر سرکارِ دو عالم کے وہی
لازماً درکار ہے اس کے لیے ان کی رضا
شیبۃ الحمد ابن عبدالمطلبؓ شیر خدا

راجا رشید محمودؔ

جو جسم دین ہے تو دل جناب حمزہؓ ہیں

درِ نبی ﷺ کے جو سائل جناب حمزہؓ ہیں
سخی کریم ہیں باذل جناب حمزہؓ ہیں

چچا بھی آقا ﷺ کے ہیں اور رضاعی بھائی بھی
تو دوستوں میں بھی شامل جناب حمزہؓ ہیں

انھیں کے دم سے تو قائم علاقہ روح سے ہے
جو جسم دین ہے تو دل جناب حمزہؓ ہیں

فریفتہ ہیں وہ سرکار ﷺ کے شمائل پر
تو متبع خصائل جناب حمزہؓ ہیں

برائے دین نبی ﷺ سر کٹا ہوا مثلہ
تو سر بلندی کے قابل جناب حمزہؓ ہیں

جو اجتماع آج بھی ہوتے ہیں حب آقا ﷺ میں
امیر جملہ محافل جناب حمزہؓ ہیں

جری جہان میں محمودؔ کوئی ان سا کہاں
کہ اس حوالے سے کامل جناب حمزہؓ ہیں

بشیر حسین ناظم

نبی کی الفت تھی تیری مایا، وقارِ عرفاں جناب حمزہؓ

رسول اعظم کے عمِ اکرم شہِ شہیداں جناب حمزہؓ
شہِ تہور، مہِ شہامت امیر میراں جناب حمزہؓ

تو گلشن ارتضا کی خوشبو، تو گلستان رَجا کی خوشبو
تو باغ ارض صفا کی خوشبو نشانِ ایماں جناب حمزہؓ

فلک سلامی ملک سلامی سماک قربان، سمک سلامی
ہے تیرے مضجع پہ نور افشاں، صفا کی افشاں جناب حمزہؓ

شہِ شہیداں لقب ہے تیرا، جو تجھ کو پیارے نبی نے بخشا
نبی کی الفت تھی تیری مایا، وقار عرفاں جناب حمزہؓ

اُحد کے میدان کے بہادر، ہیں تجھ پہ واری جہان کے حُر
سکھائے تو نے ثبات کے گُر، حبیبِ رحماں جناب حمزہؓ

صریح تیری مثیل جنت، ہے تیرا اُسوہ دلوں کی قوت
ہے تجھ پر قربان عود رحمت عبیرِ ایقاں جناب حمزہؓ

اے محسن دین حق تعالیٰ درود تجھ پر سلام تجھ پر
نگاہ رافت بسوئے ناظم، کرم کی برہاں جناب حمزہؓ

ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی

آپ کے دم سے بڑھی شوکتِ اسلام شہا

مجھ سے کس طرح بیاں شان ہو حضرت حمزہؓ
کل شہیدوں میں وہ ذی شان ہو حضرت حمزہؓ

آپ کے دم سے بڑھی شوکتِ اسلام شہا
باعثِ قوتِ ایمان ہو حضرت حمزہؓ

شیر ہو بیشۂ اسلام کے اے عم حضور!
دین حق کے وہ نگہبان ہو حضرت حمزہؓ

آپ کو بخشا گیا سید شہدا کا لقب
دین پہ اس طرح قربان ہو حضرت حمزہؓ

رن میں لپکے تو صفِ اعدا میں کہرام مچا
شیرحق ضیغم رحمان ہو حضرت حمزہؓ

شاہِ کونین سے یوں کر گئے تکمیل وفا
جان سے آقا پہ قربان ہو حضرت حمزہؓ

آپ پر کیوں نہ کرے ناز شجاعت مولا!
بالیقیں شاہِ شہیدان ہو حضرت حمزہؓ

وہ بھی سو جان سے قرباں ہو شہِ کوثر پر
جس کو بھی آپ کا عرفان ہو حضرت حمزہؓ

آپ کے اسوۂ حسنہ پہ مشاہدؔ بھی چلے
آپ کا بڑھتا یہ ایقان ہو حضرت حمزہؓ

گہر اعظمی

حضرت حمزہؓ کا قبولِ اسلام

حضرت حمزہؓ چچا یوں تھے رسول اللہ کے
تھے رضاعی بھائی اور ان سے بڑے دو سال تھے
آپ طاقتور بہت تھے اور بہادر تھے بڑے
تھا گٹھیلا جسم ان کا اور قد آور بھی تھے
ہاتھ پر وہ آپ ﷺ کے اسلام گو لائے نہ تھے
پر محبت کی نظر سے ہر ادا کو دیکھتے
ایک دن بوجہل نے کوہِ صفا کے پاس ہی
آپ ﷺ کو تکلیف پہنچائی، بڑی کی زیادتی
دین کی اس نے آپ ﷺ کے تنقیص اور تحقیر کی
خامشی سے آپ ﷺ نے ہر ایک بات اس کی سنی
کچھ نہ بولے آپ ﷺ جب تو اس نے زخمی کر دیا
سر پہ پتھر مار کر خوں جس سے جاری ہوگیا
پاس کعبہ کے گیا پھر مجلسِ شوریٰ میں وہ
تاکہ وہ ان کو بتائے کام کر آیا ہے جو
ایک باندی جو کھڑی تھی اس جگہ نزدیک ہی
اُس کو یہ بوجہل کی حرکت لگی بے حد بری
حضرت حمزہؓ وہاں سے جب کہ گزرے شام کو
روز کرنے کو شکار ہر صبح کو جاتے تھے جو
اور حمائل تھی گلے میں اس لیے اب تک کماں
اُس نے ساری بات کر دی آپ سے کھل کر بیاں

سخت غصہ ان کو آیا سن کے یہ باتیں تمام
وہ بڑھے بوجہل کی جانب کو لینے انتقام
پاس میں اس کے پہنچ کر یہ کہا اے بد نہاد
کیوں بھتیجے سے مرے کرتا ہے تو شر و فساد
حالاں کہ میں کر چکا ہوں دین کو اس کے قبول
صدقِ دل سے مانتا ہوں اس کو اللہ کا رسول
پھر بھرے غصہ میں سر پر زور سے ماری کماں
لوگ ششدر رہ گئے موجود تھے جو بھی وہاں
آگئے غصہ میں لوگ اس پر بنو مخزوم کے
اور بنو ہاشم بھڑک کر آئے ان کے سامنے
جنگ آپس میں لگا ایسا کہ اب چھڑ جائے گی
رنگ خوب اپنا جہالت ان کی پھر دکھلائے گی
کہہ کے یہ بوجہل نے لیکن کیا خاموش انھیں
کہ ابو عمارہ کو جانے دو کیوں کہ حق پہ ہیں
ہے خطا دراصل میری، میں نے کی ہے زیادتی
جو محمد ﷺ کو ستایا، دی اسے گالی بری
جوش میں تھے کر لیا اسلام حمزہؓ نے قبول
پھر لگے وہ سوچنے کہ چھوڑیں کیوں اپنے اصول
کر لیا جب اس پہ غور و فکر خوب اچھی طرح
دین حق اسلام ہی ہے کر لیا یہ فیصلہ
حضرت حمزہؓ سے اہل حق کی قوت بڑھ گئی
لانے سے اسلام، ان میں آ گئی ہمت بڑی

مقبول شارب

حمزہؓ ہیں آپ عالمِ انسانیت کی شان

حمزہؓ ہیں آپ کشورِ الفت کے تاجدار
حمزہؓ ہیں آپ ملکِ شہادت کے افتخار

حمزہؓ ہیں آپ ہر دل مسلم کی آرزو
حمزہؓ ہیں آپ شہر شجاعت کی آبرو

حمزہؓ ہیں آپ عزم کے سورج کی روشنی
حمزہؓ ہیں آپ ہر گلِ ایقاں کی تازگی

حمزہؓ ہیں آپ کوکبِ ایماں کی آب و تاب
حمزہؓ ہیں آپ لہر جہاں تاب کا جواب

حمزہؓ ہیں آپ حسن چمن فصلِ جانفزا
حمزہؓ ہیں آپ حبس میں جھونکا نسیم کا

حمزہؓ ہیں آپ منزلِ ادراک کا نشاں
حمزہؓ ہیں آپ عالمِ انسانیت کی شان

حمزہؓ ہیں آپ راہبر شارب حزیں
حمزہؓ ہیں آپ مایۂ اسلام بالیقیں

محمد یاسینؔ وارثی

نور کا ہالہ ہیں حضرت حمزہؓ ابن مطلبؓ

کیا بتاؤں کیا ہیں حضرت حمزہؓ ابن مطلب
سید الشہدا ہیں حضرت حمزہؓ ابن مطلب

نور ہیں سرکار دو عالم مجسم نور ہیں
نور کا ہالہ ہیں حضرت حمزہؓ ابن مطلب

بارگاہِ سیّد والا میں ہو کر باریاب
جلوہ ہی جلوہ ہیں حضرت حمزہؓ ابن مطلب

آسماں بھی جس کی رفعت پر ہے نازاں آج تک
وہ قدِ بالا ہیں حضرت حمزہؓ ابن مطلب

اب بھی ہے جو اہل ایماں کی نگاہوں کی چمک
وہ دُرِّ یکتا ہیں حضرت حمزہؓ ابن مطلب

اہل دل اہل نظر اہل محبت کے لیے
آنکھ کا تارا ہیں حضرت حمزہؓ ابن مطلب

میں بھی ہوں یاسینؔ اُن کی مدح میں رطب للساں
ہیں بہت اعلیٰ ہیں حضرت حمزہؓ ابن مطلب

عزیزالدین خاکی

نبی سے قربت کا راستہ ہیں ہمارے آقا جناب حمزہؓ

شہیدِ دربارِ کبریا ہیں ہمارے آقا جناب حمزہؓ
فدائے سردارِ انبیاء ہیں ہمارے آقا جناب حمزہؓ

بہادری میں مثال اپنی، تو زہد و تقویٰ میں منفرد بھی
رحیم و غفار کی عطا ہیں ہمارے آقا جناب حمزہؓ

شہید جنگ اُحد میں ہو کر مقام ارفع و اعلیٰ پایا
تمام شہدا کے پیشوا ہیں ہمارے آقا جناب حمزہؓ

نبی ﷺ سے تھی اس قدر محبت کہ دشمنوں پر برس پڑے تھے
نثارِ یکتائے مصطفیٰ ﷺ ہیں ہمارے آقا جناب حمزہؓ

چلے جو نقش قدم پہ اُن کے کبھی بھٹکنے نہ پائے گا وہ
اک ایسے رہبر ہیں رہنما ہیں ہمارے آقا جناب حمزہؓ

جو معتقد ہو گئے ہیں اُن کے حقیقتاً ہیں وہ مصطفیٰ کے
نبی سے قربت کا راستہ ہیں ہمارے آقا جناب حمزہؓ

عقیدت و احترام لازم، ہے بیشک اُن کا، عزیز خاکی
حضور پرنور ﷺ کے چچا ہیں ہمارے آقا جناب حمزہؓ

فیض رسول فیضانؔ

ملائکہ کا بھی نعرہ ہے ''مرحبا، حمزہؓ''

رسولِ ہاشمی ﷺ کے محترم چچا حمزہؓ
جہان بھر کے شہیدوں کے رہنما حمزہؓ

شجاعت اور دلیری کا سلسلہ حمزہؓ
شہادتِ ابدی کا تلازمہ حمزہؓ

خوشا یہ شان کہ ناموسِ خواجۂ دیں پر
بصد ہزار عزیمت ہوئے فدا حمزہؓ

حسین ابن علی جس کا نقطۂ تکمیل
اُس آب و تابِ حریت کی ابتدا حمزہؓ

دکھائے آپؓ نے جوہر وہ جاں نثاری کے
ملائکہ کا بھی نعرہ ہے ''مرحبا، حمزہؓ''

خدا ہی جانے کہ ہوتا ہے کس قدر نایاب
شہیدِ عشق رسالت ﷺ کا خوں بہا حمزہؓ

مجاہدین پہ کی جا رہی ہے تنگ زمیں
سنو عریضۂ فیضانؔ، آؤ یا حمزہؓ

محمد حنیف نازشؔ قادری

وہ خدا کے بھی اسد ہیں مصطفےٰ کے بھی اسد

مرتبہ ہے حضرتِ حمزہ کا بے احصار و حد
وہ خدا کے بھی اسد ہیں مصطفےٰ کے بھی اسد

وہ ہیں سردارِ شہیداں وہ غسیل قدسیاں
شاہد ان کی جرأت و عظمت پہ ہے اب بھی اُحد

سید کون و مکاں کے ہیں وہ عم محترم
خانوادہ ایک ہے دونوں کا اور ہے ایک حد

دوست بھی سرکار کے تھے، دودھ بھائی بھی تھے
انﷺ کے گستاخوں کے تھے دشمن بغایت شد و مد

معترف تھے صاحب لولاکﷺ اس امداد کے
دین حق کی جس طرح فرمائی حمزہؓ نے مدد

ہو چکی تھی گو وصالِ پاک کو آدھی صدی
پاؤں سے رسنے لگا خون اللہ الصمد

حضرت حمزہؓ نے دکھلایا جو اپنے دور میں
آج اس کردار کی نازشؔ ضرورت ہے اشد

طارقؔ سلطان پوری

اس شہید راہِ حق پر اہلِ حق کو ناز ہے

صدق و اخلاص و وفا داری کا پیکر دلربا
سر گروہِ جاں نثارانِ محمد مصطفیٰ ﷺ

خیر خواہ و غمگسارِ رحمت للعالمین ﷺ
ابتلا و آزمائش میں نصیر شاہ دیں

داستاں اس کی جسارت کی ہے مشہورِ جہاں
قوت بازوئے محبوبِ خدائے انس و جاں

وہ دلاور ہے شہادت کا سر عنوانِ کتاب
مرتبہ اس کا بڑا اس کی فضیلت بے حساب

ذرہ ذرہ ہے احد کا اس کی جرأت پر گواہ
بے مثال و منفرد اس کی شہادت پر گواہ

دو جہاں میں وہ بلند اقبال و با اعزاز ہے
اس شہید راہِ حق پر اہلِ حق کو ناز ہے

موت ان کی اور ان کی زندگی کچھ اور ہے
عقل والو، عاشقوں کی بات ہی کچھ اور ہے

پیر غلام دستگیر نامی

بدلہ نبی ﷺ کا جس نے ابو جہل سے لیا

اسد اللہ اور شیر نبی ﷺ
کون؟ حمزہؓ ہیں سید الشہدا

یہ خطابات ان کو کس نے دیئے؟
ہاں! انھوں نے جو ہیں رسول خدا ﷺ

یہ ہیں سردار کل شہیدوں کے
اور شیر خدا بھی بے ہمتا

شیر خدا و شیر نبیؐ عم مصطفےٰ ﷺ
حمزہؓ شہید بلکہ شہیدوں کا پیشوا

ہاں ہاں وہی ہے حمزہؓ ذوالمجد والعلا
بدلہ نبی ﷺ کا جس نے ابوجہل سے لیا

بدر و احد میں مار کے اعدائے دین کو
جس نے فدا کی جان رہِ دیں میں بے ریا

ابوالمیز اب اویس آب

محافظِ خاتمِ رسالت سفیرِ الفت امیرِ طیبہ

اے شاہِ طیبہ کے دل کی راحت سفیرِ الفت امیرِ طیبہ
مجھے بھی ہے آپ سے محبت سفیرِ الفت امیرِ طیبہ

جری، دلاور، بلند ہمت، وہ شیر صَولَت، منارِ عظمت
ہیں صاحبِ شوکت و شجاعت سفیرِ الفت امیرِ طیبہ

خلیق و ذیشان و محترم ہیں، رفیق و عَمِّ شہِ اُمَم ہیں
شہیدِ عشقِ مہِ نبوّت سفیرِ الفت امیرِ طیبہ

نبی کے گستاخ پر ہو شدت یہ درس دیتی ہے ان کی سیرت
محافظِ خاتمِ رسالت سفیرِ الفت امیرِ طیبہ

دکھائے بدر و احد میں جلوے، وفا کے، جرات بہادری کے
ہیں مجمعِ غیرت و حمیّت سفیرِ الفت امیرِ طیبہ

ہر ایک مشکل ہوئی ہے آساں انہی کے صدقے بھرا ہے داماں
کلیدِ مقصد نویدِ نصرت سفیرِ الفت امیرِ طیبہ

یہ میں نے مانا خراب ہوں میں، خجل ہوں میں، آب آب ہوں میں
ہوں طالبِ لطف و استعانت سفیرِ الفت امیرِ طیبہ

جمیل نظر

ملا ہے کس کو یہ انعام یزداں حضرت حمزہؓ

شفاعت کا ہے اُس کے پاس ساماں حضرت حمزہؓ
ہے جس کی دسترس میں تیرا داماں حضرت حمزہؓ

تری جرأت تری ہیبت ترا اندازِ گویائی
ہیں خود اپنی جگہ جانِ گلستاں حضرت حمزہؓ

تعلق اور وہ بھی سرور عالم سے رشتے ہیں
ملا ہے کس کو یہ انعام یزداں حضرت حمزہؓ

حضور سرور کونینﷺ کی نسبت کا حاصل ہے
جسے دیکھو ہے وہ مرہون احساں حضرت حمزہؓ

کرم نے آپ کے جس پر نگاہِ لطف فرمائی
فراہم ہو گئے خود ساز و ساماں حضرت حمزہؓ

ملی جس کو مہک صبح ازل باغِ رسالتﷺ کی
رُخ پر نور ہے وہ صبح خنداں حضرت حمزہؓ

گناہوں کے سوا کیا ہے نظؔر کے پاس محشر میں
ادھر بھی اک نگاہِ لطف و احساں حضرت حمزہؓ

اسلم ساگرؔ

چل پڑا کوہِ اُحد بھی آپ کی میت کے ساتھ

حضرت حمزہؓ تیری توقیر و عزت کو سلام
جو ملی ہے آپؓ کو دنیا میں شہرت کو سلام

آپ میرے آقا کے تھے ایک حقیقی جانثار
آقا سے تھی آپ کو جو ایسی نسبت کو سلام

آپ ہیں جن کو نبیﷺ نے سید الشہدا کہا
آپ نے پائی ہے جیسی اس شہادت کو سلام

چل پڑا کوہِ اُحد بھی آپ کی میت کے ساتھ
پیش کرنے آپ کی وہ ایسی جرأت کو سلام

بن گئی پہلو میں اس کے آخری آرام گاہ
کرتا ہے ہر ایک زائر آپ کی تربت کو سلام

کر رہا ہوں پیش ساگرؔ میں عقیدت کے یہ پھول
کی ہے جتنی بار میں نے اس زیارت کو سلام

انجم نیازی

گلستانِ شہادت کا اسے میں باغباں لکھوں

چمن لکھوں، صبا لکھوں کہ تجھ کو آسماں لکھوں
جو سچ لکھوں تو میں تجھ کو حرم کا پاسباں لکھوں

ملی ہے تجھ کو سرداری جہاں بھر کے شہیدوں کی
سحر لکھوں، قمر لکھوں کہ تجھ کو کہکشاں لکھوں

اسی کی عظمتیں بکھری پڑی ہیں چار سُو میرے
اسے میں فرد لکھوں یا کہ پورا کارواں لکھوں

جو نسلیں آنے والی ہیں انھیں سمجھانے کی خاطر
گلستانِ شہادت کا اسے میں باغباں لکھوں

مرے دل کی یہ ضد ہے اور یہ اصرار ہے اس کا
مسلمانوں کی نیّا کا اسے میں بادباں لکھوں

بہا لے جائے اپنے ساتھ جو اونچے پہاڑوں کو
میں ایسے شخص کو انجم نہ کیوں سیل رواں لکھوں

صاحبزادہ فیضؔ الامین فاروقی سیالوی

غلامان نبی ﷺ کے رہ نما ہیں حضرت حمزہؓ

فدائے جلوۂ خیر الوریٰ ﷺ ہیں حضرت حمزہؓ
امامِ اصفیاء و اتقیاء ہیں حضرت حمزہؓ

نمایاں ہے مقام اُن کا فدایانِ محمد ﷺ میں
غلامان نبی ﷺ کے رہ نما ہیں حضرت حمزہؓ

لگایا بت کدوں میں بے خطر توحید کا نعرہ
یگانہ اک جری مردِ خدا ہیں حضرت حمزہؓ

شہادت کا ملا اعزاز راہِ استقامت میں
نشان عظمت و عزم و وفا ہیں حضرت حمزہؓ

رچی تھی اُن کی رگ رگ میں رسول اللہ ﷺ کی اُلفت
مجسم خلق و ایثار و سخا ہیں حضرت حمزہؓ

نزول رحمتِ حق دامن احد میں ہے ہر دم
یہاں عمِ رسول مجتبیٰ ﷺ ہیں حضرت حمزہؓ

کروں کیسے بیاں فیضؔ الامیں اُن کے مناقب میں
دیارِ عشق کا روشن دیا ہیں حضرت حمزہؓ

ڈاکٹر فائزہ زہرا مرزا

بہادری کی ہیں پہچان، حضرت حمزہؓ

رسول پاکﷺ کی ہیں جان، حضرت حمزہؓ
بہادری کی ہیں پہچان، حضرت حمزہؓ

گھٹا تھی کفر کی چاروں طرف تھے منکر دیں
تھے اُن میں صاحبِ ایمان، حضرت حمزہؓ

انہی کے دم سے بندھی تھی حضورﷺ کی ڈھارس
ہوئے جو فارسِ میدان، حضرت حمزہؓ

بھتیجا دستِ خدا خود نبیﷺ کے تھے بازو
ہیں رن میں صاحبِ ذیشان، حضرت حمزہؓ

نقوشِ خون سے گاڑھے ہیں خاکِ طیبہ پر
بنے ہیں فخر سلیمان، حضرت حمزہؓ

شہید و شاہد و مشہود جب احد میں ہوئے
بنے خدا کے یوں مہمان، حضرت حمزہؓ

ملے سخن کو تیرے فائزہؔ جلا ہر دم
بہ حق شاہِ شہیدان، حضرت حمزہؓ

الطاف انصاری

خواب ہی میں کبھی دیدار میسر ہو مجھے

آپ ہیں دیں کے نگہبان جنابِ حمزہؓ
ہے اٹل اپنا یہ ایقان جنابِ حمزہؓ

ناز کرتی ہے تواریخ شجاعت یہ ہنوز
قابلِ رشک ہے یہ شان جناب حمزہؓ

جس جگہ نوش کیا جامِ شہادت بے خوف
ہے شفق زار وہ میدانِ جنابِ حمزہؓ

دل میں قندیل عقیدت ہی رہے گی روشن
ہے جسے آپ کا عرفان جنابِ حمزہؓ

خواب ہی میں کبھی دیدار میسر ہو مجھے
ہے مرے دل کا یہ ارمان جنابِ حمزہؓ

ماری اس زور سے بوجہل کے سر پہ کماں
قوتِ کفر تھی حیران جنابِ حمزہؓ

بزم ہستی میں ہمیشہ ہی رہے گا چرچا
ہے یہ الطافؔ کا ایمان جنابِ حمزہؓ

حکیم سروؔ سہارنپوری

اس کی جلالت سے ہے کفر کا سینہ فگار

دینِ خدا کی بہار، حمزہؓ عالی وقار
اس کے شب و روز ہیں عشق کے آئینہ دار

شیر خدائے عظیم، عمِ رسول کریم ﷺ
راہ شہادت میں وہ سید والا تبار

گونج اُٹھے دشت و جبل نعرۂ تکبیر سے
جب وہ ہوا حلقۂ عشق نبی ﷺ میں شمار

وادیٔ بطحا میں بھی سینہ سپر تھا وہی
ہے وہی طیبہ میں بھی دینِ نبی ﷺ کی بہار

بدر کے میدان میں اس کی شجاعت کی دھوم
اس کی جلالت سے ہے کفر کا سینہ فگار

ہاں سرِ میدانِ حق اس کے سوا کون ہے
سر بہ کف و دل بہ دست، خون فشاں جاں نثار

عشق کے آداب سے اس کا جنوں فیض یاب
اس کی نظر بے کراں، اس کی خرد دیندار

پنجۂ زور آزما اس کا ہے باطل شکن
اس کی کفِ خاکِ پا رستم و اسفند یار

راہِ خدا میں ہوا اس کا بدن زخم زخم
حق کے لیے ہو گئی اس کی قبا تار تار

اس کا لہو رنگ بیز، اس کا لہو مشک بو
چہرۂ اسلام پہ آ گیا جس سے نکھار

عشق محمد ﷺ سے ہے اس کی جبیں سرفراز
اس کی اداؤں سے ہے حسن عمل آشکار

معرکۂ عشق میں ٹوٹ کے بکھرا وہی
بے بدل و بے مثال اس کی وفا کا شعار

سارے شہیدوں کا وہ سید و سالار ہے
اس کے لہو کے طفیل خاک احد مشک بار

محفلِ اخلاص میں اپنی وفا جانچیۓ!
یاں وہی آئینہ ہے اور وہی آئینہ دار

شاہؑ شہیداں کا عشق سرِوؔ مری زندگی
شاہِ شہیداں کی مدح سروؔ مرا افتخار

محمد سلمان رضا فریدیؔ صدیقی مصباحی

لہراتا ہے عالم میں اب بھی وہ لواء حمزہؓ

تسخیر فنا حمزہؓ، تعمیر بقا حمزہؓ
قرطاس شجاعت پر تحریر وفا حمزہؓ

سرکار نے بخشا تھا پرچم جو قیادت کا
لہراتا ہے عالم میں اب بھی لواء حمزہؓ

سرداری تمھیں حاصل ہے سارے شہیدوں کی
یوں حق کی حفاظت میں کی جان فدا حمزہؓ

احسان نہ بھولے گا میدان احد تیرا
ہے اس کی شب جاں میں اب تیری ضیا حمزہؓ

شاہد ہے ترا روضہ، سرکارﷺ کے آنے کا
خود آ کے شہ عالمﷺ دیتے تھے دعا حمزہؓ

تم شمع نبوتﷺ کے پروانوں کے قائد ہو
قدموں میں جھکے ہیں سب اربابِ رضا حمزہؓ

ہر دشمن ملت پر غالب ہو فریدیؔ بھی
پہنایئے اب اس کو نصرت کی عبا حمزہؓ

سید ضیاء الدین نعیم

تیغ ہاتھ سے نہ چھٹی

چچا بھی تھے وہ نبی ﷺ کے
رضاعی بھائی بھی
علامت ان کو شجاعت کی جانتے تھے عرب
وہ لائے ایماں
تو اس درجہ اہل ایماں نے
قیامِ مکہ کے دوران تقویت پائی
کہ دست کش ہوئے اہل قریش
گھبرا کر
ضرر رسانی کے معمول سے
بڑی حد تک
بھلائی لوگوں سے کرنے میں
پیش پیش تھے وہ
بالالتزام
قرابت کا حق ادا کرتے
بہادری کا یہ عالم
کہ خود نبی ﷺ نے کہا
رسول کے بھی ہو تم شیر
اپنے رب کے بھی

علم دلیری کے میدان بدر میں گاڑے

امان مانگتے تھے

ان کی تیغ سے کفار

احد کی جنگ تھی

جس سمت بھی بڑھے حمزہؓ

لگائے کشتوں کے پشتے

صفِ عدو میں کیا ایک تہلکہ برپا

محال تھا کہ انھیں زیر کر سکے کوئی

مگر ہر ایک کا

اک وقت تو مقرر ہے

کوئی بھی ہو

اسے جانا ہے فانی دنیا سے

سو پشت سے کیا ''وحشی'' نے آ کے کاری وار

شدید زخمی ہوئے

لیکن ایسی بے جگری کہ روح کر گئی پرواز

تیغ ہاتھ سے نہ چھٹی

ملا جب اعدا کو

بے روح جسم حمزہؓ کا

اسی پہ غیظ نکالا، سب اپنا ٹوٹ پڑے

بگاڑا چہرہ

کیا پیٹ چاک چاک ان کا

بجھائی دل کی آگ

نبی ملول ہوئے اس قدر کہ کہتے ہیں
تمام زندگی اتنے نہ پھر ملول ہوئے
خوشا نصیب
کہ ان کو حیاتِ فانی میں
کہا رسول مکرم ﷺ نے خود کہ اے حمزہؓ
مرے بھی شیر ہو تم
اور اپنے رب کے بھی
ہوئے شہید تو
نکلا زبانِ احمد ﷺ سے
یہ سید الشہداؓ ہے یہ سید الشہداؓ

طاہرؔ سلطانی

سید الشہدا کی بارگاہ میں نذرِ عقیدت

آپؓ عم نبی ﷺ
آپ شیر خدا
آپؓ کے نام سے
دل کو راحت ملے
آپ کے ذکر سے دل کو فرحت ملے
چاہتے تھے انھیں سرورِ دو جہاں
خاص نظر کرم اُن پہ
رب کی ہوئی دین حق کے لیے چن لیا آپؓ کو
کتنا اعلیٰ لقب آپ کو مل گیا
آپ سردار شہدائے اسلام کے اے اُحد کے مکین
تم سا کوئی نہیں
ہر مسلماں کے دل میں دھڑکتے ہو تم
قلب طاہرؔ بھی مالا تمھاری جپے
اور زباں پر
یہ طاہرؔ کی نغمہ رہے
مرحبا مرحبا اے شہیدِ وفا اے شہیدِ وفا مرحبا مرحبا

سرشار صدیقی

سید الشہداءؓ

نبی ﷺ کے عم مکرم
خدا کے بندۂ خاص
وفا کے رمز شناس
جو دین حق کے لیے وجہ امتیاز ہوئے
جو مغفرت کی بشارت سے سرفراز ہوئے
جنھیں خدا نے عطا کی
شہادتِ کبریٰ
جناب حمزہؓ
لقب جن کا سید الشہداء
شہید رزم اُحد
کہ جن کے رتبہ عالی پہ ہے کتاب، سند

طاہر سلطانی

قطعات

آپؓ عم ہیں رسول اکرمﷺ کے
لائقِ احترام بھی ٹھہرے
کیوں نہ گُن گائے آپ کے طاہر
نقش سارے ہیں آپ کے گہرے

……✡……

آپؓ سردار ہیں شہیدوں کے
یہ حدیثِ حضور والا ہے
مومنوں کے سلام ہوں حمزہؓ
آپ کا مرتبہ بھی اعلیٰ ہے

……✡……

ہے شجاعت کو ناز حمزہؓ پر
کافروں پر عیاں ہے جرأت بھی
مومنوں کے دلوں میں رہتے ہیں
مہرباں آپ پہ ہے قدرت بھی

……✡……

جاں دی دین کی بقا کے لیے
شیر اللہ کا وہ کہلایا
سیّد الشہدا کہو اُس کو
میرے آقاﷺ نے یہ ہے فرمایا

شہزاد اسلم ایڈووکیٹ

نہیں کر سکتا کوئی بھی آپؓ کی منقبت کا حق ادا
در اقدس سے ملا جنھیںؓ سید الشہدا کا مرتبہ
آسمانوں پر ہے لکھا جن کے متعلق شیر نبی شیر خدا
شہزادؔ، آقا ﷺ کا ہر امتی دل و جان سے اُنؓ پر فدا

حسین عارفؔ

قتیل راہِ محبت، شہید جادۂ حق
لکھا ہے خون سے تاریخ نو کا تو نے ورق
خوشا وہ جرأت بے باک جس کی شوخی سے
جبین عظمت باطل پہ آ گیا ہے عرق
فنا کے بعد بقائے دوام ملتی ہے
یہ دے گئی ہے تیری موت زندگی کو سبق

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

سلام

سلام اس پر جو مشرف باسلام ہو کر سہارا بنا
سلام اس پر جو اللہ کا شیر تھا
سلام اس پر جو رسول اللہ ﷺ کا دست و بازو تھا
سلام اس پر جس نے اسلام کا برملا اعلان کیا
سلام اس پر جو بے باک و نڈر تھا
سلام اس پر جس نے ابوجہل کی سرکوبی کی
سلام اس پر جس نے ہجرت کا شرف حاصل کیا
سلام اس پر جس نے غزوہ بدر میں شجاعت و بہادری کے جوہر دکھائے
سلام اس پر جس نے غزوہ احد میں جاں بازی و جاں نثاری کا حق ادا کر دیا
سلام اس پر جس کا سینہ پاک چاک چاک کر دیا گیا
سلام اس پر جس کے دل و جگر ٹکڑے ٹکڑے کر دیے گئے
سلام اس پر جس کے جنازے پر سرکار دو عالم ﷺ نے آنسو نچھاور کیے
سلام اس پر جس کے فضائل و کمالات کی کوئی انتہا نہیں
سلام اس پر جس کا پیکر نازنیں اب بھی تروتازہ اور معطر ہے
سلام اس پر جو ہمارے سلام کا جواب دیتا ہے
سلام اس پر جس کے مزار مبارک کی زیارت بڑی سعادت ہے
سلام اس پر جس کی یاد وجہ سکون و طمانیت ہے
سلام اس پر جس کی شہادت رشک صد حیات ہے

محمد متین خالد

ہم اپنے دیدہ تر سے سلام لکھتے ہیں!

(القابات سیّدالشہدا سیدنا حضرت حمزہؓ)

اوّلین مجاہد تحفظ ناموس رسالت ﷺ	نور عین عبدالمطلبؓ
تاجدار اقلیم شہادت	رستم قریش
اثاثۂ اقلیم سطوت	شناور بحر جرات
افتخار ملک شہادت	آبروئے شہر شجاعت
تاجدار کشور الفت	صاحب شوکت و شجاعت
دلاور و بلند ہمت	شہید عشق مہ نبوت
کلید مقصد نوید نصرت	محافظ خاتم رسالتؐ
قتیل راہ محبت	پیکر غیرت و حمیت
شیر غرّاں سطوت	نازش مردان غازی
تیغ زن غازی	صف شکن غازی
صورت شیر ژیاں	سید سالار شہیداں
مہ شہامت امیر میراں	پیکر شجاعت
شہید محبت	آبروئے شہادت
سردار شہیداں	صاحب ذیشاں
شہید وفا	شیرِ خدا
فدائے دین خدا و مصطفیٰ ﷺ	تصویر صدق و وفا
امام حرب و وغا	محبوب محبوبِ خدا

گل ریاض ملت بیضا — مصدر مہر و وفا
والی مدینہ طیبہ — وقار امت بیضا
محمل دشت وفا — منزل فوز و وفا
میر کاروان شہدا — خوشبوئے گلشن ارتضا
خوشبوئے گلستان رجا — خوشبوئے باغ ارض وفا
شوکت اسلام شہا — شہید دربار کبریا
فدائے سردار انبیا — نثار یکتائے مصطفیٰ ﷺ
سرگروہ جانثاران مصطفیٰ ﷺ — قوت بازوئے محبوب خدا
ذوالمجد والعلا — سفیر الفت امیر طیبہ
فدائے جلوہ خیر الوریٰ — امام اصفیا و اتقیا
مجسم خلق و ایثار و سخا — تسخیر فنا
بہار صحن عنادل — امین و صادق و عادل
تفاوت حق و باطل — حریف قوت باطل
فدائے رہبر کامل — چراغ جادہ منزل
فدائے اسوہ کامل — رفیق جادہ مشکل
سراپا سطوت پیہم — مجسم کوہ عزم
حاصل ثبات و عزم — آرزوئے دل مسلم
ذیشان و محترم — رفیق شہ امم
مجمع غیرت و حمیت — شان عالم انسانیت
شہید جادہ دین متین — جرأت ضیغم دینِ مبین
حریف نرغہ باطل — عزیز رہبر کامل
شہید جادہ حق — ماحی باطل

صاحب منزل	گوہر کامل
منزل عروج عشق	سراپا عزم واستقلال
جوان رخشندہ	شہید اعظم
مرشد کامل	شیر تہور
ضیغم رحماں	شاہ شہیداں
غسیل قدسیاں	غمگسار رحمت للعالمین
نصیر شاہ دین	شیر صولت
مینار عظمت دین	پاسبان حرم
صاحب ذیشان	فارس میدان
شہید وشاہد ومشہود	شہید رزم احد
شجیع وجری	بہادر ودلاور
نابغہ روزگار	عبقری شخصیت
بطل جلیل	ضیغم اسلام
متقی وپاکباز	شہید راہ ناز
مرد شیر افگن	حبیب لبیب
صاعقہ ربانی	ابن ساقی **الحجیج**
شیر غاب	وزیر رسول اللہ
مکین جنت الفردوس	شاہ شہسواران عرب
جان عرب	شان عرب
شیر حق	مرد دلاور
ناوک فگن	گوہر آبدار
مجسم تہور	مردِ غیور

ہاشمی ضیغم	پیکر ثبات و عزم
سردار شہیداں	بطل عظیم
مرد جری	امام عاشقان مصطفیٰ ﷺ
حامل انس و مہر	حاصل کمال و مہر
نقیب عظمتِ دین اسلام	آفتاب درخشاں
مرد رجز خواں	شیبۃ الحمد ابن عبدالمطلب ؓ
عم رسول اللہ	رضاعی اخی رسول اللہ
اسد اللہ	اسد الرسول
ذاب عن وجہ رسول اللہ	فاعل الخیرات
کاشف الکربات	ابو عمارہ
ابو یعلیٰ	سید الشہدا

سیدنا حضرت حمزہ ؓ پر لاکھوں کروڑوں سلام

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست
بحر و بر دَر گوشۂ دامانِ اوست

دُعا از مفتی سید جعفر بن حسن بن عبدالکریم برزنجیؒ

(مفتی شافعیہ، مدینہ منورہ)

یا رب قد لذنا بعم نبینا
رب المظاھر قدست اسراره
فاقل عشار من استجار بعمه
او زاره لتکفرن او زاره
والطف بنا فی المعضلات فاننا
بجوار من لاشک یکرم جاره
واختم لنا باالصالحات اذا دنا
منا الحمام وانشب أظفاره
ثم الصلاة علی سلالته هاشم
من طاب محتده وطاب نجاره
والاٰل وصحب الکرام اولی التقی
سید الأنام ومن هم انصاره
ما انشدت طربا مطوقة الشظی
اوناح بالألحان فیه هزاره

- اے رب کائنات! ہم نے مظہر نعمت وقدرت اپنے نبی ﷺ کے محترم چچا کی پناہ لی ہے، ان کے اسرار کو تقدس عطا کیا جائے۔
- اس شخص کی لغزشتوں کو معاف فرما جس نے نبی اکرم ﷺ کے محترم چچا کی پناہ لی ہے یا گناہوں کی مغفرت کے لیے ان کی زیارت کی ہے۔

- مشکلات میں ہم پر مہربانی فرما، کیونکہ ہم اس ہستی کے جوار میں ہیں جو بلا شک وشبہ اپنے پڑوسیوں کی عزت افزائی کرتی ہے۔
- جب موت ہم سے قریب ہو اور اپنے پنجے گاڑ دے تو اعمال صالحہ پر ہمارا خاتمہ فرمانا۔
- پھر صلوٰۃ وسلام ہو بنو ہاشم کے خلاصہ پر جن کا حسب ونسب طیب وطاہر ہے۔
- اور مخلوق کے سرداروں اور نبی اکرم ﷺ کے مددگاروں، اور تقوی شعار آل پاک اور صحابہ کرام پر صلوٰۃ وسلام ہو۔
- جب تک کلغی دار کبوتر مسرت بھرے لہجے میں چہچہاتے رہیں یا بلبل ہزار داستان دلکش آوازوں کے ساتھ نغمہ سرا رہے۔

کتابیات

- قرآن مجید
- صحیح بخاری......محمد بن اسماعیل بخاریؒ
- سیرت ابن اسحاق......محمد بن اسحاقؒ
- **سید الشهدا، حمزةؓ بن عبدالمطلبؓ**...... ماجد ابراہیم العامری
- **سید الشهدا، حمزةؓ بن عبدالمطلبؓ**......مصطفیٰ محمد ابراہیم برناوی
- **سید الشهدا**......سید جعفر بن حسن بن عبدالکریم برزنجی ترجمہ شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادریؒ
- **الحمزةؓ بن عبدالمطلبؓ**......جمیل ابراہیم حبیب
- **حمزةؓ بن عبدالمطلبؓ**......محمد حسین آل یاسین
- **حیاة سید الشهدا حمزةؓ بن عبدالمطلبؓ**......محمود شلبی
- **بطلا الجهاد و العقیده (الحمزةؓ بن عبدالمطلبؓ)**......محمد علی اسیر
- **تمام الآلاء فی سیرة سید الشهدا حمزةؓ بن عبدالمطلبؓ**......مکتبہ الکویت الوطنیہ۔الکویت
- **شهداء اسلام فی عهد النبوة**......علی سامی النشّار
- **الاصطفا فی سیرة المصطفیٰ ﷺ**......محمد نبهان الخبار
- **البدایه و االنهایه**......حافظ ابن کثیرؒ
- **اُسد الغابه فی معرفة الصحابهؓ**......الشیخ علامہ عز الدین بن الاثیر ابی الحسن علی بن محمد الجزریؒ ترجمہ: حافظ ابو محمد حنفی، قاری مولانا محمد شریف
- **الاستیعاب فی معرفة الاصحابؓ** ...... امام ابی عمر یوسف بن عبداللہ بن

محمد بن عبدالبر القرطبی

- **الاصابه فی تمیز الصحابہؓ**...... قاضی القضا امام حافظ شہاب الدین احمد ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن علی الکنانی العسقلانی المعروف ابن حجر
- **زاد المعاد فی هدی خیر العباد**...... شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن ابی بکر حافظ محمد ابن قیم الجوزیؒ
- **سبل الهدی و الرشاد فی سیرة خیرالعباد**...... امام محمد بن یوسف الصالحی شامی
- **طبقات ابن سعد**......محمد ابن سعد کاتب الواقدی: ترجمہ: علامہ عبداللہ العمادیؒ
- **سیرت ابن هشام**......ابو محمد عبدالمالک بن ہشام الحمیر ی
- **الاکمال فی اسماء الرجال**...... علامہ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب ترجمہ مولانا اشتیاق احمد مولانا معراج الحق
- **کتاب جمل من انساب الاشراف**...... امام احمد بن یحیٰ بن جابر البلاذری
- سیرت حلبیہ......علی ابن برہان الدین الحلبی الشافعی
- بدر البدور المعروف اصحابِ بدر......قاضی محمد سلیمان منصور پوری
- حیاۃ الصحابہؓ......مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ
- سیر الصحابہؓ......مولانا شاہ معین الدین احمد ندویؒ
- سیرت انسائیکلو پیڈیا، نگرانِ اعلیٰ عبدالمالک مجاہد......دارالسلام پاکستان
- اُردو دائرہ معارف اسلامیہ (انسائیکلو پیڈیا)، پنجاب یونیورسٹی لاہور
- ضیاء النبی ﷺ......ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ
- الرحیق المختوم......مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوریؒ
- سیرت مصطفیٰ ﷺ جان رحمت، مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ
- سیرت المصطفیٰ......حضرت علامہ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

- رسول کریم ﷺ کی جنگی اسکیم......عبدالباری ایم اے
- حضور نبی کریم ﷺ کے 60 نامور صحابہ کرامؓ......خالد محمد خالد
- نقوش صحابہؓ......خالد محمد خالد ترجمہ: ارشاد الرحمٰن
- حیات صحابہؓ کے درخشاں پہلو......عبدالرحمٰن رافت الباشا، ترجمہ: محمود احمد غضنفر
- روشنی کے مینار......عبدالمالک مجاہد
- تذکار صحابیاتؓ......طالب ہاشمی
- خیر البشر ﷺ کے چالیس جاں نثار......طالب ہاشمی
- زندگیاں صحابہؓ کی......عبدالرحمٰن رافت پاشا
- فضائل صحابہ کرامؓ......محمد اقبال کیلانی
- خاندان رسول ﷺ......ڈاکٹر محمد دینؒ
- خاندانِ نبوت کے شہداء کرامؓ......علی اصغر چوہدری
- سیرت سید الشہدا سیدنا حضرت حمزہؓ......محمد عبدالمعبود
- سید الشہدا حمزہؓ بن عبدالمطلبؓ......احمد خلیل جمعہ ترجمہ: ابوضیاء محمود احمد غضنفر
- سیدنا حمزہ بن عبدالمطلبؓ......افتخار احمد حافظ قادری
- سید الشہدا حضرت حمزہؓ......محمد الیاس عادل
- شان سیدنا حمزہؓ...... پروفیسر شہناز بشیر
- تذکرہ سید الشہدا سیدنا حمزہؓ......محمد عابد عمران انجم مدنی
- سید الشہدا حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلبؓ......قاری محمد اصغر نورانی
- حضرت سیدنا حمزہؓ، فضائل ومناقب......ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی
- حضرت حمزہؓ......پیر غلام دستگیر نامیؔ
- سیدنا حمزہؓ......علامہ محمد اشرف سیالوی
- سیرت سید الشہدا حضرت حمزہؓ......ابن عبدالشکور
- غزوۂ احد اور سید الشہداؓ......مولانا نسیم احمد صدیقی نوری

- غزوہ احد......علامہ محمد احمد باشمیل
- چراغِ ہدایت سید الشہدا......محمد بدرالاسلام صدیقی
- آنحضور ﷺ کے نقش قدم پر...... پروفیسر عبدالرحمٰن عبد
- جستجوئے مدینہ......عبدالحمید قادری
- مدینۃ النبی ......ڈاکٹر رانا محمد اسحاق، ڈاکٹر رانا خالد مدنی
- میرے حضور کے دیس میں...... جاوید جمال ڈسکوی
- پیغمبر اسلام اور غزوات سرایا......حکیم محمود احمد ظفر
- دی میسج فلم اور ایمان کا زوال......مفتی ضیا احمد قادری رضوی
- نقوش، رسول نمبر جلد ہفتم ...... مدیر محمد طفیل
- قومی ڈائجسٹ (صحابہ کرامؓ نمبر سال 1987ء)
- مطلع نو (صحابہؓ نمبر سال 1982)......گورنمنٹ انٹر کالج، بہاولپور
- مثنوی معنوی۔ دفتر سوم......مولانا جلال الدین رومیؒ
- دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاریؓ......الدکتور ولید عرفات ترجمہ مولانا محمد اویس سرور
- شاہنامہ اسلام......ابوالاثر حفیظ جالندھریؒ
- جنگ نامہ اسلام......ملک منظور حسین منظور
- ماہنامہ ارمغانِ حمد کراچی، بیاد سید الشہدا حضرت حمزہؓ نمبر مئی جون 2007ء......مدیر طاہر حسین طاہر سلطانی
- اصحابی کالنجوم......حفیظ تائب
- مناقب صحابہؓ......راجا رشید محمود
- نعتیہ مثنویہ......حافظ لدھیانویؒ
- معراجِ سفر......حافظ لدھیانویؒ
- نغماتِ طیبات......عزیز الدین خاکی القادری

- سیّد الشہدا حضرت حمزہؓ......انجم نیازی
- نیاز......محمد حنیف نازشؔ قادری
- میثاق......سرشار صدیقیؔ
- ایقان (مجموعہ نعت ومنقبت)......جمیل نظر

تابع عشق محمد ﷺ ہے جلال حمزہؓ
جذبہ شوق شہادت ہے کمال حمزہؓ

(الطافؔ احسانی)

غلبہ دین محمد ﷺ کی تمنا ہے اگر
سامنے رکھیے بہرحال جلال حمزہؓ

(شفیقؔ اعجاز)

اشک آنکھوں میں محمد ﷺ کے ابھر آتے تھے
جب بھی کرتا تھا کوئی ذکر وصال حمزہؓ

(قریشیؔ متھراوی)

خدمت دین محمد ﷺ ہے خیال حمزہؓ
جذبہ شوق شہادت ہے کمال حمزہؓ

(منظرؔ دہلوی)

محمد مصطفیٰ ﷺ کے نام کی یکجائی تھی جس میں
مرے فرقہ پرستو! تم نے وہ وحدت کہاں رکھ دی

(صہباؔ اختر)

حفیظ تائب

رہا باطل ہمیشہ جن سے مرعوب

غمِ عمّ نبیؐ سے دل ہے مغلوب
عطا ہو مجھ کو یا رب چشم یعقوبؑ

وہ دامانِ احد میں محوِ راحت
ہیں جن کے نام اشکِ خوں کے مکتوب

ابو یعلیٰ، ابو عمارہ، حمزہؓ
رہا باطل ہمیشہ جن سے مرعوب

علم بردارِ اوّل فوجِ دیں کے
رضا اللہ کی تھی جن کو مطلوب

تھی جن کی تیغ نصرت کی علامت
ادائے جاں سپاری جن کو مرغوب

رضاعی بھائی بھی تھے شاہ دیںﷺ کے
ہر اک نسبت تھی جس سردار کی خوب

بہت کچھ کہہ کے بھی ہے بوجھ دل پر
لب و لہجہ مرا ہے ان سے محجوب

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر قربان ہو جانے والے خوش نصیبوں کا ایمان افروز تذکرہ

شہیدانِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

محمد متین خالد

شہدائے جنگ یمامہ	غازی علم دین شہیدؒ	غازی حاجی محمد مانکؒ
غازی میاں محمد شہیدؒ	غازی عبداللہ شہیدؒ	غازی فاروق احمد
غازی احمد دین شہیدؒ	غازی زاہد حسینؒ	غازی عامر عبدالرحمٰن چیمہؒ
شہدائے تحریک ختم نبوت 1953ء	غازی عبدالقیوم شہیدؒ	غازی مرید حسین شہیدؒ
غازی عبدالرشید شہیدؒ	غازی منظور حسین شہیدؒ	غازی محمد صدیق شہیدؒ
غازی عبدالمنانؒ	غازی بابو معراج دین شہیدؒ	غازی محمد عمران وحید

اس کے علاوہ تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر اور بہت سے دوسرے اہم مقالات

- ظلمت دہر میں ''چراغ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' کی اجلی اور کومل لوؤں سے اجالا کرنے والے ضوریز وضیا بار ماہتابی و آفتابی کرداروں کا روشن تذکرہ
- تھانوں کی تنگ و تاریک حوالاتوں، پھانسی گھاٹوں کی بے نور فضاؤں اور جیلوں کی کال کوٹھڑیوں میں ''آبروئے ما زنام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم است'' کا ورد کرنے والے کفن بردوش مجاہدوں کی زندہ جاوید روداد اور انوکھے مشاہدات
- ایک ایسی کتاب جس کا ایک ایک لفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہونے والے بدطینت انسان نما ابلیسوں کے ایوانوں کے لیے برق قضا کی حیثیت رکھتا ہے۔
- یہ کتاب محض ایک کتاب نہیں .... خواجہ بطحا صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر کٹ مرنے والوں اور دشمنان رسالت مآب کے ناپاک وجود سے دھرتی کو پاک کرنے والی پاکیزہ ہستیوں کا مختصر مگر مبسوط انسائیکلوپیڈیا ہے۔

اپنی نوعیت کی منفرد کتاب جس کا مطالعہ آپ کے جذبہ ایمانی کو ایک نیا ولولہ عطا کرے گا

ناموسِ رسالت ﷺ مغرب اور آزادیِ اظہار

محمد متین خالد

اسلام اور ناموسِ رسالت ﷺ کے خلاف مغرب کے تعصب، دوہرے معیار اور بھیانک سازشوں پر مبنی تحقیقی دستاویز

ناقابلِ تردید حقائق، تہلکہ خیز واقعات، ہوش رُبا انکشافات

ایک منفرد اور اچھوتے موضوع پر لکھی جانے والی شاہکار کتاب جو اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے:

- انسانی آزادی، انسانی حقوق اور آزادیِ اظہار کے نام نہاد علمبرداروں کے مکروہ چہروں کی نقاب کشائی۔
- بے لگام آزادیِ اظہار کے خبط میں مبتلا مغرب کی اسلام کے خلاف ناپاک سازشوں کے زہریلے واقعات۔
- دلائل و براہین اور حقائق و انصاف کے میدان میں مغرب کی علمی و اخلاقی شکست کی سبق آموز کہانی۔
- اخلاق، مساوات اور رواداری کا درس دینے والے مغربی تھنک ٹینکس کی ہٹ دھرمی، تنگ نظری، رعونت، عدم برداشت اور دشنام طرازیوں کے قابلِ شرم نمونے۔
- دینِ اسلام کے دنیا بھر میں غیر معمولی پھیلاؤ سے کلیسا کی پریشانی اور بدحواسی کے قابلِ دید مناظر۔

ایک ایسی کتاب جو مسلمانوں کی بے حسی اور بے بسی کا نوحہ کرتے ہوئے، ان کے خوابیدہ ضمیر کو جھنجھوڑتے ہوئے، ان کی دینی غیرت و حمیّت کو جگاتے ہوئے، انہیں احساسِ ندامت کے ساتھ رلاتے ہوئے اور انہیں ان کی ذمہ داریوں کا فریضہ یاد دلاتے ہوئے ایک ولولہ تازہ اور ضربِ کلیمی عطا کرتی ہے۔

پڑھیے اور تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ کے لیے آگے بڑھیے۔ شفاعتِ رسول ﷺ آپ کی منتظر ہے۔

اوّلین مجاہد تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ

سیّد الشہداء سیّدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی مستند سیرت وفضائل
اور شجاعت وشہادت پر مبنی ایک ایمان پرور اور ایقان افروز تالیف

محمد متین خالد

- ایسے تاجدار اقلیم شہادت کی لازوال اور جگر فگار داستان جنھوں نے حب رسول ﷺ کو تابندہ تر اور ناموس رسالت ﷺ کو پائندہ تر بنا کر ملت بیضا کو ایک نیا اوج کمال بخشا۔
- ایسے خوش قسمت جنھیں حضور پرنور نبی محتشم ﷺ کے پیارے چچا، رضاعی بھائی اور حبیبِ لبیب ہونے کا منفرد و یگانہ اور یکتا و اعلیٰ اعزاز حاصل ہے۔
- ایسے پیکر شجاعت جن کی حضور خاتم النبیین ﷺ سے محبت وعقیدت دین اسلام کی طرف اولین راہنمائی اور جنھیں سابقون الاولون کے قافلے میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔
- ایسے خوش نصیب جنھیں حضور نبی الملاحم ﷺ نے سید الشہداء، اسد اللہ، اسد الرسول، فاعل الخیرات اور کاشف الکربات ایسے معزز ترین اور صد آفرین القابات وخطابات سے سرفراز فرمایا۔
- ایسے شجیع وجری اور بہادر و دلاور جنھوں نے دین اسلام کی سربلندی وسرفرازی کی خاطر میدانِ کارزار میں دیوانہ وار جان نچھاور کر کے اسے وقار واعتبار کی ثروت بخشی اور یوں تاریخ میں ہمیشہ کے لیے امر ہو گئے۔
- ایسے عظیم المرتبت مجاہد جنھوں نے اپنے پاکیزہ لہو سے جبل احد پر لا الہ الا اللہ کا نقش دوام ثبت کیا۔
- ایسی نابغہ روزگار اور عبقری شخصیت جن کی عظیم الشان قربانی وایثار سے چمنستان اسلام گلزار و گلنار بنا ہوا ہے۔
- ایسے بطل جلیل جن کی سرفروشی وجاںنثاری اور بہادری وحق گوئی کے حیرت انگیز کارنامے صفحات دہر پر زریں حروف سے رقم اور محبت رسول ﷺ کے انمول نقوش سے معمور ہیں۔
- ایسے ضیغم اسلام جن کے وجد آفریں تذکرہ کے بغیر تاریخ اسلام نامکمل رہے گی۔
- ایسے بے مثال ہیرو جن کا دشمنانِ اسلام کے انبوہ میں بے خوفی وبے باکی کے عالم میں ببانگ دہل قبول اسلام کا واقعہ پوری ملت اسلامیہ کے لیے نہایت فخر وانبساط کا باعث ہے۔
- ایسے شہید محبت جن کا نام ہونٹوں پر آتے ہی دل ودماغ میں ناقابل تسخیر جرات وشجاعت کے چراغ جھلملانے لگتے اور آنکھیں اُن کے احترام میں جھک جاتی ہیں۔
- ایسے پاکباز اور اسلامی تاریخ کے روشن ستارے جو آج بھی روحانی طور پر مدینہ طیبہ کے والی اور حاکم ہیں۔

معروف صحافی وکالم نگار جناب منصور اصغر راجہ، صاحب علم ودانش حضرت مولانا محمد رضوان عزیز، اُردو ادب کے مایہ ناز نثر نگار جناب پروفیسر تفاخر محمود گوندل، درویش صفت شخصیت جناب محمد جاوید چودھری، آسمان علم وادب کے درخشندہ ستارے جناب محمد حامد سراج، اسلام اور پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے محافظ جناب اوریا مقبول جان کی محبت وعقیدت میں ڈوبی اور کوثر وتسنیم میں دھلی ہوئی گرانقدر تقاریظ کے ساتھ۔

ایک ایسی کتاب جس کا مطالعہ آپ کے ایمان وایقان کو ایک نئی جلا بخشے گا اور آپ کے فکر وخیال میں ایک ولولہ تازہ پیدا کرے گا۔

الحمد مارکیٹ، 40- اُردو بازار، لاہور۔
37223584 ' 37232336 ' 37352332
www.ilmoirfanpublishers.com
ilmoirfanpublishers@hotmail.com
www.facebook.com/Ilmoirfanpublishers